شہود الشاہد صلی اللہ علیہ وسلم

عتیق زہری

خانیوال

بار اول تعداد 1000 قیمت 3 روپے

58701

Marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
عنوانہ	۴
تقاریظ	۵ تا ۱۲
عرض حال	۱۳
مجلس اول بشواہد شہود النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۶
جنات کا بیان	۲۱
معجزہ اول	۳۱
" دوم	۳۶
" سوم	۴۳
" چہارم	۴۶
" پنجم	۵۰
" ششم	۵۶
" ہفتم	۶۰
" ہشتم	۶۱
" نہم	۶۲
" دہم	۶۴
مجلس دوم	۶۷
مسئلہ اول	۶۹
مسئلہ ثانی	۹۲
مسئلہ حاضر و ناظر کا مفہوم	۹۴
مجلس سوئم	۱۰۸
مجلس چہارم	۱۴۰
عالم بیداری میں کسی متوفی بزرگ کی زیارت	۱۴۴
بحث بر سماع موتیٰ	۱۶۷
مجلس پنجم	۱۷۹
مرنے کے بعد لوگوں کے مختلف طبقات	۱۸۱
استمداد از اہل قبور	۱۸۲
مسئلہ حاضر و ناظر کا جزو چہارم	۲۱۷
نعت و درود	۲۲۷

Marfat.com

عنونہ

بعونِ اللہ تعالیٰ۔ میں یہ کتاب اپنے ان فارغ التحصیل شاگردِ رشید کے نام معنون کرتا ہوں جو گاہے بگاہے بیسترآنیوالی الفاقیہ اور مختصر سی ملاقاتوں میں بڑی حیرت اور استعجاب سے یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ آپ نے (یعنی مصنف نے) دیوبندیوں اور بریلویوں کے درمیان متنازع فیہ مسائل میں بریلوی حضرات کو حق بجانب سمجھ کر ان کا تتبع کیوں اختیار کرلیا اور پھر مسکرا کر یہ شعر پڑھنے لگ جاتے ہیں کہ

ے دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیرِ ما
چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما

اور میں اس کا جواب اس حدیث سے دیا کرتا ہوں کہ "اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْحَکِیْمِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا"۔ ترجمہ علم و حکمت کی بات مردِ مومن صاحبِ حکمت کا گم شدہ مال ہے۔ وہ جہاں بھی کلمۂ حکمت پائے (اور جس شخص کے پاس بھی پائے) وہ اسے حاصل کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہوتا ہے

ے مرد باید کہ پند گیرد
در نوشتہ است پند بر دیوار

عتیق زبیری

Marfat.com

تقاریظ علمائے کرام و مفتیان عظام

پاکستان

تقریظ اوّل

از سید المحققین۔ سند المتقین۔ شیخ الاسلام۔ حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز صاحب۔ رضوی شیخ الحدیث۔ الجامعة النعمانیہ لاہور

المحمود هو الله جل جلاله
والمصلّى عليه والمسلم محمد وآله

رأيت العجالة الرائقة والرسالة الفائقة التى ألفها العلامة الفهامة الفاضل المحقق مولانا عبد الحق العتيق صانه الله تعالى من الحريق والغريق وجعله كاسمه عتيقا من الصديق فوجدت مملوءة ومشحونة بالحق الصريح والحق أحق أن يتبع وماذا بعد الحق إلا الضلال فنسأل الله تعالى أن ينفع المسلمين بنفحاتها والحمد لله فى الأولى والآخرة ؁

الفقير الى الله الغنى
محمد اعجاز الرضوى خادم الحديث فى الجامعة النعمانية ببلدة لاهور

Marfat.com

تقریظ ثانی

از سراج العلماء الاعلام۔ سید الافاضل الکرام محمود الخاص والعام
حضرت مولینا سید محمود احمد صاحب، رضوی مدیر رضوان و ناظم
دارالعلوم حزب الاحناف، پاکستان ۔ لاہور

۷۸۶
۹۲

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور تمام کائنات کا مثل کف دست حضور کی مقدس نظروں کے سامنے ہونا اور انبیائے کرام و اولیائے عظام کا باذن الٰہی مسلمانوں کی مشکل میں امداد و اعانت فرمانا ۔ یہ مسائل کتاب و سنت سے ثابت ہیں ۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب عتیق زبیری مدظلہ العالی نے انہیں مسائل کو مکالمہ کی صورت میں بدلائل شرعیہ پیش فرمایا ہے، مولا تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو حق پر چلنے اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

سید محمود احمد رضوی
مدیر رضوان و ناظم دارالعلوم حزب الاحناف پاکستان لاہور

Marfat.com

التقریظ الثالث

از صدر المجالس الاحکام۔ کشاف لطائف البیان و الکلام۔
مرشد السالکین۔ مربی المریدین۔ بقیۃ السلف۔ عمدۃ الخلف،
حضرت علامہ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب سجادہ نشین آلو مہار شریف
صدر جمعیت العلماء پاکستان

حضرت ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ مقتدائے کائنات ہیں اس لئے کائنات کے اجتماعی علم وقدرت اور صفات جمیلہ کے مرکز ہیں، اہل السنت والجماعت کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ آپ نور مجسم ہیں اور حاضر و ناظر ہیں۔ انہیں مسائل کو حضرت مولینا عبد الحق صاحب عتیق زہری نے ایک خاص انداز میں پیش فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام کے کمال وجمال کو ہر صاحب دل اپنے اپنے انداز میں بیان کرتا رہے گا اور یہ داستانِ جمیل پھر بھی تشنۂ تکمیل ہی رہے گی مولینا کی یہ کوشش بہر نوع مبارک ہے
اللہ تعالیٰ بہ طفیل سرور کائنات ان کی سعی کو مشکور فرمائیں اور ان کو اجر جزیل عطا فرمائیں۔

★

فیض الحسن عفی عنہ سجادہ نشین آلو مہار شریف
صدر جمعیت العلماء پاکستان

Marfat.com

التقریظ الرابع

از فاضل جلیل - الادیب النبیل - خطیب علامہ التمثیل حضرت
مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی - اے خطیب و مبلغ اعلیٰ مسلم مسجد
بیرون لوہاری دروازہ - لاہور

میں بھی تقاریظ مندرجہ بالا کی بصدقِ دل تائید کرتا ہوں ۔

"مسلم"

★

التقریظ الخامس

از حضرت مولانا مولوی ابو النظفر اکرام حسنین صاحب مجددی
خطیب میاں میر صاحبؒ - لاہور

میں حضرت علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی کی تقریظ
کے ساتھ بخلوصِ قلب موید ہوں ۔

ابو النظفر اکرام حسنین مجددی
خطیب میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور

Marfat.com

تقاریظ مقامی علمائے کرام

التقریظ السادس

از فاضل اجل عالم بے بدل حضرت مولینا مفتی محمد فرید صاحب رضوی السعیدی ہزاروی صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ تعلیم القرآن جامع العلوم خانیوال

قارئین کرام! حضرت علامہ عبدالحق صاحب عتیق زبیری کی اس کتاب المسمّٰی بہ "شہود الشاہد صلی اللہ علیہ وسلم" کا میں نے اول سے آخر تک بالاستیعاب بغور مطالعہ کیا۔ کتاب کا طرز بیان خوب ہے۔ مکالمہ کی صورت میں مولینا نے چند مسائل متنازعہ کے متعلق اچھے دلائل سے گفتگو فرمائی ہے اور مسلک حق اہل سنت وجماعت کو قرآن پاک اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مفسرین کرام ومحدثین عظام ومشائخ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقدس اقوال وارشادات کی روشنی میں خوب واضح فرمایا ہے۔ باری تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ عظام کے طفیل مولانا کی اس سعی جمیلہ کو مقبول فرمائے اور مولینا کو زیادہ سے زیادہ تبلیغ دین ومسلک حق کی حمایت وحفاظت کی توفیق انیق مرحمت فرمائے اور اس کتاب کو باعث ہدایت خلائق ومقبول خاص وعام بنائے آمین یا رب العالمین ؁

محمد فرید رضوی

Marfat.com

التقریظ السابع

از مولینا الحاج حضرت مولینا مولوی عبدالقادر صاحب خطیب جامع مسجد خانیوال

باسمہٖ سبحانہٗ

مولوی عبدالحق صاحب عتیق نے جس سادگی سے مسائل حل کئے ہیں اس دور میں عوام الناس کے لئے یہی طریقہ زیادہ موثر ثابت ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو موجب ہدایت بنائے۔ آمین ؕ

فقیر محمد عبدالقادر سعیدی غفرلہٗ بقلم خود

★

التقریظ الثامن

از حضرت مولانا مفتی **محمد عبداللطیف** صاحب صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامعہ عثمانیہ سبزی منڈی خانیوال۔

علامہ عبدالحق صاحب عتیق زہری کی کتاب "شہود الشاہد صلی اللہ علیہ وسلم" کا مطالعہ کیا۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک بہترین تصنیف ہے اور طرز بیان اچھوتا ہے۔ مسائل متنازعہ کو نہایت سہل اور دلچسپ انداز میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ کہ قاری کسی قسم کی الجھن محسوس کئے بغیر پڑھتا چلا جائے اور سیر نہ ہو۔

Marfat.com

دلائل و شواہد کو اس طرح ترتیب دینے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا قرآن کریم۔ احادیث مقدسہ اور علمائے متبحرین و معتبرین کے اقوال سے بہمہ پہلو واضح اور ثابت ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ مولینا کی اس سعی جمیل کو شرف قبولیت عطا فرما کر اپنی مخلوق کے لئے موجب رشد و ہدایت بنائے اور مصنف کو خدمت دین کی مزید توفیق ارزانی فرمائے آمین وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَأَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَالْحِقْنَا بِاتِّبَاعِهِ وَاتِّبَاعِ أَوْلِيَائِهِ وَمُحِبَّتِهِ وَمُحِبِّيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ؞

فَقَدْ حَرَّرَهُ الْعَبْدُ الْمُذْنِبُ الضَّعِيْفُ
مفتی محمد عبد اللطیف صدر مدرس مدرسہ خادم عربیہ
جامعہ غوثیہ سبزی منڈی۔ خانیوال

التقریظ التاسع

از حضرت مولینا مولوی محمد ایوب الرحمن صاحب خطیب جامع مسجد سبزی منڈی خانیوال

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

جناب حضرت مولینا عبد الحق صاحب عتیق کی کتاب شہود الشاہد صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی حصہ پڑھا۔ مولانا نے ہر قسم کے دلائل و روایات کتب فقہ و احادیث و اقوالِ سلف اس کتاب میں درج فرمائے ہیں

اس کتاب کا مطالعہ عقیدہ کو درست کرتا ہے اور عوام کے لئے یہ ایک نہایت اہم اور ضروری چیز ہے۔ مولانا موصوف نے مذہب اہلسنت وجماعت کے مسلک کو خوب واضح فرمایا ہے اور عوام کے سمجھانے کے لئے بہترین طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ خداوندکریم اس کتاب کو درجہ مقبولیت کا عنایت فرمائے اور مولانا کے لئے زاد آخرت اور موجب نجات بنائے۔ آمین ؛

فقیر محمد ایوب الرحمٰن عفی عنہ خطیب جامع مسجد
سبزی منڈی خانیوال

★

التقریظ العاشر

ازحضرت مولینا مولوی محمد اشرف صاحب صدر مدرس
مدرسہ شوکت الاسلام۔ مسجد پیپل والی خانیوال

حضرت مولانا عبدالحق صاحب عتیق زہری کی اس کتاب کے بعض مقامات کا مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ انداز بیان خوب ہے۔ مسائل کو نہایت سہل انداز میں بیان فرمایا ہے۔ مولیٰ عزوجل بصدقہ مقبولان خویش شرف قبولیت سے نواز کر باعث ہدایت خلق بنائے آمین ؛

محمد اشرف غفرلہ صدر مدرس مدرسہ شوکت الاسلام
مسجد پیپل والی۔ خانیوال

Marfat.com

عرضِ حال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

کاشفِ مغیبات مَا کَانَ مَا یَکُوْنُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ذات بابرکات وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ کی مصداق ہے۔ (یعنی رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "یہ نبی غیب کی خبریں بتانے میں بخیل نہیں" التکویر) لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے لے کر نفخۂ اولیٰ تک اس عالم کن فیکون میں وقوع پذیر ہونیوالے خیر وشر کے کلیہ امور کا بنظر مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی مشاہدہ فرماکر حق سبحانہ وتعالیٰ کے عطا کردہ علمی خزانے سے بہت سی علمی خبروں کی اطلاع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی مرحمت فرمادی تھی چنانچہ اپنی امت مرحومہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ ترجمہ:۔ اور بیشک بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں

Marfat.com

منقسم ہو گئے تھے اور میری امت (اصول عقائد کی رو سے) تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ان میں سے بہتر فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ سے کسی نے خواجہ حافظ شیرازیؒ کے اس شعر کا مطلب دریافت کیا جو انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ

ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

آپ نے فرمایا اس شعر کی وضاحت حسب ذیل مستزاد رباعی میں موجود ہے

ہفتاد و دو ملت در رہے می پویند — اے بے مانند
گم کردہ ترا بہر طرف مے جویند — سرگردانند
سر رشتہ حق بدست یک طائفہ ایست — درویشانند
باقی بہ تکلف سخنے مے گویند — حیرانند

ترجمہ:- اے بے مانند ذات بہتر فرقے تیری راہ میں تگ و دو کر رہے ہیں انہوں نے راہ گم کر لی ہے اور ہر طرف تیری جستجو میں سرگرداں ہیں، لیکن ایک گروہ ہے کہ سررشتہ حق ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اولیاء اللہ کا گروہ ہے۔ باقی تمام گروہ ریاکاری کی باتیں کرتے ہیں اور حیران ہیں

اب ملاحظہ فرمائیے کہ پاکستان میں اولیاء اللہ کی محبت سے مسلمانوں کے جس فرقہ کو خصوصی طور پر منسوب سمجھا جاتا ہے اور اولیاء اللہ سے جس فرقہ کی والہانہ عقیدت کو دیکھ کر اسے مطعون کیا جاتا ہے اور خدا

Marfat.com

اور اس کے رسول کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لیکر خواہ مخواہ اس پر مشرک اور بدعتی ہونے کے فتوے صادر کئے جارہے ہیں وہ فرقہ بریلوی حنفی کے نام سے موسوم ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ نور مجسم ہیں اور عالم الغیب ہیں لیکن بعض دیگر حضرات ان عقائد کو شرک اور بدعت قرار دے رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ "رب لائم یلیم" بعض اوقات ملامت کرنیوالا خود ملامت کے لائق ہوتا ہے۔ اگر فرقہ دارانہ تعصب کی عینک اتار کر عدل و انصاف کی میزان سے اس گروہ کے ان عقائد کو جانچا تولا جائے تو اس گروہ کا ہر عقیدہ کتاب و سنت اور اجماع امت کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ اس گروہ کے عقیدہ حاضر و ناظر کا زندہ۔ تازہ اور نقد بہ نقد ثبوت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مع صحابہ کرام اور اولیائے عظام گذشتہ جنگ ہند و پاک میں شہود مسعود فرما چکے ہے لہذا اس خاکسار نے اس مجموعۂ اوراق المسمی بہ "شہود الشاہد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں عقیدہ حاضر و ناظر کو کتاب و سنت کی روشنی میں جانچنے اور پرکھنے کی کوشش کی ہے اور مسائل کی وضاحت کیلئے "مکالمہ" کی طرز اختیار کی ہے۔ عبدالوہاب اور امام جیلانی دو فرضی نام ہیں دونوں کی گفتگو میں مسائل کو حل کیا گیا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

عبدالحق عتیق زہری
۲۲ ستمبر ۱۹۶۸ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس اوّل

(شواہد شہود النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

" غلام جیلانی جو کہ ایک دینی درسگاہ کا طالب علم ہے۔ اپنے دار المطالعہ میں بیٹھا ہوا مطالعۂ کتب میں مصروف ہے اتنے میں اس کا چچا زاد بھائی مسٹر عبدالوہاب جو گورنمنٹ کالج کا سال چہارم کا متعلم ہے۔ کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ دونوں بھائی کمال شفقت محبت اور خلوص کے ساتھ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ علیک سلیک۔ مصافحہ۔ معانقہ کی منزلیں طے کر لینے کے بعد دونوں میز کے سامنے بالمقابل پڑی ہوئی دو کرسیوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ خوش گپیوں کا دور شروع رہتا ہے بعد میں رفتہ رفتہ گفتگو میں کچھ متانت اور سنجیدگی کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور عبدالوہاب غلام جیلانی سے مخاطب ہو کر گفتگو کا آغاز کرتا ہے "

عبدالوہاب۔ بھائی جان شاید آپ نے بھی سنا ہو گا۔ ان دنوں ہمارے شہر میں گذشتہ جنگ ہند و پاک کے دوران ظہور پذیر ہونے والے بعض خارق عادت امور کے متعلق بڑا چرچا ہو رہا ہے فرمایئے آپ کا ان خوارق کے متعلق کیا خیال ہے؟

غلام جیلانی۔ جانِ برادر جیسا کہ پاکستان کا ہر مسلمان بلکہ پوری دنیا کے

Marfat.com

اسلام کا ہر مسلمان ان خوارق کی صحت کا قائل ہے میں بھی ان واقعات کو حقیقت پر مبنی سمجھتا ہوں۔

عبدالوہاب ۔ لیکن پاکستان کا ہر مسلمان تو ان واقعات کو صحیح تسلیم نہیں کر رہا۔ مثلاً کل ہی ایک بہت بڑے تقدس مآب مولینا ایک مجمع کثیر میں تقریر کرتے ہوئے فرمارہے تھے کہ "یہ نیلے پیلے گھوڑوں والے غیبی سواروں کے متعلق جو افواہیں پھیلی ہوئی ہیں کہ انہوں نے جنگی محاذوں پر آکر ہماری کچھ امداد کی ہے یہ افواہیں قطعاً غلط اور بے بنیاد ہیں۔ جو شخص ایسی بے در ہوا باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے حالیہ فتح میں اللہ تعالٰی کی مدد کے سوا کسی اور غیبی شخصیت کی امداد کو بھی شامل سمجھتا ہے وہ خدا کے غضب کو چیلنج کرتا ہے۔ لہٰذا میں علامہ موصوف کی اس حق گوئی کا معترف اور معتقد ہوں اور خدا کے سوا دیگر رجال الغیب کی طرف سے کسی قسم کی امداد و اعانت ہونے کا قائل نہیں۔ اور اس سلسلہ میں آپ کیساتھ تبادلہ خیالات کرنے کے لئے تیار ہو کر آیا ہوں۔

غلام جیلانی ۔ تو بسم اللہ بچشم ما روشن ۔ دل ماشاد۔ میں بھی اس گفتگو کے لئے تیار ہوں۔ لیکن بیشتر اس کے کہ ہم اس موضوع پر گفتگو کریں۔ ہمیں ان اخبارات کا مطالعہ کر لینا چاہیئے جن میں کہ یہ خبریں شائع ہوئیں۔

عبدالوہاب ۔ بالکل بجا فرمایا آپ نے۔

غلام جیلانی ۔ (الماری سے تاریخ پاک بھارت جنگ نکالکر) لیجئے اس کتاب کے صفحہ ۱۴۴ پر مدینہ منورہ سے آئے ہوئے ایک

Marfat.com

خط کی نقل درج ہے اس خط کا مطالعہ فرمالیجئے۔

عبدالوہاب ۔ (تاریخ پاک بھارت جنگ کا صفحہ ۱۴۴ نکال کر)
یہ خط اخبارات میں بھی شائع ہوا تھا۔ میں اس کا مطالعہ کرچکا ہوں۔ ویسے آپ کے فرمان کے مطابق اب دوبارہ اس کا مطالعہ ضرور کروں گا۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں!

برخوانش سر بسر کہ نہ حرفے است سرسری

عبدالوہاب ۔ مصنف نے "مدینہ منورہ سے ایک خط" کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ "مولینا محمد انعام کریم صدیقی شیخ الہند مولینا محمود الحسن اسیر مالٹا کے بھانجے ہیں اور پندرہ سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ اور آجکل مدرستہ العلوم الشرعیہ کی لائبریری کے نگران ہیں۔ یہ مدرسہ مسجد نبوی کے ساتھ ہی واقع ہے۔ مولانا محمد انعام کریم صدیقی نے یہ خط کراچی کے ایک خدا ترس بزرگ جناب نور محمد بٹ کو لکھا ہے۔

۷۸۶

مدرستہ العلوم الشرعیہ مدینہ المنورہ — محمد انعام کریم صدیقی
۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء، ۲۸ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ

محترم المقام قبلہ الحاج حضرت المکرم بٹ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

بندہ الحمدللہ بخیریت تمام دوشنبہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ حاضر ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے اور جس قدر بھی زیادہ سے زیادہ اس کی جناب میں شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس مالک حقیقی نے اپنے گنہگار

Marfat.com

ناہنجار بندہ کو اپنی نعمتوں سے نوازا۔ پہنچنے کی اطلاع بذریعہ تار جمعہ کو دے
دی تھی۔ جو کہ غالباً ہفتہ کی صبح کو پہنچ گیا ہوگا۔ ایک خط بھی لکھ دیا تھا۔
خدا کرے آپ حضرات مع الخیر ہوں۔ براہ کرم خیریت مزاج اور دیگر احباب
کی خیریت سے مطلع فرمایئے۔ تاکہ اطمینان ہو۔ خبریں سننے کا کوئی خاص
اہتمام نہیں رہا۔ اِدھر اُدھر سے سُن لیتا ہوں۔ آج صبح غالباً صلح کی
گفتگو ہوئی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو پوری پوری فتح و نصرت عطا
فرمائے۔ آمین۔ مکہ مکرمہ میں بھی اور یہاں مدینہ منورہ میں بھی بعد نماز عشاً
بہت اہتمام سے دعائیں ہوتی رہیں۔ ایک ایک گھنٹہ دعاؤں میں
لگ جاتا ہے۔ لیکن الحمد للہ جملہ حضرات عرب و عجم سب ہی لوگ
دل سے گڑگڑا کر دعا کر رہے ہیں۔ طبیعت نہیں اکتاتی۔ انشاء اللہ
بہتری اور نصرت کی امید قوی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں۔ آمین ثم آمین

یہاں پر جس روز لاہور پر حملہ ہوا۔ اُسی شب میں ایک دو حضرات
نے خواب میں دیکھا کہ حرم شریف میں مجمع کثیر ہے اور روضۂ اقدس سے
جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت عجلت میں تشریف فرما
ہوئے اور ایک بہت خوبصورت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر باب
السلام تشریف لے گئے۔ بعض حضرات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر جلدی اس گھوڑے پر کہاں تشریف لیجا رہے
ہیں۔ فرمایا پاکستان میں جہاد کے لئے۔ اور ایکدم برق کی مانند بلکہ
اس سے بھی کہیں تیز روانہ ہو گئے۔ پیچھے پیچھے مواجہ شریف سے بھی
کچھ حضرات اور اسی راستہ سے ایک موٹر میں سوار ہو کر ہوائی جہاز
کی طرح پرواز کر گئے۔ اور بھی بہت سے خواب اس اثناء میں اللہ تعالےٰ نے

Marfat.com

کے نیک بندوں نے دیکھے ہیں۔ دعا فرمایئے اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ثابت قدم رکھے اور بتفضل جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فتح اور عزت عطا فرمائے آمین (غلام جیلانی سے مخاطب ہوکر) لیجئے صاحب خط ختم ہوا۔

غلام جیلانی - سبحان اللہ! قربان جاؤں اس کالی کملی والے کی اس غمخواریٔ امت پر کہ۔

نمود جلوۂ اعجاز شمع مطلبی
نماند شوخیٔ چشم شرار بولہبی

عبدالوہاب - خیر یہ سب حسن عقیدت کی باتیں ہیں ورنہ تو حقیقت صرف یہ ہے۔ کہ

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

غلام جیلانی - نہیں برادرم! یہ صرف حسن عقیدت کی ایجاد نہیں بلکہ عین حقیقت ہے ملاحظہ فرمایئے بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ :- جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

خیر اس کے علاوہ اب ذرا آپ ۲۹ نومبر ۱۹۶۵ء کا ہفت روزہ چٹان لاہور بھی ملاحظہ فرما لیجئے (الماری سے ۲۹ نومبر ۶۵ء کا ہفت روزہ چٹان لاہور جلد ۱۸ شمارہ ۴۸ نکال کر عبدالوہاب کو دیتا ہے)

عبدالوہاب - میں نے یہ رسالہ بھی دیکھ رکھا ہے

Marfat.com

غلام جیلانی۔ تاہم

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

اس رسالے کا صفحہ ۴ نکال کر پڑھیے۔

عبدالوہاب۔ اچھا تو آپ کے اصرار کے مطابق میں یہ مضمون بھی پڑھ لیتا ہوں۔

غلام جیلانی۔ ضرور پڑھیے۔ اول سے آخر تک پڑھیے۔

چٹان کا بیان

عبدالوہاب۔ (۲۹ نومبر ۱۹۶۵ء کے چٹان کا صفحہ ۴ نکال کر) یہ مضمون "سنتے تھے کہ معجزوں کے زمانے گذر گئے" کے زیر عنوان جناب عبدالکریم صاحب ثمر کا لکھا ہوا ہے۔ فاضل مضمون نگار نے لکھا ہے۔ کہ تاریخ اسلام اس امر کی شاہد ہے کہ مسلمان جس وقت بھی فرمان الٰہی کے مطابق حق کی یلغار کیلئے سر بکف نکلے تو انہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت سے نوازا گیا اور اکثر ان کی حمایت کے لئے فرازِ عرش سے ملائکہ کا نزول ہوا۔ ۶ ستمبر کی جنگ میں اسلامیوں نے باطل کی بہیمانہ قوت کا مقابلہ کیا تو کفر کے خس و خاشاک میں آگ لگ گئی طاغوتی قوت کی ایک بڑی کثرت کو جو ہر طرح کے جدید سائنسی آلات حرب سے لیس تھی۔ پاکستان کے فرزندان توحید کی ایک چھوٹی سی جماعت نے اپنی بے سروسامانی کے باوجود ایسی عبرت ناک شکست دی جسے دیکھ کر ایک زمانہ حیران و ششدر رہ گیا۔ کہ یہ کیسے ہوا؟

مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اسلحہ کی بہتات اور افواج کی کثرت ہی کامرانی

Marfat.com

کی ضامن نہیں ہوا کرتی بلکہ بعض غیبی عوامل بھی مصروف کار ہوتے ہیں۔
جو مشاہدے میں نہیں آسکتے ان پر صرف دست قدرت کا غیبی تصرف ہوتا ہے اور فتح و نصرت کا اصل سرچشمہ استقامت تائید ایزدی اور اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات، پر کامل بھروسہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جب قائد پاکستان محمد ایوب خاں نے کلمہ طیبہ پڑھ کر جہاد کا اعلان کیا تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے متبرک الفاظ ہی خیر و برکت کا باعث بن گئے۔ اس معرکہ حق و باطل میں جرأت و ایثار۔ جواں مردی و شجاعت کے علاوہ بعض ایسے حیرت انگیز خرق عادت واقعات بھی ہوئے ہیں جو اگر اسلام کے عہد اول میں ظہور پذیر ہوتے تو یقیناً انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار کیا جاتا۔ جیسا کہ بعض غزوات اسلامیہ میں صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میدان جنگ میں ایسے مجاہد بھی بر سر پیکار نظر آتے ہیں جنہیں ہم پہچان نہیں سکتے تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا وہ آسمانی مخلوق ملائکہ مقربین تھے جو مسلمانوں کی طرف سے کفار کے ساتھ نبرد آزما تھے۔ اور اگر قرن اول خلفائے راشدین کے زمانے میں ایسی نصرت غیبی کی بے مثال روایات ملتیں تو انہیں صحابہ کرامؓ کی کرامات پر محمول کیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دور حاضر میں بھی جسے عموماً اچھے زمانہ سے تعبیر نہیں کیا جاتا ایسے معجزات رونما ہوئے ہیں بلاشبہ ایسی حیران کن مثالوں کی بنا پر ہی اسلام کی حقانیت اور دین محمدیؐ کے برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ (غلام جیلانی سے مخاطب ہو کر)
بھائی جان! ملاحظہ فرمایئے کہ فاضل مضمون نگار نے پہلے تو یہ لکھا

58701

Marfat.com

ہے۔ کہ یہ خرق عادت واقعات اگر اسلام کے عہد اول میں ظہور پذیر ہوتے تو یقیناً انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار کیا جاتا۔ اس کا مطلب یہ کہ وہ خوارق جو آج اس بیسویں صدی میں ظہور پذیر ہوئے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں محسوب نہیں کئے جا سکتے لیکن بعد میں، فاضل مضمون نگار نے یہ لکھ دیا ہے کہ "اللہ کے فضل و کرم سے دور حاضر میں بھی جسے عموماً اچھے زمانے سے تعبیر نہیں کیا جاتا ایسے معجزات رونما ہوئے ہیں" تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ خوارق معجزات ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا تو یہ کس نبی کے معجزوں میں شمار ہوں گے۔

غلام جیلانی ۔ چونکہ یہ خوارق ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے مصدق ہیں اس لئے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں ہی شمار ہوں گے۔

عبدالوہاب ۔ لیکن فاضل مضمون نگار نے لکھا ہے کہ اگر یہ اسلام کے عہد اول میں ظہور پذیر ہوتے تو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سمجھا جاتا۔ مطلب یہ کہ اب چونکہ یہ آج ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ اس لئے انہیں نبی کریم کے معجزات میں شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اِذَا فَاتَ الشَّرطُ فَاتَ المَشرُوطُ۔

غلام جیلانی ۔ اس کا مفہوم یہ بھی تو ہو سکتا ہے نا۔ کہ اگر یہ خوارق عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ظہور پذیر ہوتے۔ تو یہ معجزات بلا واسطہ ہوتے لیکن اب یہ بلا واسطہ نہیں ہیں بلکہ بالواسطہ ہیں۔ کیونکہ اگر کسی ولی سے کوئی کرامت ظہور میں آئے یا امت کے

Marfat.com

کسی عام فرد یا افراد کے ہاتھوں کوئی معونت ظاہر ہو تو وہ کرامت یا معونت اس نبی کا معجزہ تصور ہوگا جس کی امت کے کسی فرد سے وہ کرامت یا معونت ظہور میں آئی ہو۔

لیکن یہ گفتگو ہم بعد میں کریں گے پہلے آپ مضمون ختم کر لیں۔

عبدالوہاب۔ بہت اچھا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ ازاں بعد فاضل مضمون نگار نے لکھا ہے کہ "اس سترہ روزہ جنگ میں پاکستان کے مسلمانوں کے ذہن و عمل میں جو ایمان افروز انقلاب آیا وہ بجائے خود ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ ان دنوں جہاں ہمارے مجاہد جذبۂ شہادت سے سرشار ہو گئے وہاں عام مسلمانوں کے دلوں میں دین کی رغبت بڑھ گئی۔ جب قوم بیدار ہوئی تو عبادت میں شغف و انہماک بڑھ گیا۔ اخلاقِ حسنہ اختیار کر لیے گئے۔ ایثار و قربانی کا جذبہ جاگ اٹھا۔ اللہ پر توکل اور رجوع بڑھ گیا۔ نمازیوں کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہوا۔ کہ مساجد کی وسعت تنگ نظر آنے لگی۔ دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوئیں تو بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کر دعائیں مانگی جانے لگیں۔ حواسِ خمسہ کی آرزوئیں تبدیل ہوئیں تو نکہت و نور سے چہرے ہی نہیں دل بھی چمک اُٹھے۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس جنگ میں تائیدِ ایزدی سرکارِ دو عالم کی پشت پناہی اور بزرگانِ دین کی دعائیں شاملِ حال نہ ہوتیں تو شاید پاکستان کو فتح مبین کی بجائے ناقابلِ رشک حالات سے دوچار ہونا پڑتا۔ (غلام جیلانی سے مخاطب ہو کر)

بھائی جان! سرکارِ دو عالم کی پشت پناہی کا کیا مطلب؟

غلام جیلانی۔ سرکارِ دو عالم کی پشت پناہی کا مطلب ہے

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت۔ مدد اور حمایت۔ پشت پناہی کے لفظ میں یائے معروف مصدری ہے۔ پشت پناہ پشتیبان کا ہم معنی لفظ ہے۔ اس کے معنی حامی و ناصر کے ہیں۔

عبدالوہاب۔ اچھا! تو لیجئے اپنی طرف سے تو آداب عرض۔ (اٹھ کر جانا چاہتا ہے)

غلام جیلانی۔ (عبدالوہاب کو پکڑ کر بٹھاتے ہوئے) ارے کیا ہو گیا؟

عبدالوہاب۔ ہونا کیا تھا۔ شرک ہو گیا۔ شرک ہو گیا۔ اے میرے اللہ شرک ہو گیا۔

غلام جیلانی۔ شرک ہو گیا؟

عبدالوہاب۔ جی ہاں! شرک۔ صریح شرک۔ جلی شرک۔ واضح اور نمایاں شرک۔

غلام جیلانی۔ ارے کہاں ہو گیا؟

عبدالوہاب۔ معاف کرنا بھائی جان! آپ تو اب نرے مولودیئے ہی بن کر رہ گئے ہیں۔ آپ کو نظر نہیں آتا۔ دیکھئے مضمون نگار لکھتا ہے۔ کہ سرکار دو عالم کی پشت پناہی نہ ہوتی تو ایسا ایسا کچھ ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی اور کو پشت پناہ سمجھنا شرک نہیں؟

غلام جیلانی۔ برادر عزیز! میں مولودیا سہی۔ لیکن اس رسالے کا ایڈیٹر تو کٹر قسم کا دیوبندی ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پشت پناہ سمجھنا شرک ہوتا تو وہ یہ جملہ اپنے رسالہ میں کیوں شائع کرتا۔ مناسب یہ ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے اس مضمون کا

Marfat.com

مطالعہ کرلیں بعد میں ان تمام مسائل پر مفصل گفتگو ہو جائے گی۔

عبدالوہاب ۔ بہت اچھا۔ تو سنئے مضمون نگار نے اس کے بعد لکھا ہے کہ "حق و باطل کی اس آویزش میں اکثر و بیشتر ایسی باتیں مشاہدے میں آئی ہیں جن پر بظاہر یقین نہیں آتا۔ کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہوا ہے۔ باور کیجئے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی ایک دفعہ پھر پاکستان کے مسلمانوں کی حفاظت اور عظمت و سطوت کے لئے ناقابل تسخیر قلعہ بن گیا۔ اور یہ جنگ بھی اسلام کی روحانی قوت کا کرشمہ ثابت ہوئی۔ ان بے شمار مافوق الفطرت واقعات میں نہ تو مبالغہ آرائی کو کوئی دخل ہے اور نہ ہی زیب داستان کے لئے یہ قلمکاری کی گئی ہے۔

ایک محاذ پر توپوں کے دہانے کھولے ہوئے تھے۔ بیسویں صدی کے بھارتی بھیڑیئے گولہ باری کر رہے تھے۔ پاکستانی مجاہد جوابی کاروائی میں مصروف تھے کہ ایک سفید ریش بزرگ سادہ دیہاتی لباس میں عین مورچہ پر تشریف لائے اور توپچی کو گولہ پھینکنے کے لئے نشان دہی کرنے لگے۔ آپ انگشت شہادت سے اشارہ کرتے کہ اس طرف گولہ پھینکا جائے چنانچہ ان کے کہنے کے مطابق توپ کا زاویہ بدل دیا جاتا اور عجیب بات یہ ہے کہ ٹھیک ٹھیک نشانہ پر لگتا جس کی وجہ سے دشمن کی صفوں میں نہ صرف ابتری پھیل جاتی بلکہ اس کے بھاری ٹینک اور توپیں بھی برباد اور ناکارہ ہو جاتیں اور آخر کار بھارتی سینک پسپائی پر مجبور ہو جاتے۔ ایک دن پاکستانی میجر کو خیال آیا کہ یہ درویش کون ہیں جو روزانہ محاذ پر رہنمائی کرتے ہیں دوسرے دن صبح بزرگ موصوف

Marfat.com

کو خیمے میں بلایا گیا۔ اردلی افسر کا اشارہ پاتے ہی ایستادہ ہو گیا اور سفید ریش بزرگ سے استفسار کیا گیا کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں درویش بزرگ نے کچھ جواب نہ دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پانی طلب کیا۔ اردلی پانی لینے گیا تو میجر کرسی پر بیٹھنے کے لئے بڑھا۔ جونہی توجہ دوسری طرف مبذول ہوئی تو...... میجر نے دیکھا کہ وہ کرسی خالی پڑی ہے جس پر بزرگ تشریف فرما تھے۔

میجر اور تمام لوگ حیران تھے کہ یہ کیا کرشمہ ہے۔ تلاش بسیار کے بعد بھی وہ بزرگ پھر اس محاذ پر نظر نہ آ سکے۔

ایک عزیز دوست شرقپور سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ کے دنوں ایک رات مجھے حضرت میاں شیر محمد صاحب کی خواب میں زیارت ہوئی۔ تو آپ کا لباس گرد آلود اور ہاتھ قدرے میلے تھے۔ میں نے پوچھا حضرت اس وقت کونسی مصروفیت ہے تو آپ نے اشارۃً فرمایا کہ محاذ پر جہاد جاری ہے اور مجاہدین کی اعانت فرض ہے۔

ایک صاحب قصور کے رہنے والے ہیں اور ہر ہفتہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار مبارک پر حاضری دیا کرتے تھے۔ وہ ایک دن حسب معمول مزار پر حاضر ہوئے تو کوشش بسیار کے باوجود صاحب مزار سے کوئی توجہ نہ مل سکی۔ اسی پس وپیش کے عالم میں انہوں نے تین دن تک یہیں قیام کیا۔ آخری رات چند لمحات کے لئے زیارت ہوئی تو حضرت داتا گنج بخشؒ صاحب نے فرمایا کہ محاذ پر مصروف تھا۔ سرکارِ دوجہاں کے فرمان کے مطابق تمام بزرگانِ دین پاکستان کی سرحدوں پر متعین کئے گئے ہیں اور پاکستان کی حفاظت کیلئے جہاد کا حکم دیدیا گیا ہے۔ ..

Marfat.com

روزنامہ حریت کراچی اور مشرق لاہور میں مدینہ منورہ سے ایک صاحب کا خط شائع ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مکتوب نگار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم حرم نبوی کے باب السلام میں بڑی عجلت میں پابہ رکاب ہیں۔ آپ کے جلو میں صحابہ کرام کا قافلہ بھی ہے۔ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ پاکستان پر کفار نے حملہ کر دیا ہے۔ اس لئے جہاد فرض ہو گیا ہے اور سواری بڑی تیزی سے روانہ ہو گئی۔

حکیم نیر واسطی "لاہور" جنگ کے دنوں میں وطنِ عزیز سے باہر تھے۔ ان کا بیان ہے کہ عمرہ کرنے کے بعد جب روضہ مطہر کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ پہنچا تو وہاں کے مشہور بزرگ حضرت مولینا عبدالغفور مہاجر مدنی نے دورانِ ملاقات فرمایا کہ ایک رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خواب میں ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نجف شریف سے کیسے تشریف لے آئے تو فرمایا پاکستان پر کفار حملہ آور ہیں اسلئے وہاں جہاد میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں۔

لاہور کی ایک جامع مسجد کے خطیب نے منبر پر کھڑے ہو کر حلفیہ بیان کیا کہ بھارتی فوجیوں اور ہوابازوں کو جب پاکستان کی بہادر فوجوں نے گرفتار کیا تو وہ حیران ہو کر پوچھتے تھے کہ پاکستان کے وہ سبز پوش مجاہد کہاں ہیں کہ ہم سخت سے سخت حملہ کرتے تھے لیکن وہ سبز پوش بڑے اطمینان سے ہمارے حملہ کو ناکارہ بنا دیتے۔ اور ہمیں پسپائی پر مجبور کر دیتے اور انتہا یہ ہے کہ بھارتی ہواباز پاکستان کے ایک معروف شہر پر تقریباً اڑھائی سو بم گراتے ہیں لیکن اللہ کے فضل سے اس شہر کے ہوائی اڈے کا

Marfat.com

بال بیکا نہیں ہوتا۔ تو یہ اللہ کی رحمت کا کرشمہ نہیں تو اور کیا ہے؟ الغرض ایسے لاتعداد واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ خود اللہ تعالیٰ نے لڑی ہے اور خالق کون و مکاں کے محبوب پیغمبر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں فیض و برکت سے فتح پذیر ہوئی ہے۔ بلاشبہ بعض حضرات ایسے خوابوں اور ان واقعات کو محض خوش اعتقادی یا خوش فہمی پر محمول فرمائیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے خارقِ عادات واقعات ہوئے ہیں جن کے چشم دید گواہ ابھی تک موجود ہیں اور ان کی صداقت سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ (غلام جیلانی سے مخاطب ہوکر) لیجئے صاحب مضمون ختم ہوا۔

غلام جیلانی۔ تو اب آپ اپنے خیالات کا اظہار فرمایئے۔

عبدالوہاب۔ کیا عرض کروں دیکھئے۔ اب پھر شرک ہو گیا۔

غلام جیلانی۔ اب کہاں ہو گیا؟

عبدالوہاب۔ دیکھئے مضمون نگار نے جاتے جاتے یہ کہہ دیا کہ ایسے لاتعداد واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ خود اللہ تعالیٰ نے لڑی ہے اور خالق کون و مکان کے محبوب پیغمبر سرورِ کائنات کے بے پایاں فیض و برکت سے فتح پذیر ہوئی ہے۔

غلام جیلانی۔ تو اس فقرے میں شرک کی کونسی بات ہے؟

عبدالوہاب۔ دیکھئے بھائی جان! اس فقرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ خدا کی ذات سے بھی آگے بڑھا دیا گیا ہے خدا کو تو میدان کارزار کا ایک جنگجو سپاہی بنا ڈالا اور فتح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں فیض سے منسوب کر دیا ہے۔

Marfat.com

غلام جیلانی ۔ لیکن بھائی جان جنگ صرف سپاہی ہی نہیں لڑتا
بادشاہ بھی لڑتا ہے ۔ رعایا بھی لڑتی ہے ۔ اپنی اپنی جگہ پر ہر شخص لڑتا ہے
اگر اس فقرے کا مفہوم وہی ہوتا جو آپ سمجھ رہے ہیں تو یقیناً اس
رسالے کا ایڈیٹر جو ایک کٹر قسم کا دیوبندی ہے ایسی بات ہرگز شائع
نہ کرتا ۔ آپ اس فقرے کے الفاظ پر دوبارہ غور کیجئے اسکے سیاق و
سباق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کیجئے انشاء
اللہ العزیز اس کا صحیح مفہوم خود بخود آپ کی سمجھ میں آجائے گا۔

عبدالوہاب ۔ چلو ۔ خیر ۔ اَلْمَعْنیٰ فِیْ بَطْنِ الشَّاعِرِ۔
لیکن میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ عہد رسالت سے لے کر آج تک
کفر و اسلام کے درمیان ہزاروں معرکے ظہور میں آچکے ہیں ۔ کیا کسی ایک
معرکہ میں بھی کسی وقائع نگار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد از وصال
تشریف لا کر عساکر اسلامی کی مدد فرمانے کا کوئی ایسا واقعہ کہیں بیان کیا ہے
یا کہ خاص طور پر ہم ہی ایسے لاڈلے اور سب سے پہلے امتی ہیں کہ ہماری
امداد کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام و جمیع بزرگانِ دین
جنگی محاذوں پر تشریف آور ہوئے ؟

غلام جیلانی ۔ برادرِ عزیز ! تاریخ و سیر کی مستند کتابوں میں
لکھا ایسے واقعات موجود ہیں جو اس امر کی ناقابلِ تردید شہادتیں
پیش کر رہے ہیں ۔ کہ امت محمدیہ پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا ہے
تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عساکر اسلامیہ کی نیز بلکہ
افرادِ امت کی بھی بوقت ضرورت مدد فرمائی ہے ۔ اور یہ خوارق حضور
کے معجزات میں شمار کئے جاتے ہیں ۔

Marfat.com

وانہ سربستہ ما بیں کہ بدستاں گفتند
ہر زماں با دف و نے بر سر بازار دگر

عبدالوہاب۔ اس قسم کا کم از کم کوئی ایک آدھ معجزہ ذرا ہم بھی تو سنیں؟

نگفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

غلام جیلانی۔ تو سنئے میں سناتا ہوں اور اس وقت تک سناتا چلا جاؤں گا جب تک کہ آپ کی تسلی نہ ہو جائے۔

معجزۂ اوّل

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامس ابو الہول اور ان کے ساتھیوں کی زنجیریں کھولنا

علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الشام میں غزوہ مرج القبائل واخل الدروب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فتح انطاکیہ کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے میسرہ بن مسروقؓ کی سرکردگی میں تین ہزار یمنی مجاہدین اور ایک ہزار غلامانِ عرب کا ایک لشکر پہاڑی دروں پر قبضہ کرنے کے لیئے ارسال فرمایا۔ دامس ابو الہول کو غلاموں کا قائد مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس لشکر کے ہر اول ہونگے اور سالارِ لشکر میسرہ بن مسروق کے ماتحت رہیں گے۔

چنانچہ یہ فوج متواتر چار دن تک کوچ کرتی چلی گئی۔ راستے میں کہیں

Marfat.com

قیام نہ کیا۔ پانچویں دن یہ لوگ درّہ سے نکلے اور ایک وسیع چراگاہ میں داخل ہوئے اور وہیں پڑاؤ ڈال لیا۔ گھوڑے چرنے چگنے کے لئے چراگاہ میں چھوڑ دیئے۔ اور مجاہدین جو اس طویل سفر سے تھک کر چور ہو چکے تھے آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے خیموں میں لیٹ گئے اتنے میں ایک مجاہد گبر (آتش پرست) کو کہیں سے گھیر لایا اور سالار لشکر کے سامنے پیش کرتے ہوئے بتایا کہ یہ شخص کبھی چھپ جاتا تھا۔ کبھی ظاہر ہو جاتا تھا۔ کبھی چل پڑتا تھا اور کبھی رک جاتا تھا۔ مجھے اس کی یہ حالت مشکوک معلوم ہوئی۔ لہٰذا میں اسے پکڑ لایا ہوں۔ حضرت میسرہ نے ایک معاہدہ کے ذریعہ اس گبر سے رومی فوج کی خبر پوچھی تو اس نے بتایا کہ ہرقل انطاکیہ سے بھاگ کر قسطنطنیہ میں پہنچ چکا ہے اور اسے اس بات کا سخت خطرہ لاحق ہے کہ کہیں مسلمان پہاڑتی دروں کی راہ سے حدودِ روم میں نہ گھس آئیں۔ اس خطرہ کے پیشِ نظر اس نے تیس ہزار سواروں کا ایک لشکر جرار ان دروں کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے جو یہاں سے صرف دو فرسخ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔

الغرض یہ باتیں ابھی ہو ہی رہی تھیں کہ دفعتہً رومی لشکر کے جھنڈے اور صلیبیں نمودار ہوئیں اور ان کا ٹڈی دل لشکر مسلمانوں کے بالکل قریب مقابلہ کے لئے آ اترا۔ اگلے دن علی الصبح دونوں فوجیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے صف آرا ہو گئیں اور میدان کارزار گرم ہوا گھمسان کا رن پڑا۔ سارا دن جنگ جاری رہی۔ غروب آفتاب کے بعد دونوں لشکر واپس ہوئے تو نتیجۂ جنگ یہ تھا کہ ایک ہزار سے زائد رومی واصل جہنم ہو چکے تھے اور نو سو کو زندہ گرفتار کیا جا چکا تھا۔ مسلمانوں میں سے

Marfat.com

صرف پچاس مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا تھا اور دس مجاہد لاپتہ تھے دامس ابو الہول بھی ان دس مفقود الخبر مجاہدین میں ہی شامل تھے۔

اسلامی فوج کا ہر مجاہد ان کے لاپتہ ہو جانے سے سخت مضطرب تھا سالار لشکر حضرت میسرہؓ سب سے زیادہ مغموم اور پریشان تھے اور بار بار فرما رہے تھے کہ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَشْکُوْا مَا اَصَابَنَا مِنْ فَقْدِ اَبِی الْھَوْلِ۔ جو صدمہ ہمیں ابو الہول کے گم ہو جانے سے پہنچا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کرتے ہیں۔ الغرض اُدھر تو یہ تلاش ہو رہی تھی اور اُدھر رومی لشکر کی یہ حالت تھی کہ ایکایک ان میں شور برپا ہو گیا اور یہ شور بڑھتے بڑھتے ان کے سارے لشکر میں پھیل گیا حتیٰ کہ رومیوں نے آناً فاناً اسلامی لشکر پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا اور جنگ دوبارہ شروع ہو گئی۔ مجاہدین نے بے مثل تہوّر اور شجاعت کا ثبوت دیا۔ تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دیئے اور جانوں سے بے پرواہ ہو کر موت کی لڑائی لڑے۔ واقدی نے ابن ثابت کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن ثابت نے بیان کیا کہ مجھے مسلمانوں کے متعلق بڑا قلق اور اندیشہ لاحق تھا کہ اچانک میں نے رومیوں کے لشکر میں ایک خوفناک غلغلہ سنا۔ ان کے لشکر کے وسط میں کچھ مسلمان لڑ رہے تھے۔ میں نے سمجھا کہ یہ فرشتوں کی آوازیں ہیں میں اس شور و غل کی طرف ذرا بڑھا تو مجھے ابو الہول کی آواز سنائی دی۔ آگے بڑھ کر دیکھا تو ابو الہول اور ان کے دس ساتھی رومیوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ نبرد آزما تھے۔ اور ابو الہول یہ اشعار بطور رجز پڑھ رہے تھے۔

یُوَفِّقُنِی الْاَعْدَاءُ فِی الْحَدِیْدِ ۔۔۔ وَنَاصِرِیْ وَسَیِّدِیْ مُبِیْدِ

Marfat.com

مُھْلِكُ عَادٍ وَّ بَنِیْ ثَمُوْدٍ — اَغَاثَنِیْ بِجُوْدِہِ الشَّدِیْدِ
مُحَمَّدُنِ الطَّاھِرُ الرَّشِیْدُ — فَحَلَّ عَنِّی الْقَیْدَ وَالْحَدِیْدَ
ذَالِكَ رَسُوْلُ لِمَلِكِ الْمَجِیْدِ — صَلّٰی عَلَیْہِ النَّاصِرُ الْحَمِیْدُ

ترجمہ :- مجھے دشمنوں نے لوہے کی زنجیروں میں مضبوطی کے ساتھ جکڑ دیا۔ میرا مددگار اور میر امیر دار (اللہ تعالیٰ) عاد اور ثمود کو ہلاک اور تباہ وبرباد کردینے والا ہے۔ اس نے اپنی مضبوط کمک کے ساتھ میری مدد کی۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پاک ہیں اور سیدھی راہ دکھانے والے ہیں۔ انہوں نے میرے قید وبند کی زنجیریں کھولدیں وہ ہمارے بزرگ وبرتر بادشاہ کے رسول ہیں۔ ان پر ہمارے ناصر اور محمود خدا نے درود بھیجا ہے۔ ابن ثابت کہتے ہیں کہ ابو الہول اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے شدید حملہ کیا اور دشمن کی صفوں کو چیرتے پھاڑتے ہوئے ان کے نرغے سے باہر نکل آئے وہ خون میں اسقدر لت پت تھے گویا کہ خون کے دریا میں غوطہ لگا کر نکلے ہوں۔ اس حملہ میں تین ہزار رومی کھیت رہے اور مسلمانوں میں سے اڑتالیس مجاہد شہید ہوئے۔

بعد میں دامس ابو الہول جب حضرت میسرہؓ سے ملے تو انہوں نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ان کی سرگذشت دریافت کی ابو الہول نے کہا۔ "اے امیر رومیوں نے میرے مرکب کو گھیر لیا اور قتل کر ڈالا۔ میں زمین پر گرا تو انہوں نے مجھے پکڑ کر قیدی بنا لیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ میرے ان ساتھیوں کے ساتھ بھی انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اے امیر ہم زندگی سے بالکل مایوس ہو چکے تھے لیکن جب رات کا

Marfat.com

سناٹا چھا گیا تو (عبدالوہاب سے مخاطب ہو کر) بھائی جان! ذرا غور سے سنیئے۔

عبدالوہاب۔ جی ہاں! میں سن رہا ہوں۔ آپ بیان فرمایئے جب رات کا سناٹا چھا گیا تو کیا ہوا۔

غلام جیلانی۔ ابوالہول نے کہا جب رات کا سناٹا چھا گیا۔ تو:۔

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ لَا بَأْسَ عَلَیْکَ یَا دَامِسُ اِعْلَمْ اَنَّ مَنْزِلَتِیْ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمَۃٌ ثُمَّ اَمَرَّ یَدَہٗ اَلْکَرِیْمَۃَ عَلَی الْحَدِیْدِ فَمَا قَطَّمَنِیْ وَفَعَلَ کَذٰلِکَ مَعَ اَصْحَابِیْ وَقَالَ لَنَا اَبْشِرُوْا بِنَصْرِ اللّٰہِ فَاَنَا نَبِیُّکُمْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ لِیْ اِقْرَئِیْ عَنِّیْ مَیْسَرَۃَ السَّلَامُ وَقُلْ لَہٗ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا ثُمَّ غَابَ عَنِّیْ۔

ترجمہ:۔ مجھے (عالم بیداری میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور فرما رہے تھے اے دامس تجھ پر کوئی دشواری نہیں تو یہ جان لے کہ میری یعنی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ تعالے کے نزدیک قدر و منزلت بہت عظیم ہے پھر آپ نے میری زنجیروں پر دست مبارک پھرا لیں وہ کھل کر گر پڑیں اور میرے ساتھیوں کے ساتھ بھی حضور نے ایسا ہی کیا اور پھر ہم سب کو یہ فرمایا کہ تم سب نصرت ایزدی پر خوش ہو جاؤ۔ میں تمہارا نبی محمد رسول اللہ ہوں۔ اور پھر مجھے فرمایا میسرہ کو میری طرف سے السلام علیکم کہنا کہ اللہ تجھے نیک جزا دے پھر حضور مجھ سے غائب ہو گئے۔

Marfat.com

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! یہ تو بڑا عجیب واقعہ سنایا آپ نے؟
غلام جیلانی۔ جی ہاں! ایسا ہی ایک اور معجزہ سماعت فرمایئے
عبدالوہاب۔ ارشاد؟

معجزۂ دوم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ قنسرین میں شہودِ مسعود

غلام جیلانی۔ علامہ واقدی رحمت اللہ علیہ فتوح الشام میں فتح قنسرین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قنسرین میں ملک شام کا سب سے زیادہ مضبوط قلعہ موجود تھا۔ وہاں کے حاکم کا نام لوقا تھا اس نے حضرت ابوعبیدہؓ کے ساتھ ایک سال کے لئے اس شرط پر صلح کر لی تھی۔ کہ اگر سال کے دوران ہرقل اس کی امداد کیلئے کوئی فوج بھیجے گا تو وہ اس امدادی فوج کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک نہیں ہوگا۔ لیکن اس معاہدے کی مدت ختم ہونے میں ابھی ایک مہینہ باقی تھا کہ حاکم قنسرین نے خود ہرقل سے امداد طلب کی اور ہرقل نے دس ہزار کے لشکر کی کمک قنسرین کی طرف روانہ کر دی۔ اس امدادی فوج کا سپہ سالار ایک بطریق (پادری) تھا اور اس کا مشیر کار جبلہ بن ایہم غسانی تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ حاکم قنسرین کی اس غداری سے بالکل بے خبر تھے۔ انہیں اس کمک کے آنے کی اطلاع اس وقت ہوئی جبکہ اسلامی فوج کے مطبخ کے لئے لکڑیاں کاٹ کر لانیوالے عرب غلاموں کی

Marfat.com

ایک جماعت کو اس کمک کے ہراول دستے نے آکر گھیر لیا اور شہید کر ڈالا۔
حضرت ابو عبیدہؓ نے یہ خبر وحشت اثر سن کر سرداران لشکر سے مشورہ کیا۔
کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے فرمایا۔ کہ حاکم قنسرین نے ہمارے ساتھ فریب کیا ہے میں صرف دس
مجاہدین کے ساتھ اس کی ملاقات کے لئے جاؤں گا اور اسے اس فریب
کا مزا چکھاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے دس صحابہؓ کو اپنے ہمراہ لیا اور سرشام
ہی اس آنے والی کمک کی تلاش میں نکل پڑے اور کچھ رات گئے کفار کے
لشکر کے قریب پہنچ گئے۔ لشکر سے آپ نے اپنے آپکو پوشیدہ رکھا اور
یہاں سے جو راہ قنسرین کو جاتی تھی اس کے قریب چھپ کر رات بسر کی
علی الصبح جب وہ لشکر قنسرین کی طرف چل پڑا تو آپ بھی اپنے ہمراہیوں
سمیت اس میں شامل ہو گئے۔ عرب مستنصرہ نے انہیں اپنی فوج کے
سپاہی سمجھا اور متعرض نہ ہوئے۔ حتیٰ کہ جب یہ فوج قنسرین کے قریب
جا پہنچی تو لوقا (حاکم قنسرین) بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اس
شاہی کمک کا استقبال کرنے کے لئے شہر سے نکلا۔ لیکن ابھی وہ اس
لشکر کے سپہ سالار اور جبلہ بن ایہم کو سلام کرنے نہ پایا تھا کہ حضرت خالدؓ
اور آپ کے ہمراہیوں نے گھوڑے دوڑا کر اسے اپنے گھیرے میں لے لیا
لوقا نے انہیں آنے والی کمک کے سردار سمجھ کر ان الفاظ میں سلام کیا۔
سَلَّمَکُمُ الْمَسِیْحُ وَاَبْقَاکُمُ الصَّلِیْبُ۔ تمہیں مسیح اور صلیب
زندہ اور سلامت رکھیں۔ حضرت خالدؓ نے کرجدار آواز میں فرمایا
کہ او ملعون ہم بندگان صلیب نہیں ہیں ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں اور میں خالد بن ولید ہوں یہ کہہ کر اس پر آپ نے کمند

Marfat.com

پھینکی اور اسے زین سے نیچے گرا کر نعرۂ تکبیر بلند کی۔ بس پھر کیا تھا۔ تلواریں میانوں سے نکل آئیں۔ نیزے بلند ہوئے اور آناً فاناً خالد بن ولیدؓ کی حالت یہ تھی کہ ایک ہاتھ میں تو انہوں نے اپنے شکار لوقا کے گلے کی رسی کو مضبوط پکڑ رکھا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے کفار کی گردنیں اڑا رہے تھے۔ اتنے میں حاکم عمودیہ (امدادی فوج کی سپہ سالار) اور جبلہ بن ایہم آگے بڑھے۔ انہیں خطرہ تھا کہ کہیں حضرت خالدؓ اپنے شکار حاکم قنسرین کا قصہ ہی چکا ڈالیں۔ جبلہ نے اپنی کثرت تعداد کا فخر جتاتے ہوئے کہا کہ تم لوگ ہمارے ہاتھ میں قید ہو۔ اگر تم ہمارے قیدی کو رہا کر دو تو ہم تمہیں رہا کر دیں گے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ تم اپنی کثرت تعداد کے دھوکے میں نہ رہو۔ واللہ تمہاری حالت ہمارے ہاتھوں میں اُن چڑیوں جیسی ہے جو اپنے آشیانوں میں بیٹھی ہوں اور کوئی شکاری آ کر ان پر جال پھینک دے تو سوائے چند گنی چنی چڑیوں کے سب شکاری کے جنگل میں پھنس چکی ہوں۔ البتہ اگر تم کسی جنگی اصول کے قائل ہو تو ایک کے مقابلے میں ایک نکلو۔ اگر تم نے ہمیں مار ڈالا تو یہ قیدی بڑی آسانی سے تمہیں مل جائے گا اور اگر خدا نے ہمیں فتح بخشی تو اس کا قتل ہو جانا تم پر گراں نہیں گذریگا۔ کیونکہ تم اس سے پہلے ہی جہنم رسید ہو چکے ہوگے۔ جبلہ یہ جواب سن کر سخت برہم ہوا اور جنگ کے لئے تیار ہو گیا اس کی فوج سے پانچ سوار مبارزطلبی کے لئے نکلے۔ ادھر سے اُن کے مقابلہ کے لئے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہما نکلے۔ اور آناً فاناً یکے بعد دیگرے پانچوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ یہ حالت دیکھ کر جبلہ آگے بڑھا۔ سخت مقابلہ ہوا۔ دونوں کو کاری زخم پہنچے لیکن حضرت عبدالرحمنؓ نے

Marfat.com

کو جو زخم پہنچا وہ بہت شدید تھا مگر اس کے باوجود ان کے صبر و استقلال میں سر مو فرق نہ آیا۔

حضرت خالدؓ نے جب حضرت عبدالرحمٰنؓ کی اس تکلیف کو محسوس کیا تو سب سے پہلے انہوں نے اپنے قیدی کا قصہ تمام کر ڈالا۔ اس پر رومی سخت غضبناک ہوئے اور یکبارگی چاروں طرف سے حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ حضرت خالدؓ نے اپنے ایک غلام ہمام کو حکم دیا کہ تو عبدالرحمٰنؓ کے پاس رہے گا اور ان پر جو حملہ ہو اس کی روک تھام کرے گا۔ اور باقی صحابہؓ کو جن کی تعداد حضرت خالدؓ سمیت دس تھی حکم دیا کہ تم سب میرے گرداگرد حلقہ بنا لو اور کسی صورت میں بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہونا بس صحابہ نے فی الفور حضرت خالدؓ کے گرداگرد حلقہ بنا لیا۔ اتنے میں رومی چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے سخت لڑائی ہوئی۔ رومیوں کے سر کٹ کٹ کر دھڑا دھڑ زمین پر گر رہے تھے اور ہر طرف لاشوں کے انبار لگتے چلے جا رہے تھے۔ لیکن کہاں دس اور کہاں دس ہزار۔ گرمی کی وہ شدت کہ الامان الحفیظ۔ سورج آگ برسا رہا تھا۔ زمین تپتے ہوئے لوہے کی طرح انگارہ بن چکی تھی۔ پیاس کی وجہ سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب خشک ہوئے تھے اور وہ خیال کر رہے تھے کہ بس اب موت کی گھڑی بالکل قریب آ چکی ہے کہ اتنے میں ایک غیبی آواز ان کے کانوں میں پہنچی۔ کوئی پکارنے والا پکار رہا تھا کہ "جنہیں اپنی کثرت تعداد کا گھمنڈ تھا وہ رسوا ہوئے۔ اور جو پیاس کی وجہ سے خائف تھے وہ منصور ہوئے۔ اے حاملین قرآن تمہیں بشارت ہو کہ حضرت رحمان کی طرف سے تم پر کشادگی ہوئی اور بت پرستوں پر تمہیں فتح دی گئی۔

Marfat.com

پس ادھر تو یہ کیفیت تھی اور اُدھر یہ ہوا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ شیرزہ کے مقام پر اپنے فوجی کیمپ میں تھے اور نماز عشاء کے بعد اپنے خیمے میں سوئے ہوئے تھے۔ جب آدھی رات گزر گئی تو وہ زور زور سے النفیر' النفیر یعنی لوگو جنگ کے لئے نکلو۔ لوگو جنگ کے لئے نکلو۔ کہتے ہوئے اپنے خیمے سے باہر آئے۔ مجاہدین یکدم ان کے گرد جمع ہو گئے اور پوچھا کہ یا امین الامت! یہ کیا معاملہ ہے انہوں نے اس کے جواب میں جو کچھ فرمایا وہ ذرا غور سے سننے کے قابل ہے۔

عبدالوہاب۔ ہاں! ہاں! فرمایئے میں ہمہ تن گوش ہو کر سُن رہا ہوں۔

غلام جیلانی۔ برادرم! امین الامت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آدھی رات کے وقت النفیر۔ النفیر پکار نے کا سبب بتا رہے تھے کہ:۔ اَلسَّاعَۃَ کُنْتُ نَائِمًا اِذْ طَرَقَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَرَّنِیْ وَقَالَ لِیْ مُعَنِّفًا یَا ابْنَ الْجَرَّاحِ أَتَنَامُ عَنْ نُصْرَۃِ الْقَوْمِ الْکِرَامِ فَقُمْ وَالْحَقْ بِخَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ فَقَدْ اَحَاطَ بِہِ الْقَوْمُ اللِّئَامُ وَاِنَّکَ تَلْحَقُ بِہٖ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی رَبُّ الْعَالَمِیْنَ

ترجمہ "اس وقت جبکہ میں سو رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھنجوڑا اور کھینچا اور سخت لہجہ میں فرمایا۔ جراح کے بیٹے کیا تو بزرگ قوم کی امداد سے غافل ہو کر سو رہا ہے۔ اٹھ اور خالد بن ولید (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے جا کر مل جا۔ اسے بد باطن قوم نے گھیر لیا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو تو اس سے جا ملے گا۔"

Marfat.com

الغرض جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت ابو عبیدہؓ کی زبانی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان والا شان سنا تو نہایت تعجیلت کے ساتھ سوار ہو کر حضرت خالدؓ کی کمک کے لئے روانہ ہو گئے۔

اسی اثنا میں حضرت ابو عبیدہؓ نے ایک سوار کو دیکھا جو گھوڑا اڑائے سارے لشکر سے آگے آگے برق رفتاری کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ نے ہماری امداد کے لئے بھیجا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ گھوڑا سے دوڑا کر اس سے جا ملیں۔ لیکن کوئی بھی سوار اس کو پا نہ سکا۔ بالآخر حضرت ابو عبیدہؓ نے بلند آواز سے اسے پکارا اور فرمایا کہ اے سوار اپنی ذات پر نرمی کر۔ یہ سن کر وہ سوار ذرا ٹھہر گیا۔ جب حضرت ابو عبیدہؓ اس کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ اُم تمیم زوجہ حضرت خالدؓ ہیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا۔ اے اُم تمیم تمہارے اس طرح تیزی کے ساتھ چلنے کا کیا مقصد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے ہمارے سردار جب میں نے خالدؓ کے گھر جانے کی خبر سنی تو مجھے یہ خیال تھا کہ وہ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے معنبر کے موئے مبارک ان کی کلاہ میں موجود ہیں۔ مگر میں نے ان کی کلاہ مبارک رکھنے کی جگہ پر نظر ڈالی تو میری حیرانی اور پریشانی کی کوئی حد نہ رہی جبکہ میں نے دیکھا کہ کلاہ مبارک اپنی جگہ پر ہی بحفاظت موجود پڑی ہے۔ اور حضرت خالدؓ کلاہ مبارک پہننا بھول گئے ہیں۔ لہٰذا میں بعجلت تمام یہ کلاہ مبارک ان کے پاس پہنچانا چاہتی ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسی تیزی کے ساتھ گھوڑا دوڑا لیا۔ اور حضرت خالدؓ کے پاس جا پہنچیں۔ حضرت خالدؓ

Marfat.com

نے انہیں اس تیزی کے ساتھ اپنی طرف آتے دیکھ کر فرمایا اے بہادر شہسوار تو کون ہے۔؟ ام تمیم نے جواب دیا:۔

"اَنَا زَوْجَتُكَ اُمُّ تَمِيْمٍ يَا اَبَا سُلَيْمَانَ وَقَدْ اَتَيْتُكَ بِالْقَلَنْسُوَةِ الْمُبَارَكَةِ الَّتِيْ تَنْصُرُ بِهَا عَلٰى اَعْدَائِكَ فَخُذْهَا اِلَيْكَ فَوَاللّٰهِ مَا نَسِيْتَهَا اِلَّا لِهٰذَا الْاَمْرِ الْمُقَدَّرِ۔ ثُمَّ سَلَّمْتُهَا اِلَيْهِ فَلَمَعَ مِنْ ذُؤَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْرٌ كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ" ترجمہ:۔ اے ابا سلیمان میں آپ کی زوجہ ام تمیم ہوں۔ اور آپ کے لئے وہ کلاہ مبارک لائی ہوں جس کے توسل سے آپ اللہ تعالےٰ کی مدد طلب کیا کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر ظفریابی کے لئے دعا مانگا کرتے ہیں۔ پس اسے پہنئے بخدا آپ اسے اس امر مقدر کے سبب ہی بھول گئے تھے۔ پھر آپ نے وہ کلاہ مبارک حضرت خالدؓ کے سپرد کر دی تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک سے برق خاطف کا سا نور چمکنے لگا۔

واقدی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کلاہ مبارک کو سر پر رکھ کر حملہ کیا اور دشمن کی اگلی صفوں کو ان کی پچھلی صفوں کے ساتھ جا ملایا اور ان کے ساتھ دوسرے مسلمانوں نے بھی حملہ کیا۔ یہاں تک کہ کفار کو بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا اور بھاگنے والوں میں سب سے آگے جبلہ بن ایہم تھا۔ اور اس کے پیچھے پیچھے اس کی فوج تھی۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! بڑا عجیب واقعہ ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں۔ ایسا ہی ایک اور معجزہ سماعت فرمایئے

Marfat.com

عبدالوہاب ۔ ارشاد!

معجزۂ سوم

"یوقنا حاکم حلب کا اسلام قبول کرنا"

غلام جیلانی ۔ حلب کا قلعہ فتح ہو جانے کے بعد جب اہل
لعہ کو قید کر کے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے سامنے حاضر کیا گیا تو انہوں نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔
ن کی اس دعوت پر سب سے پہلے جس شخص نے اسلام قبول کیا وہ
ن قلعہ کا حاکم یوقنا تھا۔ اور پھر اس کا اتباع کرتے ہوئے اس کی
ذج کے سرداروں کی ایک جماعت بھی مسلمان ہو گئی ۔ لہٰذا حضرت
بوعبیدہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مال غنیمت میں سے ان نومسلموں
کے اموال نکال کر من وعن ان کو واپس کر دیئے اور ان کے اہل و
عیال کو بھی قید و قتل سے معافی دے کر ان کے سپرد کر دیا۔ بعد
ازاں پانچواں حصہ بیت المال کا نکال کر باقی ماندہ مال غنیمت مجاہدین
میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد چند روز آپ نے حلب ہی میں قیام فرمایا
جب زخمی مجاہدین کے زخم مندمل ہو گئے ۔ اور فوج تازہ دم ہو گئی
و حضرت ابوعبیدہؓ نے امراء و اکابرین لشکر کو مشورہ کیلئے طلب
کیا۔ اور فرمایا کہ لاکھ لاکھ شکر ہے اس ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کا
کہ اس نے اپنے کمال فضل و کرم سے ہمیں اس قلعہ پر فتح بخشی۔
اب انطاکیہ کے سوا کوئی ایسا اہم مقام نہیں جس کی طرف فوری توجہ

Marfat.com

کرنا زیادہ ضروری ہو۔ انطاکیہ روم کا دارالسلطنت ہے اور س
مع اپنے ملوک وسلاطین کے اس شہر میں جاگزین ہے۔ بتائیے اس
میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ اس پر یوقنا سابقہ حاکم حلب نے حضرت
ابو عبیدہ رضؓ سے مخاطب ہو کر نہایت ہی فصیح عربی میں گفتگو کرتے ہو
کہا کہ "اے امیرالمسلمین! حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے آپ لوگوں کو فتح
نصرت سے نوازا دشمنوں پر مظفر و منصور فرمایا اور یہ سب کچھ
لیے ہوا کہ تم لوگ صراطِ مستقیم پر قائم ہو۔ تمہارا دین برحق اور منصف
دین ہے اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً وہی نبی ہیں جن کا
توراۃ اور انجیل میں وارد ہے اور جن کے متعلق حضرت عیسیٰ
السلام نے بشارت دی تھی کہ وہ حق سے باطل کو جدا کر دینے وال
خاتم الانبیاء ہیں۔ اور وہ نبیٔ کریم یتیم ہوں گے۔ ان کے ماں با
وفات پا جائیں گے اور ان کے جدِ امجد اور ان کے چچا ان کی پرو
کریں گے۔ اے امیر کیا واقعی ایسا ہوا یا نہیں؟ حضرت ابو عبیدہ
فرمایا۔ واقعی ہمارے نبی وہی ہیں اور اے یوقنا تیرے متعلق مجھے
حیرانی ہے کہ کل تک تو تو ہمارے خلاف برسرپیکار تھا اور تیری خو
یہ تھی کہ تو ہمارے لشکر کو پسپا کر دے اور ہماری رسد کی راہیں مسدود
دے۔ لیکن آج تو ایسی پُرخلوص باتیں کر رہا ہے۔ نیز تمہارے متع
مجھے یہ خبر دی گئی تھی کہ تو عربی زبان سے قطعاً نابلد ہے لیکن
تو ایسی فصاحت و بلاغت کیساتھ عربی زبان میں گفتگو کرنے کے قا
کیسے ہو گیا؟ (عبدالوہاب سے مخاطب ہو کر) برادرم! اس کے جوا
میں یوقنا نے جو کچھ کہا وہ ذرا غور سے سماعت فرمائیے۔

Marfat.com

عبدالوہاب ۔ میں پوری توجہ سے آپ کی بات سن رہا ہوں۔
ہوئے جب حضرت ابوعبیدہؓ نے یوقنا کی باتوں پر حیرانگی کا اظہار
کرتے ہوئے اس سے پوچھا کہ تم عربی زبان میں ایسی فصاحت اور
بلاغت کیساتھ گفتگو کرنے کے قابل کیسے ہو گئے تو اس نے کیا جواب دیا؟
غلام جیلانی ۔ برادرم یوقنا کہہ رہا تھا۔ کہ" اِعْلَمْ یَا اَیُّهَا
الْاَمِیْرُ اَنِّیْ كُنْتُ الْبَارِحَةَ مُفَكِّرًا فِیْ اَمْرِكُمْ وَقَدْ وَصَلْتُمْ
قَلْعَتَنَا وَنُصِرْتُمْ عَلَیْنَا وَاَنَّهُ لَمْ یَكُنْ عِنْدَنَا اُمَّةٌ
اَضْعَفَ مِنْكُمْ وَتَوَسْوَسْتُ فِیْ ذٰلِكَ فَلَمَّا نِمْتُ رَاَیْتُ
شَخْصًا اَبْهٰی مِنَ الْقَمَرِ وَاَطْیَبَ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ الْاَذْفَرِ
وَمَعَهُ جَمَاعَةٌ فَسَاَلْتُ عَنْهُ فَقِیْلَ لِیْ هٰذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ
اللّٰهِ فَكَاَنِّیْ اَقُوْلُ اِنْ كَانَ نَبِیًّا حَقًّا فَلْیَسْاَلْ رَبَّهُ اَنْ یُعَلِّمَنِیْ
الْعَرَبِیَّةَ وَكَانَ یُشِیْرُ اِلَیَّ وَهُوَ یَقُوْلُ یَا یُوْقَنَّا اَنَا مُحَمَّدٌ
رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَخَذْتُ یَدَهُ فَقَبَّلْتُهَا وَاَشْمَمْتُ عَلٰی یَدَیْهِ
فَاسْتَیْقَظْتُ وَفَمِیْ مِنْ تِلْكَ اللَّیْلَةِ كَالْمِسْكِ الْاَذْفَرِ
وَاَنَا اَتَكَلَّمُ بِالْعَرَبِیَّةِ (فتوح الشام)

ترجمہ:۔ اے امیر! تو اس بات کو جان لے کہ گذشتہ شب میں
تمہارے متعلق غور و فکر کر رہا تھا کہ تم لوگ ہمارے قلعہ پر مظفر و منصور ہو
گئے اور ہمارے نزدیک تم لوگوں سے زیادہ کمزور کوئی قوم نہ تھی۔
اسی فکر و اندیشہ میں سو گیا۔ (خواب میں) میں نے ایک ایسے شخص
کو دیکھا جس کا رخ انور چاند سے زیادہ روشن تھا اور اس کا جسم اطہر
مشک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا اور اس کے ہمراہ ایک جماعت

Marfat.com

تھی۔ میں نے اس شخص کے متعلق لوگوں سے پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس گویا کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر یہ نبی برحق ہیں تو رب تعالٰے سے دعا کریں کہ وہ مجھے عربی زبان سکھا دے گویا کہ وہ میری طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں اے یوقنا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں جس کی بشارت مسیح نے دی اور میں وہ نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اگر تو چاہتا ہے تو پڑھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پس میں نے حضور کا دست مقدس پکڑ کر چوم لیا اور آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا۔ اور بیدار ہو گیا۔ اس رات سے میرے منہ سے خالص کستوری کی خوشبو آرہی ہے اور میں عربی زبان میں فصاحت اور بلاغت کے ساتھ گفتگو کر رہا ہوں۔

عبدالوہاب۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ سبحان اللہ بڑا عجیب واقعہ ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! اسی قسم کا ایک اور معجزہ سماعت فرمایئے

عبدالوہاب۔ ارشاد!

معجزۂ چہارم

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک یتیم لڑکے کی جان بچانا

غلام جیلانی۔ امام المورخین علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ دمیاط

فتح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فتح اسکندریہ کے بعد قلعہ دمیاط کی تسخیر کے لیے صرف چالیس مجاہدین کا ایک فوجی دستہ حضرت مقداد بن اسود الکندی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سرکردگی میں روانہ فرمایا۔ اس قلعہ میں مقوقس شاہ مصر کا ماموں الہامرک رہتا تھا۔ جب وہ چالیس مجاہدین اس شہر کے قریب پہنچے تو حاکم قلعہ الہامرک قلعہ کے برج پر چڑھ کر حملہ آور فوج کا جائزہ لینے لگا جب اسے چالیس سواروں کے سوا اور کوئی فوج نظر نہ آئی تو وہ اس قلیل تعداد کو دیکھ کر ہنسا اور اپنے مصاحبوں کو کہنے لگا۔ کہ لیجئے صاحب یہ چالیس آدمی ہمارے شہر پر قبضہ کر کے ہمیں اپنا غلام بنانے آئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فاقہ کش بدو اپنی زندگی سے بیزار ہیں اور موت کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اس حاکم کا بڑا لڑکا جس کا نام ہبرا تھا اس علاقے کا ایک نامی گرامی شہسوار تھا الہامرک کو اس کی شجاعت پر بڑا ناز تھا۔ جب اس نے ان چالیس سواروں کو قلعہ پر قبضہ کرنے کی نیت سے آتے دیکھا تو اپنی بارہ ہزار مسلح سواروں پر مشتمل فوج کو لے کر مقابلہ کے لئے باہر میدان میں آ ڈٹا۔ اور اپنی صفیں درست کر کے مبارزت طلبی کے لئے آگے بڑھا۔ ادھر سے حضرت ضرار بن ازور مقابلہ کے لئے نکلے اور پہلے وار میں ہی اس کا کام تمام کر ڈالا۔ بعد ازاں پوری فوج پر حملہ آور ہوئے۔ اور ایسے بے پناہ وار کیے کہ آناً فاناً کشتوں کے پشتے لگ گئے اور سپاہ دشمن میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ لوگ ایسے ٹوک دُم بھاگے کہ قلعہ میں داخل ہونے سے پیشتر انہیں پیچھے مڑ کر دیکھنے کی جرات نہ ہوئی۔ جب

Marfat.com

اپنے قلعہ میں داخل ہو کر انہوں نے مضبوطی کیساتھ دروازے بند کر لئے۔ تو حضرت ضرار بن ازور واپس پلٹ آئے۔ الیامرک اپنے بیٹے کی مرگ پر سخت مضطرب تھا۔ جب رات ہو گئی تو اس نے اکابرین شہر کو بلا کر مشورہ طلب کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ اس پر ایک مردِ دانا نے یہ رائے دی کہ ہمیں ان لوگوں سے صلح کر لینی چاہیئے کیونکہ ان لوگوں میں امانت اور دیانت کے جوہر موجود ہیں۔ اور خدا ان کا حامی و ناصر ہے۔ الیامرک کا چونکہ لڑکا قتل ہو چکا تھا اور وہ مسلمانوں سے اس کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ اس لئے اسے اس مردِ حکیم کی بات سخت ناگوار گذری۔ اس نے غضبناک ہو کر اس شخص کے قتل کا حکم دیدیا۔ جب اس مردِ حکیم نے موت کو اپنے سر پر منڈلاتے دیکھا تو اس نے بارگاہِ الٰہی میں کمال خشوع اور خضوع کے ساتھ گڑگڑا کر یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا یُشْرِکُوْنَ بِکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَلَا وَلَدَ لَکَ وَلَا صَاحِبَۃَ لَکَ وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ترجمہ:- الٰہ العالمین یہ لوگ جو تیرے ساتھ شریک ٹھیراتے ہیں میں ان سے بیزار ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ نہ تیرا کوئی بیٹا ہے۔ نہ بیوی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ الیامرک نے جب یہ کلمات سُنے تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ غضبناک ہو کر اٹھا اور تلوار کے ایک ہی وار سے اس مردِ مومن کو شہید کر ڈالا۔ اور لوگوں کو حکم دیدیا کہ وہ صبح سویرے جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس شہید مردِ مومن کا ایک لڑکا تھا جو فطانت و ذہانت اور علم و دانش میں اپنے باپ کے

Marfat.com

اوصاف و فضائل کا صحیح معنوں میں وارث تھا۔ اس نے اپنے دل میں یہ عہد کر لیا۔ کہ وہ اس ملعون سے اپنے باپ کے خون کا بدلہ بہرحال لیکر ہی رہیگا۔ اتفاق سے اس لڑکے کا گھر شہر کی فصیل کیسا تھ ملحق تھا۔ رات کی تاریکی میں اس لڑکے نے شہر کی فصیل میں نقب لگائی۔ اور شہر سے نکل کر صحابہؓ کے کیمپ میں جا پہنچا۔ اور با آواز بلند پکار پکار کر کہنے لگا۔ کہ اے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی رحمت اور برکت سے اٹھو اور شہر پر قبضہ کر لو۔ حضرت ضرار بن ازور کو اس لڑکے پر شک گذرا۔ انہوں نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا اور سخت لہجہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جس شخص نے تجھے یہ مکر و فریب سکھا کر بھیجا ہے۔ اس نے تجھے قتل کروانے کا ارادہ کیا ہے۔ کیا تجھے خبر نہیں؟ کہ خدا ہم لوگوں کا شعار اور شعور ہمارا وقار ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اس لڑکے کو قتل کرنے کا قصد کیا۔ قریب تھا کہ وہ اسے قتل کر دیتے لیکن حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے پکار کر کہا۔ کہ خبردار! اے ضرار اس لڑکے کو قتل نہ کرنا۔ کیونکہ

اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ وَھُوَ یُشِیْرُ اِلٰی شَخْصٍ بَیْنَ یَدَیْہِ وَکَاَنَّمَا یَقُوْلُ زَیِّ ھٰذَا الْغُلَامِ وَکَاَنَّمَا اَتَاَمَّلُ اِلٰی ھٰذَا الْغُلَامِ فَرَاَیْتُہٗ عَلٰی مَا ھُوَ عَلَیْہِ الْاٰنَ۔ وَکَانَ عَلٰی وَسْطِہٖ مِنْطَقَۃٌ مِّنَ الْاَدِیْمِ وَفِیْھَا حَلَقُ فِضَّۃٍ وَھِیَ تَحْتَ اَثْوَابِہٖ۔ ثُمَّ اِنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ یَاغُلَامُ اَکْشِفْ عَنْ اَثْوَابِکَ فَکَشَفَ عَنْ اَثْوَابِہٖ وَاِذَا الْمِنْطَقَۃُ بِعَیْنِھَا فَقَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

Marfat.com

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ ترجمہ: بیشک خواب میں میں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ۔ حضور ایک شخص کی طرف جو حضور کے سامنے تھا اشارہ فرما رہے تھے ۔ گویا کہ حضور اسی لڑکے کے لباس کے متعلق فرما رہے تھے ۔ جب میں اس لڑکے کی طرف غور کرتا ہوں تو گویا کہ میں نے اسے اسی حالت میں دیکھا تھا جس حالت میں کہ یہ اب ہے ۔ اس کی کمر پر چمڑے کی پیٹی تھی جس میں چاندی کے گول گول تکمے لگے ہوئے تھے اور وہ پیٹی اس کے کپڑوں کے نیچے تھی ۔ پھر حضرت مقداد نے لڑکے کو پیراہن وغیرہ اتارنے کا حکم دیا ۔ لڑکے نے کپڑے اتارے تو وہ پیٹی اس کی کمر پر بعینہٖ موجود تھی ۔ پھر اس لڑکے نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا ۔

عبدالوہاب ۔ سبحان اللہ ! بڑا عجیب واقعہ ہے ۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں ! ایسا ہی ایک اور معجزہ سماعت فرمائیے ۔

عبدالوہاب ۔ ارشاد !

معجزہ ۲۶

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح انطاکیہ کی بشارت دینا

غلام جیلانی ۔ جنگِ انطاکیہ میں رومۃ الکبریٰ کا بادشاہ فلنطانوس تیس ہزار رومیوں کا لشکر جرار لے کر ہرقل کی امداد کیلئے جب انطاکیہ پہنچا تو ہرقل بادشاہ نے اس کا شاہانہ استقبال کیا ۔ خود سوار ہو کر اس کی تعظیم کے لئے شہر سے نکلا اور اس کی عظمت و شان کے مطابق ایک

Marfat.com

عظیم حمیراس کی فرودگاہ کے لئے نصب کردایا۔ ناقوس پھونکے گئے۔ گھنٹے بجائے گئے۔ خوشیوں کے نعرے بلند کئے گئے۔ لیکن اگلے دن علی الصبح جب میدانِ کارزار میں صفیں آراستہ ہوئیں تو فلنطانوس نے جنگ کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا اور ہرقل سے اجازت طلب کی تو ہرقل نے اس کی دلجوئی کے لئے کہا کہ آپ کی سلطنت مجھ سے مقدم ہے اور یہ بات آپکی سطوت وصولت کے شایاں نہیں کہ آپ دیگر سردارانِ لشکر کے ہوتے ہوئے بنفسِ نفیس جنگ کے لئے نکلیں۔ فلنطانوس نے کہا اے بادشاہ ان عربوں نے نہ تو ہماری سطوت وصولت چھوڑی ہے اور نہ ہمارا وقار باقی رہنے دیا ہے۔ ہمارے تمام کاروبار ان لوگوں نے مہمل اور معطل کر کے رکھ دیئے ہیں۔ مذہبی جنگ ہر چھوٹے بڑے پر فرض ہے اس میں بادشاہ اور رعایا سب یکساں ہیں۔ اور اے بادشاہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جو شخص دنیا کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کی نفسانی خواہشات اسے دنیوی زینت و آرائش کی فکر میں محو کئے رکھتی ہیں اور اس کے سینے کی وادی پر ہمیشہ جہالت کی تاریک گھٹائیں چھائی رہتی ہیں۔ اور یہ چیز اسے طلب آخرت سے بالکل غافل کئے رکھتی ہے۔ اور جو شخص اپنی نفسانی خواہشات کو ترک کر کے اپنے خالق سے لو لگا لیتا ہے۔ وہ محبت کی منزل میں دائرہ قدس کے مقام کی طرف صعود کرتا ہے۔ لیکن اب جبکہ ابدی اور ازلی خدا نے تمہارے دلوں کو فانی دنیا کی محبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے غفلت کے پردوں میں محجوب پایا تو اس نے ایک کمزور ترین قوم کو تم پر مسلط کر دیا۔ اور پھر اس قوم نے تمہیں تمہارے گھروں سے اور تمہارے اوطان و ممالک سے نکال باہر کیا۔ تم ہمیشہ اپنی

ان نفسانی خواہشات کی پیروی میں مصروف رہے جو تمہیں ہلاکت کی تاریک اور عمیق خندقوں کی طرف کھینچے لئے جا رہی تھیں۔ تم نے حق کی مخالفت کی اور اپنی کمزور رعیت پر ظلم و ستم روا رکھا۔ اس کے مال میں لوٹ کھسوٹ کی۔ ان کی جانوں کو تباہ کیا۔ زناکاری اور ہر قسم کی بیہودگی اور بدمعاشی کو فروغ دیا۔ لہذا تمہاری شامت اعمال نے تمہیں گھیر رکھا ہے۔ اور اس لئے اب خدا تمہاری مدد نہیں کرتا۔ فلنطانوس کی یہ حقیقت طراز باتیں سن کر ہرقل تو خاموش رہا مگر اس کا سب سے بڑا مصاحب جس کا نام سروند تھا چیخ اٹھا اور گرج کر بولا۔ اے سردار ایسے نازک وقت میں تو ایسی دلخراش باتوں سے بادشاہ کے آئینۂ دل کو مکدر اور مشوش نہ کر۔ یہاں تجھ سے زیادہ نصیحتیں کرنے والے لوگ موجود ہیں لیکن اس قسم کی گستاخی کی کسی کو اجازت نہیں دی جاتی۔ اس حاجب کی اس ڈانٹ ڈپٹ سے فلنطانوس سخت غضبناک ہو گیا لیکن مصلحت وقت کے پیش نظر اس نے اس حاجب کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے جوں توں کر کے وہ دن گذارا۔ لیکن جب رات ہوئی تو اس نے اپنے خیمے میں اپنے تمام حجاب اور خواص کو طلب کیا۔ اور ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تم لوگ یہ پسند کرتے ہو کہ ہرقل کا حاجب بھرے مجمع میں اور مختلف ممالک کے بادشاہوں کے سامنے مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرے۔ مجھے جھڑکیاں دے اور میرے مرتبے کی کوئی پرواہ نہ کرے ہم کالے کوسوں کا سفر کاٹ کر ایک ایسے شخص کی امداد کرنے آئے ہیں جس نے اپنے زعم باطل سے یہ سمجھ لیا ہے کہ گویا ہم اس کے خدام ادب ہیں۔ اور اس کے کاخ و ایوان اور اس کے تاج و تخت کی زیارت کرنیکے لئے

Marfat.com

حاضر ہوئے ہیں ۔ اندریں حالات میرا فہم و تدبر مجھے جہلا کی پیروی کرنے سے روک رہا ہے ۔ کیونکہ عزت کا مقام بلند اور ذلت کا مقام نہایت پست اور ناگوار ہے ۔ صاحب ذلت ہمیشہ حقیر ہوتا ہے ۔ لہذا میں نے عزم راسخ کر لیا ہے کہ میں ان عربوں کے پاس چلا جاؤں ۔ اور ان کے دین کی مدد کروں کیونکہ یہ امر مجھ پر بالکل واضح ہو چکا ہے کہ ان کا دین برحق ہے اور موید بہ صدق وعدل ہے ۔ آج حکمت بالغہ کا مقام ومسکن ان ہی لوگوں کا دل ودماغ ہے ۔ توحید کے نور نے ان لوگوں کے دل مصفیٰ اور مجلیٰ کر دیئے ہیں اور غیب کے اسرار منکشف کرنے والے ان کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت سے ان لوگوں کے دل ایمان کے نور سے منور ہو چکے ہیں ۔ اس نبی کی حکمت ربانیہ کے مقناطیس نے دنیا بھر کے حکماء کے جوہر عقول کو اس کی شریعت کے اتباع اور اقتدا کی طرف کھینچ لیا ہے ۔

فلنطانوس کی یہ باتیں سن کر اس کے اراکین سلطنت نے یک زبان ہو کر کہا کہ اے بادشاہ ہم امر حق کا اتباع حق سمجھتے ہیں ۔ ہم تیرے تابع فرمان ہیں اور تعمیل حکم کے لئے حاضر ہیں ۔ بادشاہ ان کے اس جواب سے بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ہوشیار رہو ۔ کل رات ہم سب سوار ہوں گے اور رومی لشکر کے گرد کچھ عرصہ گھوم پھر کر یہ ظاہر کریں گے کہ گویا ہم پاسبانی کر رہے ہیں ۔ اور پھر عربوں سے جا ملیں گے ۔ تمام مصاحبوں نے فرمانبرداری کا عہد کیا اور مجلس برخاست ہوئی ۔ اگلی رات اس فیصلہ کے مطابق رومۃ الکبریٰ کے تیس ہزار کے لشکریوں سے چار ہزار جانباز سوار گھوڑوں پر سوار تھے اور ہرقل

Marfat.com

کی افواج کی پاسبانی کر رہے تھے۔ جب یہ لوگ اس شاہراہ پر پہنچے جو اسلامی لشکر کی طرف جاتی تھی تو وہاں انہیں یوقنا حاکم حلب ملا۔ جو حلب پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد مسلمان ہو چکا تھا اور حضرت ابو عبیدہؓ اور خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مشورہ سے ہرقل کے لشکر میں ایک جنگی چال چلنے کے لئے شامل تھا۔ فلنطانوس اور اس کے ہمراہیوں کو جب اس نے اسلامی لشکر کی طرف جاتے دیکھا تو آگے بڑھ کر اس نے فلنطانوس سے پوچھا کہ اے بادشاہ! کیا آپ عربوں پر حملہ کرنے کی نیت سے جا رہے ہیں؟ فلنطانوس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ ہم ان کے دین میں داخل ہونے کے لئے جا رہے ہیں اس پر یوقنا نے اپنے مسلمان ہونے اور رومیوں کیساتھ جنگی چال چلنے کا مخفی راز فلنطانوس پر ظاہر کر دیا۔ اور اسے مشورہ دیا کہ مناسب یہ ہے کہ اب آپ واپس اپنی جگہ پر چلے جائیں اور جلدی نہ کریں۔ ہم امیر المسلمین کے پاس آدمی بھیج کر اپنے مشورے سے انہیں آگاہ کرینگے۔ کل صبح آپ اپنے لشکر سمیت ہرقل کے قریب رہیں جب اسلامی لشکر حملہ آور ہو تو آپ خود اپنے ہاتھ سے ہرقل کا کام تمام کر ڈالیں۔ اور میں شہر میں جا کر دو سو قیدی صحابہ کو رہا کر کے مسلح کر دونگا۔ یقیناً وہ بیس ہزار رومیوں پر بھاری ہوں گے۔

یوقنا ابھی اپنی بات ختم نہیں کرنے پایا تھا کہ ایک شخص اسلامی لشکر سے ان کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا اور وہ عمرو بن امیۃ الضمری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ انہوں نے یوقنا کو حضرت ابو عبیدہ کا پیغام پہنچایا اور وہ پیغام یہ تھا۔ کہ:۔

Marfat.com

"اِنَّ اَبَا عُبَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رَاَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ وَھُوَ یَقُوْلُ یَا اَبَا عُبَیْدَۃَ اُبْشِرْ بِرِضْوَانِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ وَغَدًا تُفْتَحُ اَنْطَاکِیَّۃُ صُلْحًا وَاِنَّ صَاحِبَ رُوْمِیَۃِ الْمَدَائِنِ الْکُبْرٰی قَدْ جَرٰی مِنْ اَمْرِہٖ کَیْتَ وَکَیْتَ ھُوَ وَیُوْقَنَّا صَاحِبُ حَلَبَ وَھُمَا بِالْقُرْبِ مِنْکَ فَاَنْفِذْ اِلَیْھِمَا بِنَجَازِ الْاَمْرِ۔

ترجمہ:۔ بے شک ابو عبیدہؓ کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے ابو عبیدہؓ خدا کی رضامندی اور اس کی رحمت کی تجھے بشارت ہو۔ کل انطاکیہ صلح کے طور پر فتح ہو جائے گا۔ روما کے فرمانروا کا معاملہ ایسا ایسا گزرا ہے (یعنی اب وہ اسلام کی طرف خلوص نیت سے مائل ہو چکا ہے) چنانچہ وہ یعنی رومۃ الکبریٰ کا بادشاہ قلنطانوس اور یوقنا دونوں تمہارے قریب ہیں۔ انہیں کام پورا کرنے کا حکم بھیجو۔

یہ بشارت سُن کر قلنطانوس کے ایمان کو بے حد تقویت ہوئی اور نورِ ایمان سے نہ صرف اس کا دل ہی منوّر ہوا بلکہ اس کا چہرہ بھی چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکنے لگا۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ قبل از شام فرداً بموجب اس بشارت کے انطاکیہ صلح کے طور پر فتح ہو چکا تھا۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! بڑا عجیب واقعہ ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! ایسا ہی ایک اور معجزہ سماعت فرمائیے

Marfat.com

عبدالوہاب ۔ ارشاد!

معجزہ ششم

روماس حاکم بصرہ کی بیوی کا مسلمان ہونا

غلام جیلانی۔ بصرہ کا حاکم روماس ایک متدین عیسائی تھا۔ اس نے پرانی کتابوں میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی پیشین گوئیاں اور حضورؐ کی امت کو حاصل ہونے والی فتوحات کی خبریں پڑھی ہوئی تھیں۔ لہذا وہ مسلمانوں سے مزاحم ہونا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن بصرہ کے لوگ اس کے مخالف ہو گئے اور اسے اس کے اپنے مکان میں ہی محبوس کر دیا۔ اتفاق سے اس کا مکان فصیل شہر سے ملحق تھا۔ اس نے رات کے وقت فصیل میں نقب لگائی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر التجا کی کہ چند مجاہدین کو میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ شہر کے دروازے کھول دیں۔ اور اسلامی لشکر شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اپنے اعتماد کے سو آدمی چن کر اپنے ہمراہ لے جائیں اور یہ کام سرانجام دیں۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰنؓ روماس کے ساتھ اپنے ایک سو مجاہدین کے ہمراہ شہر میں داخل ہوئے اور تمام انتظامات مکمل کر کے نعرۂ تکبیر بلند

Marfat.com

گیا۔ یکایک شہر کے تمام دروازے کھل گئے اور لشکر اسلام شہر میں داخل ہو گیا۔ اہل بصرہ نے جب اپنے آپ کو مسلمانوں کے قبضے میں پایا تو امان کے طلب گار ہوئے پس انہیں امان دے دی گئی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ آپ لوگوں کو شہر میں لانے والا کون شخص ہے؟ اس پر حضرت خالدؓ خاموش رہے لیکن روماس نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے دشمنان خدا! میں نے خدا کی خوشنودی اور جہاد کی نیت سے مسلمانوں کو راہ بتلائی ہے انہوں نے کہا کیا تو ہمارے مذہب پر نہیں؟ روماس نے جواب دیا کہ

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِنْهُمْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا وَّبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تو مجھے ان میں کا ایک نہ بنا۔ میں راضی ہوا اپنے رب اللہ پر اور دین اسلام پر اور محمدؐ کے نبی ہونے پر اور کعبہ کے قبلہ ہونے پر اور قرآن کے امام ہونے پر اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ روماس کے مسلمان ہو جانے پر حضرت خالدؓ اور جمیع مجاہدین کو تو بہت مسرت ہوئی لیکن بصرہ کے لوگ اس سے سخت ناراض ہو گئے اور اسے اذیت پہنچانے کی نیت اپنے دلوں میں پختہ کر لی۔ روماس نے ان کے چہروں سے ان کے دلی ارادے بھانپ لئے اور خالدؓ سے کہا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ اس شہر میں نہیں رہوں گا۔ جہاں آپ جائیں گے آپ کے ساتھ رہونگا اور جب شام کے پورے ملک پر خدا آپ کو فتح یاب کر دیگا تو پھر واپس اپنے اس شہر میں آجاؤں گا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چند

Marfat.com

مجاہدین کو روماس کی امداد کے لئے اور اس کا خانگی ساز و سامان اٹھالانے کے لئے اس کے گھر بھیجا۔ روماس کے مسلمان ہوجانے کی اسکی بیوی کو مطلقاً کوئی خبر نہ تھی۔ جب روماس ان مجاہدین کے ہمراہ اپنے گھر گیا۔ تو اس کی بیوی اس کو دیکھتے ہی اس سے جھگڑنے لگی۔ وہ اس سے طلاق طلب کر رہی تھی مسلمانوں نے اس سے پوچھا کہ تو کیا چاہتی ہے۔ اس نے کہا میرا فیصلہ تمہارے امیر کے پاس چل کر ہوگا۔ پس مسلمان اس کو خالد بن ولیدؓ کے پاس لے آئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب اس سے اپنے شوہر کیساتھ جھگڑنے کا سبب پوچھا تو اس نے جو جواب دیا وہ ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے

عبدالوہاب۔ جی ہاں! ارشاد فرمایئے۔ میں پوری توجہ سے سن رہا ہوں۔ کیا جواب دیا روماس کی بیوی نے۔

غلام جیلانی۔ روماس کی بیوی حضرت خالدؓ کے سامنے بیان کر رہی تھی۔ کہ اِنِّی کُنْتُ بَارِحَۃً نَائِمَۃً اِذْ رَأَیْتُ شَخْصًا مَا رَأَیْتُ اَحْسَنَ مِنْہُ وَجْھًا کَاَنَّ الْبَدْرَ یَطْلَعُ مِنْ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَکَاَنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّ الْمَدِیْنَۃَ فُتِحَتْ عَلٰی یَدِ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ وَالشَّامَ وَالْعِرَاقَ۔ فَقُلْتُ لَہٗ وَمَنْ اَنْتَ یَا سَیِّدِیْ ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ثُمَّ دَعَانِیْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمْتُ۔ ثُمَّ عَلَّمَنِیْ سُوْرَتَیْنِ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ قَالَ فَحَدَّثَ التَّرْجُمَانُ خَالِدٌ بِمَا کَانَ مِنْھَا فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا الْعَجِیْبُ ثُمَّ قَالَ خَالِدٌ لِتَرْجُمَانٍ قُلْ لَھَا تَقْرَءُ السُّوْرَتَیْنِ فَقَرَأَتِ الْفَاتِحَۃَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ ثُمَّ حَدَّثَ اِسْلَامَھَا عَلٰی یَدِ خَالِدِ بْنِ وَلِیْدٍ وَقَالَتْ یَا اَیُّھَا الْاَمِیْرُ اِمَّا اَنْ یُّسْلِمَ رُوْمَاسُ وَاِلَّا یَتْرُکُنِیْ اَعِیْشُ بِنَوْعٍ

الْمُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ:۔ گذشتہ شب میں سوئی ہوئی تھی۔ خواب میں میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ اس جیسا حسین وجمیل چہرے والا شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ گویا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان چودھویں رات کا چاند طلوع تھا۔ وہ فرما رہے ہیں کہ شہر بصرہ اور شام وعراق کے تمام ملک ان عربوں کے ہاتھ سے فتح ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے سردار آپ کون ہیں۔ فرمایا میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں پھر آپ نے مجھے اسلام کی طرف دعوت فرمائی۔ پس میں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر حضورؐ نے مجھے قرآن کریم کی دو سورتیں تعلیم فرمائیں علامہ واقدیؒ کہتے ہیں کہ ترجمان نے زوجۂ روماس کا یہ جواب حضرت خالدؓ کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے بڑے تعجب کا اظہار کیا اور ترجمان کے واسطہ سے فرمایا کہ وہ دونوں سورتیں پڑھے پس اس نے سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد کی سورتیں پڑھیں اور پھر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ پر اپنے اسلام لانے کی تجدید کی اور درخواست کی کہ یا امیر! یا تو روماس اسلام قبول کرلے یا مجھے طلاق دیدے کہ میں مسلمانوں میں رہ کر زندگی بسر کروں۔ اس پر حضرت خالد بن ولید ہنسے اور فرمایا سُبْحَانَ مَنْ وَفَّقَهُمَا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ان دونوں میں موافقت بخشی۔ پھر ترجمان کے ذریعہ اس سے فرمایا کہ تیرا شوہر تجھ سے پہلے مسلمان ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ عورت بہت خوش ہوئی۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! بڑا عجیب واقعہ ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! ایسا ہی ایک اور معجزہ سماعت فرمائیے

Marfat.com

عبدالوہاب - ارشاد!

معجزۂ ہفتم
حوض شمسی

غلام جیلانی - تاریخ فرشتہ میں ہے کہ سلطان شمس الدین التمش کو ایک حوض تیار کرنے کی خواہش تھی - اس نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمت اللہ علیہ سے بھی اس سلسلہ میں مشورہ کیا۔ اور اس مقصد کے لئے کئی قطعات اراضی دیکھے لیکن کوئی بھی قطعہ اسے موزوں معلوم نہ ہوا رات کو وہ اسی خیال میں سو گیا - خواب میں کیا دیکھتا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر جہاں کہ اب حوض شمسی موجود ہے - گھوڑے پر سوار تشریف فرما ہیں اور اُسے فرما رہے ہیں - کہ اے شمس الدین کیا چاہتا ہے - بادشاہ نے عرض کی - یا رسول اللہ میں ایک حوض تعمیر کرنا چاہتا ہوں - حضورؐ نے فرمایا - اس جگہ تیار کر چنانچہ اسی وقت آپ کے مرکب نے زمین پر سُم مارا اور وہاں سے ایک ٹھنڈے اور سفید پانی کا چشمہ جوش مارنے لگا -

سلطان بیدار ہوا - ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ وہ اسی وقت اٹھ کر حضرت خواجہؒ قطب الدین بختیار کاکی رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا - حضرت خواجہؒ سلطان کے ہمراہ اس مقام پر تشریف لے گئے اور شمع کی روشنی میں دیکھا کہ اس مقام سے فوارے کی طرح ایک

Marfat.com

چشمہ آب مصفیٰ جوشاں ہے چنانچہ سلطان نے اسی مقام پر حوض بنانے کا حکم دے دیا۔ جو کہ آج تک موجود ہے اور حوض شمسی کے نام سے مشہور ہے۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! بڑا عجیب واقعہ ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! ایسا ہی ایک اور معجزہ سماعت فرمائیے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

معجزہ ہشتم

حضرت سید احمد کبیر رفاعی الحسینی قدس اللہ سرہ العزیز کو دست بوسی کا شرف حاصل ہونا

غلام جیلانی۔ البنیان المشید ترجمہ اردو البرہان المؤید مطبوعہ مکتبہ تھانوی متصل مسافر خانہ بندر روڈ کراچی ۱ کے صفحہ ۳ پر حافظ ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"جب سید احمد کبیر رفاعی الحسینی قدس اللہ سرہ العزیز ۵۵۵ھ میں زیارت بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو سرکار رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدس کی زیارت کے لئے بھی حاضر ہوئے گنبد خضرا کے نزدیک پہنچ کر آپ نے بآواز بلند کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدِّیْ تو روضہ اطہر سے آواز آئی کہ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِیْ،

Marfat.com

اس ندا مبارک کو سن کر آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ آپ کے علاوہ جتنے آدمی وہاں موجود تھے سب نے آواز کو سنا تھوڑی دیر کے بعد بحالت گریہ آپ نے یہ دو شعر پڑھے ؎

فِی حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَھِیَ نَائِبَتِیْ

وَھٰذِہٖ دَوْلَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ

ترجمہ:۔ جدائی یا دوری کی حالت میں تو میں اپنی روح کو روضۂ مطہر پر بھیجتا تھا تاکہ میری طرف سے آپ کی آستانہ بوسی کا شرف حاصل کرے۔ اور اب جبکہ یہ دولت دیدار مجھے اصالۃً حاصل ہے تو اب آپ اپنا مبارک ہاتھ دیجئے کہ میں اسے بوسہ دوں"۔

اسی وقت قبہ مطہر سے دست مبارک نکلا اور آپ نے اس کو بوسہ دیا۔ اس وقت روضۂ مقدس پر تقریباً نوے ہزار عاشقان جمال محمدی و مشتاقان روضۂ نبوی کا مجمع تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے انہیں میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ اور حضرت شیخ عدی بن مسافر الاموی اور حضرت شیخ عبدالرزاق حسینی واسطی جیسے جلیل القدر بزرگ بھی تھے۔ مصنف لکھتا ہے کہ واقعہ کو علماء نے اس کثرت کیساتھ بیان کیا ہے کہ اس میں غلطی کا احتمال نہیں۔ (اور اس کتاب پر مولوی اشرف علی تھانوی کی ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ کی

Marfat.com

لکھی ہوئی تقریظ بھی موجود ہے)۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! بڑا عجیب واقعہ ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! ایسا ہی ایک اور معجزہ سماعت فرمائیے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

معجزۂ نہم

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلطان نور الدین شہید کو دو نصرانیوں کی حرکت شنیعہ کی خبر دینا

غلام جیلانی۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ باب حیات الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۵۵۷ھ میں دو نصرانیوں نے حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدس میں سرنگ لگانے کی قابلِ صد ہزار لعنت مذموم کوشش کی وہ روضۂ انور کے قریب پہنچ ہی چکے تھے کہ سلطان سعید نور الدین زنگی کو ایک ہی رات میں تین بار حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا آپ نے ان ہر دو ملعون نصرانیوں کے ناپاک ارادوں سے سلطان موصوف کو آگاہ فرمایا۔ سلطان ان دنوں شام کے عیسائیوں کے خلاف صلیبی جنگ میں مصروف تھے۔ چنانچہ وہ اسی وقت ایک ہزار مجاہدین کی فوج لیکر

Marfat.com

مدینہ منورہ پہنچا اور ان نصرانیوں کی کھودی ہوئی سرنگ کو بچشم خود دیکھا اور ان شیطان نژاد نصرانیوں کو نظر آتش کرکے ان کی راکھ کو ہوا میں اڑا دیا۔ اور آئندہ کے لئے دشمنانِ اسلام کی اس قسم کی ناپاک حرکتوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناکام بنا دینے کے لئے روضۂ اطہر کے چاروں طرف دور دور تک سیسے کی بھرتی ڈال کر زمین کو مضبوط کر دیا۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! بڑا عجیب واقعہ ہے

غلام جیلانی۔ جی ہاں! ایسا ہی ایک اور معجزہ سماعت فرمایئے

عبدالوہاب۔ ارشاد!

معجزۂ دہم

خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقروض کی امداد کرنا

غلام جیلانی۔ معارج النبوۃ کے مقدمہ کے وظیفہ ثالثہ میں ہے کہ ایک نیک اور پرہیزگار شخص کے ذمہ پانچ صد درم قرض ہو گیا قرضخواہ شدید تقاضا کر رہا تھا لیکن اس غریب کے پاس قرض ادا کرنے کے لئے کچھ بھی موجود نہ تھا۔ سخت پریشان تھا کہ اب کیا کروں ایک رات اسے خواب میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا اے درویش! تو نیشاپور میں ابوالحسن کیسائی کے پاس جا۔ اور اسے کہنا کہ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تجھے سلام

Marfat.com

بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میرا (یعنی اس درویش کا) پانچ صد درم قرضہ ادا کر دو۔ اگر وہ اس امر کی تصدیق کے لئے نشانی مانگے تو اسے یہ کہنا کہ درود شریف کا ہدیہ جو ہر روز تم بھیجا کرتے تھے کل اسے فراموش کیوں کر دیا۔ چنانچہ وہ شخص حضرت ابوالحسن کیسائی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچا لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بعد ازاں اس شخص نے کہا۔ کہ اے ابوالحسن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرستادہ ہوں۔ حضور نے تجھے سلام کا ہدیہ بھیجا ہے اور فرمایا ہے۔ کہ میرا (یعنی اس درویش کا) قرض ادا کر دو۔ اور اگر تجھے اس امر کی تصدیق کے لئے نشانی کی ضرورت ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ کہ درود شریف کا ہدیہ جو تم روزانہ بھیجا کرتے ہو۔ کل نہیں بھیجا۔ ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ یہ بات سن کر اپنی مسند سے نیچے اتر آئے اور دو نفل پڑھ کر اللہ کا شکر ادا کیا اور اس شخص سے کہا کہ اے درویش! میرا درود شریف پڑھنا میرے اور میرے اللہ کے درمیان ایک مخفی راز تھا۔ کسی بھی فرد بشر کو اس کی خبر نہ تھی بعد ازاں اسے ایک ہزار درم دیکر کہا کہ یہ اس بشارت کی مژدگی ہے جو تو میرے لئے لایا ہے۔ پھر ایک ہزار درم اور دے کر کہا کہ یہ اس بات کا کہ تو نے میرے گھر قدم رکھا۔ پھر پانچ سو درم اور دے کر کہا کہ یہ تجھے قرض ادا کرنے کے لئے دیتا ہوں۔ اس طرح اڑھائی ہزار درم دے کر اس درویش کو رخصت کیا اور تاکید کی۔ کہ آئندہ جب بھی کہیں نقدی کی آپ کو ضرورت پڑے تو اطلاع دے دیا کرو۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! بڑا عجیب واقعہ ہے۔

Marfat.com

غلام جیلانی۔ جی ہاں! ایسا ہی ایک اور معجزہ سماعت فرمایئے۔
عبدالوہاب۔ برادرم! دل تو چاہتا ہے کہ آپ سے ایسے واقعات سنتا ہی رہوں لیکن سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہود مسعود کے تاریخی شواہد جس قدر آپ پیش کر چکے ہیں کافی ہیں۔ ان سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ پاک بھارت جنگ میں ہی نہیں بلکہ پہلے بھی حضور عساکرِ اسلامیہ کی اور افرادِ امت کی مدد فرماتے رہے ہیں ؎

ثنا ہے ست کز احوال گدا آگاہ است | در روز قیامت او شفاعت خواہ است
در وصف جمال او چہ گویم کو را | ایں بس کہ محمد رسول اللہ است

غلام جیلانی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ ؎

نگردد طور جائے نقش پا معراج احمد را | ید بیضا یزک داری کند نور محمد را
کم در کارِ امت تنگ بستن ایں چنیں شاید | بہ بیں در نام او تنجیدن میم محمد را

عبدالوہاب۔ لیکن بھائی جان! ایک بات ضرور عرض کروں گا۔
غلام جیلانی۔ ارشاد!
عبدالوہاب۔ بات یہ ہے۔ کہ یہ جو تاریخی واقعات آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان سے بریلوی حضرات کے عقیدہ حاضر و ناظر کی تائید تو ہوتی ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ صرف تاریخ و سیر کی کتابوں کے بیان کردہ واقعات سے ہی کسی عقیدہ کے صحیح یا غلط ہونے کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ میں اس موضوع پر کتاب و سنت کی روشنی میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن آج چونکہ وقت کافی ہو چکا ہے لہٰذا اب اجازت دیجئے۔ کل کو ہم ان شاء اللہ کتاب و سنت کی

Marfat.com

روشنی میں اس موضوع پر گفتگو کریں گے (اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے) اچھا لیجئے السلام علیکم۔

غلام جیلانی۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ (مجلس برخاست ہوجاتی ہے)۔

★

مجلس دوم

صباح الخیر زد بلبل کجائی ساقیا برخیز
کہ غوغا مے کند در سر خیال جنگ دوشینم

"غلام جیلانی حسب معمول مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے دار المطالعہ میں بیٹھا ہوا مطالعۂ کتب میں مصروف ہے۔ اتنے میں اس کا عزیز برادر عبدالوہاب حسب وعدہ آحاضر ہوتا ہے۔ علیک سلیک کے بعد دونوں بھائی اپنی دیرینہ نشستوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ عبدالوہاب گفتگو کا آغاز کرتا ہے۔"

عبدالوہاب۔ برادرم! آج ہم کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے دیرینہ موضوع پر گفتگو کریں گے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! انشاء اللہ العزیز۔ بالضرور کریں گے۔

Marfat.com

عبدالوہاب۔ اس سلسلہ میں آپ کے ساتھ دو مسئلوں پر تبادلہ خیالات کروں گا۔ اولاً یہ کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ حیات ہیں۔ اور کیا حیات صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی خصوصیت کیساتھ حاصل ہے یا دیگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو بھی یہ زندگی حاصل ہے؟

ثانیاً یہ کہ آپ نے بعض تاریخ و سیر کی کتابوں سے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ کیا ان واقعات کے پیش نظر کتاب و سنت کی روشنی میں ہم یہ عقیدہ قائم کر سکتے ہیں کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ہماری فریادیں سنتے ہیں۔ اور ہماری مدد کو پہنچتے ہیں۔

غلام جیلانی۔ یہ مسائل آپ اپنے کسی ہم خیال عالم دین سے دریافت کر لیتے تو بہتر ہوتا۔ کیونکہ مثل مشہور ہے" گھر کا جوگی جوگڑا بیگانہ جوگی سدھ" میری باتوں سے شائد آپکی تسلی نہ ہو سکے۔

عبدالوہاب۔ خیر اگر آپ میری تسلی نہیں کر سکیں گے تو نہ سہی۔ میں تو یقینی طور پر آپ کی تسلی کر سکوں گا اور اچھی طرح سمجھا دوں گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی کسی کا مددگار نہیں۔

غلام جیلانی۔ یہ بات تو آپ کے سمجھانے سے پیشتر ہی میں اچھی طرح سمجھا ہوا ہوں۔ میرا اس پر ایمان ہے۔ بلکہ ہر کلمہ گو مسلمان کا اس بات پر ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ البتہ جس بات کی طرف آپ نے ابھی تک توجہ نہیں کی یا وہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئی وہ یہ ہے کہ۔ "مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْكُلُّ"

یعنی "جس کا رب اس کا سب"۔

Marfat.com

عبدالوہاب - خیر یہ مسئلہ دوسرے نمبر پر آئیگا۔ پہلے آپ اولیائے کرام اور انبیاء علیہم السلام کی حیات کے متعلق اپنی معلومات بیان کیجئے۔

مسئلہ اوّل

"حیاتِ اولیائے کرام و انبیاء علیہم السلام"

غلام جیلانی - اس مسئلہ کے متعلق اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس اللہ سرہٗ اپنے فتاوے "العطایا النبویّۃ فی الفتاوی الرّضویّۃ" کے صفحہ ۶۱۰ پر فرماتے ہیں کہ:-

" لَا مَوْتَ لَھُمْ اِلَّا اٰنِیًا تَصْدِیْقًا لِلْوَعْدِ ثُمَّ ھُمْ اَحْیَاءٌ اَبَدًا بِحَیَاۃٍ حَقِیْقِیَّۃٍ دُنْیَاوِیَّۃٍ رُوْحَانِیَّۃٍ وَجِسْمَانِیَّۃٍ کَمَا ھُوَ مُعْتَقَدُ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَلِذَا لَا یُوْرَثُوْنَ وَیُمْتَنَعُ تَزَوُّجُ نِسَائِھِمْ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ بِخِلَافِ الشُّھَدَاءِ الَّذِیْنَ نَصَّ الْکِتَابُ الْعَزِیْزُ اَنَّھُمْ اَحْیَاءٌ وَنَھٰی اَنْ یُّقَالَ لَھُمْ اَمْوَاتٌ۔

ترجمہ:- انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت یعنی اُن کے اجسام طیبہ سے ارواح طاہرہ کا جدا ہونا صرف آن واحد کے لئے اور محض (کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ) کے وعدہ کی تصدیق کے لئے ہوتا ہے اس کے بعد وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حقیقی دنیاوی جسمانی اور روحانی حیات کے ساتھ زندہ ہوجاتے ہیں جیساکہ اہلسنت والجماعت کا

Marfat.com

عقیدہ ہے اور اسی وجہ سے ان کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا اور ان کی ازواج مطہرات سے نکاح کی ممانعت ہے بخلاف شہدا کے کہ ان کا ترکہ بھی تقسیم ہوتا ہے اور ان کی بیوگان سے نکاح کی بھی ممانعت نہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں خدا کا فرمان ہے کہ وہ زندہ ہیں اور انہیں مردہ کہنے کی نہی وارد ہے۔

عبدالوہاب۔ تو کیا آپ اس عقیدے کو صحیح سمجھتے ہیں؟

غلام جیلانی۔ جی ہاں! بالکل صحیح سمجھتا ہوں۔

عبدالوہاب۔ اس کا ثبوت؟

غلام جیلانی۔ ایسی واضح حقیقت کے لئے آپ ثبوت مانگ رہے ہیں؟

عبدالوہاب۔ جی ہاں! ؎

گفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چوں گفتی دلیلش بیار

غلام جیلانی۔ برادرِ عزیز! اگر آپ کو روشن دن میں اور عین دوپہر کے وقت آفتاب عالمتاب کے موجود ہونے کی دلیل درکار ہے تو میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب

ملاحظہ فرمایئے کہ گذشتہ جنگ پاک وبھارت میں متعدد لوگوں نے خواب میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم شریف سے پاکستان کی طرف تشریف آوری کے لئے گھوڑے پر سواری فرماتے دیکھا جیسا کہ مولانا محمد انعام کریم صاحب صدیقی کے خط میں

Marfat.com

آپ مطالعہ فرما چکے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے حقیقتہً مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان کو خدا نے یہ قوت نہیں دی کہ وہ میری شکل اختیار کر سکے۔ اور چونکہ گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جہاد میں آنا زندوں ہی کا خاصہ ہے اس لئے صاف ظاہر ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حقیقی دنیاوی اور حسی زندگی کیساتھ حیات ہیں اور شاعر کہتا ہے کہ ؎

کورانچشم پاک تواں دید چوں ہلال
ہر دیدہ جائے جلوۂ آں ماہتاب نیست ؎

عبدالوہاب - بھائی جان! اگر میں پاکستان میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری والی خوابوں کو صحیح سمجھتا۔ تو گفتگو کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ بعض بڑے جید اور متبحر علمائے کرام بر سر منبر علی الاعلان یہ فتوے دے رہے ہیں کہ یہ نیلے پیلے گھوڑوں والے سواروں کی آمد کے متعلق جو افواہیں پھیلی ہوتی ہیں سب غلط ہیں۔ ایسی بادر ہوا باتوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔ اور میں کہتا ہوں۔ کہ اگر اس عقیدے کی بنیاد محض اسی قسم کے خوابوں پر ہی ہے۔ تو میں اس عقیدے کو دور ہی سے سلام کرتا ہوں کیونکہ یہ عقیدہ قرآن کریم کے سراسر خلاف ہے قرآن کریم میں وارد ہے۔ کہ "مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ - آل عمران - ۱۵-

ترجمہ:۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہی تو ہیں۔ آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔ سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے۔ یا آپ شہید ہو جائیں۔ تو کیا تم لوگ اپنی ایڑیوں پر الٹے پھر جاؤ گے علاوہ ازیں سورہ الزمر کے تیسرے رکوع میں وارد ہے۔ کہ "اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" تحقیق تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پس جب کتاب اللہ میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی موت ہے تو میں صرف ان خوابوں کی بنا پر کیسے مان لوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ اور ہر محاذِ جنگ پر امت کی امداد فرمانے کے لیئے تشریف لاتے ہیں۔

غلام جیلانی۔ دیکھو میاں دورانِ گفتگو ذرا اس بات کا خیال رکھیئے گا کہ ہمارا مذاکرہ کسی عام انسان کے متعلق نہیں۔ بلکہ ہم سید الثقلین شہنشاہِ سریر قاب قوسین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ خیر سے رطب اللسان ہو رہے ہیں۔ لہذا یہاں آئینِ ادب کی پاسداری ازبس ضروری ہے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ کی آیہ کریمہ میں کفار کا رد ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے۔ انہیں فرمایا گیا کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے۔ کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور انبیاء کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے۔ پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے۔ اس پر بہت سی براہین شرعیہ قائم ہیں (تفسیر سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی) علاوہ ازیں اس سلسلہ میں

Marfat.com

ایک جید اور متبحر عالم کا فتوے بھی عرض کر دوں ملاحظہ فرمایئے۔ کہ اعلیحضرت مولنا احمد رضا خاں صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز اپنے فتاویٰ "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" کے صفحہ ۱۱۶ پر فرماتے ہیں کہ "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مردہ کہنا حرام بلکہ معاذ اللہ بطور توہین ہو تو صریح کفر ہے۔ اللہ عزوجل نے شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا۔ انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام کی حیات ان سے بدرجہا زائد ہے۔ شہید کی حیات احکام دنیا میں نہیں۔ اس کا ترکہ بٹے گا۔ اس کی بی بی عدت کے بعد نکاح کر سکے گی بخلاف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

عبدالوہاب۔ برادر محترم! آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب واحترام کی جو مجھے ہدایت کی ہیں اس پر آپ کا شکر گذار ہوں۔ البتہ اتنی بات ضرور عرض کروں گا کہ میرے دل میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم اور ادب و احترام کسی دوسرے مسلمان سے کم نہیں۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے ارفع اور اعلیٰ رتبہ ہمارے آقا و مولا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے سے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکن بایں ہمہ نہ افراط کو پسند کرتا ہوں اور نہ تفریط کو۔ کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جس طرح تفریط یعنی کمی کرنا گناہ ہے اسی طرح افراط یعنی زیادتی کرنا بھی گناہ ہے۔ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ثبوت اگر آپ کتاب وسنت کے

Marfat.com

حوالہ سے دے سکتے ہیں۔ تو دیں میں بسر وچشم اسے تسلیم کروں گا ورنہ تو آپ کو معلوم ہے کہ میں تو نرا عبدالوہاب ہی ہوں سوائے قرآن و حدیث کے نہ کسی بریلوی عالم کی بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔ اور نہ کسی دیوبندی کی کوئی بات مان سکتا ہوں۔

غلام جیلانی۔ برادرِ عزیز! اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جو فتویٰ میں نے پیش کیا۔ اس میں کتاب اللہ کا حوالہ موجود ہے۔ لیکن اگر آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی تو میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم ہے۔ آپ ذرا یہ بتایئے کہ کیا آپ میجر عزیز بھٹی شہید لیفٹیننٹ حبیب الرحمٰن شہید۔ نائب صوبیدار نذر حسین شہید بریگیڈیر شامی شہید۔ میجر ضیاء الدین ایل شہید اور ہماری بہادر فوج کے دیگر جانباز مجاہدین کو جنہوں نے موجودہ اسلامی دنیا کے سب سے بڑی اسلامی مملکت یعنی ہمارے وطنِ عزیز کا تحفظ کرتے ہوئے کفار کے شدید ترین حملہ کے دفاع میں اپنی عزیز جانیں قربان کردیں۔ کیا آپ ان سب لوگوں کو مردہ سمجھتے ہیں؟

عبدالوہاب۔ نہیں شہیدوں کے حق میں تو قرآن کریم میں وارد ہے۔ کہ وہ زندہ ہیں اور تم انہیں مردہ نہ کہو "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ"

ترجمہ:۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں تم انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کی کیفیت کا) شعور و ادراک حاصل نہیں۔ علاوہ ازیں سورہ آلِ عمران میں وارد ہے کہ "وَلَا تَحْسَبَنَّ

الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (اٰل عمران ۳)

ترجمہ :- جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے تو انہیں مردہ نہ سمجھ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے پروردگار کی طرف سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو کچھ انہیں دیا ہے۔ خوش ہیں۔ اور وہ ان لوگوں کے متعلق خوشیاں منا رہے ہیں جو ابھی ان سے نہیں ملے اور ان کے پیچھے ہیں (یعنی ابھی دنیا میں زندہ ہیں اور شہداء کو اپنے ان پسماندگان کے متعلق خوشی اس بات کی ہے کہ ان کے پسماندگان کو) نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

غلام جیلانی - تو آپ کی بیان کردہ ان محولہ بالا آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ شہدائے کرام زندہ ہیں۔ انہیں انہیں مردہ کہنے کی نہی وارد ہے ؎

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

عبدالوہاب - جی ہاں!

غلام جیلانی - تو اب فرمایئے کہ نبی کا رتبہ بلند ہوتا ہے یا شہداء کا؟

عبدالوہاب - رتبہ تو نبی کا ہی بلند ہوتا ہے۔

غلام جیلانی - تو جب آپ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا درجہ شہدائے کرام سے ارفع و اعلیٰ مانتے ہیں اور شہیدوں کی

Marfat.com

زندگی کے بھی قائل ہیں۔ تو آپ کو انبیاء علیہم السلام کو زندہ سمجھنے میں کسی قسم کا تذبذب نہیں ہونا چاہیئے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ شہدائے کرام کا زندہ ہونا۔ قرآن کریم سے ثابت ہے لیکن اس کے باوجود ان کی ازواج کو اپنے شوہروں کے شہید ہو جانے کے بعد نکاح ثانی کر لینے کی ممانعت نہیں اور نہ ہی شہیدوں کے خویش و اقارب کو اپنے شہید قرابت داروں کا ترکہ آپس میں تقسیم کر لینے کی ممانعت ہے۔

عبدالوہاب۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ شہیدوں کو جو زندگی حاصل ہے وہ محض روحانی اور برزخی زندگی ہے۔ انسانی عقل اس کے فہم و ادراک سے قاصر ہے لہذا ان کی اس برزخی زندگی کو دنیاوی احکام پر اثر انداز نہیں سمجھا جاتا کیونکہ شریعت کا تعلق ظاہر سے ہے باطن سے نہیں۔

غلام جیلانی۔ لیکن برادرِ عزیز! انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو زندگی حاصل ہے وہ شہیدوں کی زندگی سے قوی تر اور کامل تر زندگی ہے محض معنوی اور روحانی نہیں بلکہ صوری، حسی اور حقیقی طور پر دنیاوی زندگی ہے یعنی جس طرح وہ وصال برفیق الاعلیٰ سے پہلے اس دنیا میں زندہ تھے اب بھی عین اسی طرح زندہ ہیں۔ اور چونکہ وہ زندہ ہیں۔ اس لئے نہ تو ان کا ترکہ ان کے وارثوں میں تقسیم ہو سکتا ہے اور نہ ہی ان کی ازواج مطہرات کو ان کے بعد نکاح کر لینے کی اجازت ہے۔ چنانچہ سورہ احزاب میں وارد ہے کہ "وَلَآ اَنۡ تَنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا" یعنی نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح کرو۔ پس صاف ظاہر ہے

Marfat.com

کہ انبیاء علیہم السلام عین اسی طرح زندہ ہیں جس طرح کہ وہ وصال برفیق الاعلیٰ سے پیشتر اس دنیا میں زندہ تھے۔ اس سلسلہ میں چند احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

عبد الوہاب۔ ارشاد!

رب تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دے رکھا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسادِ مقدسہ کو کھائے

غلام جیلانی۔ مشکوٰۃ المصابیح باب الجمعہ کی دوسری فصل میں اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وھو ہذا:۔ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَ فِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَ فِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ کَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَاَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَ النَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَ الدَّارِمِیُّ وَ الْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ۔

ترجمہ:۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے دنوں میں

Marfat.com

سب سے زیادہ فضیلت والا دن جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن ان کی روح قبض کی گئی۔ اسی دن صور نشور پھونکا جائیگا اور اسی دن پہلا نفخہ پھونکا جائے گا۔ پس اس دن تم کثرت کیساتھ مجھ پر درود بھیجا کرو۔ پس بیشک تمہارا درود میرے سامنے لایا جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا درود کیسے پیش کیا جائیگا جبکہ آپ کی استخوان مبارک بوسیدہ ہو جائیں گی۔

راوی کہتا ہے کہ صحابہؓ نے أرمت کا لفظ بلیت کے معنوں میں استعمال کیا تھا بلیت کے معنی کہنہ شدی و بوسیدہ شدی کے ہیں (یعنی صحابہ کرامؓ نے موت اور اس کی وجہ سے زوالِ ادراک کی طرف اشارہ کیا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ کو کھانا یا ان میں کسی قسم کا تصرّف کرنا زمین پر حرام کر دیا ہے۔

روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد۔ نسائیؒ۔ ابن ماجہ۔ دارمی اور بیہقی نے دعوات الکبیر میں اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "حیات انبیاء متفق علیہ است۔ ہیچ کس را در وے خلافے نیست۔ حیات جسمانی۔ دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہداء راہست و دریں حدیث کہ فرمود (اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ) اشارت است بداں اگرچہ دریں باب کہ عرض صلوٰۃ وحصولِ علم و ادراک است

Marfat.com

حیات روحانی نیز کافیست ولیکن مذہب ہماں است کہ گفتہ شد۔
ترجمہ :۔ حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام امتِ محمدیہ کا متفق علیہ مسئلہ ہے کسی فردِ واحد کو بھی اس سے اختلاف نہیں اور یہ حیات شہیدوں کی حیات کی طرح معنوی اور روحانی نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور دنیاوی حقیقی ہے اور اس حدیث میں جو فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ اس میں اسی حیات کی طرف اشارہ ہے۔ اگرچہ درود پیش کئے جانے اور اس کے علم و ادراک کے لئے روحانی حیات بھی کافی ہے لیکن مذہب یہی ہے جو بیان کیا گیا۔ انہیں معنوں کی ایک اور حدیث بھی ملاحظہ فرمایئے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ

پس اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور زندوں کی سی روزی دیئے جاتے ہیں

غلام جیلانی۔ مشکوٰۃ المصابیح کے اسی باب یعنی باب الجمعہ کی تیسری فصل میں بھی انہیں معنوں کی ایک اور حدیث منقول ہے۔ وَھُوَ ھٰذَا عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ يَشْهَدُهُ الْمَلٰئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت کے ساتھ درود شریف بھیجا کرو کیونکہ جمعہ کا دن حاضری کا دن ہے۔ اس دن فرشتے رحمت اور برکت لے کر حاضر ہوتے ہیں بلاشبہ اس دن کوئی شخص مجھ پر درود شریف نہیں بھیجتا مگر کہ اس کا درود شریف میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ شخص خود ہی فارغ نہ ہو جائے۔ ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ کیا موت کے بعد بھی فرشتے اسی طرح درود شریف پیش کرتے رہیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالٰی نے زمین پر یہ بات حرام قرار دیدی ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسادِ مطہرہ کو کھائے۔ پس اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں یعنی بہ حقیقت حیاتِ دنیاوی زندہ ہیں اور زندوں کی سی روزی دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ جلد دوم میں حیاتِ انبیاء کا ایک مستقل باب ترتیب دیا ہے جس کا آغاز کرتے ہوئے فرماتے ہیں "بدانکہ حیاتِ انبیاء صلوات اللہِ وسلامہ

علیہم اجمعین متفق علیہ است میانِ علمائے امت وہیچ کس را خلاف نیست در آں کہ آں کامل تر و قوی تر از وجودِ حیاتِ شہدا و مقاتلین فی سبیل اللہ است کہ آں معنوی اُخروی است عنداللہ و حیاتِ انبیاء حیاتِ حسی دنیاوی است الیٰ آخرہٖ۔

ترجمہ:۔ جان تو کہ انبیاء صلوات اللہ وسلامہٗ علیہم اجمعین کے حیات ہونے پر پوری امت کے علماء کا اتفاق ہے اور کسی شخص کو بھی اس سے اختلاف نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو جو زندگی حاصل ہے وہ شہیدوں اور خدا کی محبت کے قتیلوں یعنی اولیا اللہ کی حیات سے کامل تر اور قوی تر ہے کیونکہ شہدائے کرام اور اولیائے عظام کو جو زندگی حاصل ہے وہ عنداللہ معنوی و اخروی ہے (انسان کے فہم و ادراک میں نہیں آسکتی۔ وحی کے ذریعہ معلوم ہوسکتی ہے)۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کو جو زندگی حاصل ہے وہ حسی اور دنیاوی ہے۔ الیٰ آخرہٖ۔

ازاں بعد شیخ محقق رحمت اللہ علیہ نے اپنے دلائل میں سب سے پہلے جو حدیث بطور دلیل پیش کی ہے ذرا وہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

انبیاء علیہم السّلام حیات ہیں

اور اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں

غلام جیلانی۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حیاتِ انبیاء کا ثبوت دیتے ہوئے سب سے پہلے جو حدیث بطور دلیل لائے ہیں وہ یہ ہے کہ۔

ابو یعلی بنقل ثقات از روایت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آوردہ۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ۔ ابو یعلی احمد بن علی بن مثنّٰی الموصلی صاحب مسند کبیر نے ثقہ راویوں کی صحیح اسناد سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء اللہ زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

عبدالوہاب۔ نماز پڑھنا تو واقعی زندوں کا خاصہ ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! اور صحاح ستہ کی کتابوں میں متعدد ایسی احادیث موجود ہیں جن سے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا ثابت ہے۔ ایسی چند ایک حدیثیں سماعت فرمایئے،

عبدالوہاب۔ ارشاد!

سیّدنا حضرت موسٰے علیہ السّلام کا اپنی قبر شریف میں نماز پڑھنا

غلام جیلانی۔ صحیح مسلم شریف کتاب الفضائل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَیْتُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ

Marfat.com

هٰذَا بِ مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ ۔

ترجمہ :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شبِ معراج موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا (اور ہداب کی روایت میں ہے کہ مَرَرْتُ یعنی میرا گذر ہوا) سرخ ریت کے ایک ٹیلے کے قریب اور وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

علاوہ ازیں صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں انہیں معنوں کی ایک اور حدیث بھی موجود ہے۔

عبدالوہاب ۔ ارشاد !

حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا نماز پڑھنا

غلام جیلانی ۔ صحیح مسلم شریف کتاب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حدیث مروی ہے ۔ وَهُوَ هٰذَا :۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِی الْحِجْرِ وَقُرَیْشٌ تَسْاَلُنِیْ عَنْ مَسْرَایَ فَسَاَلَتْنِیْ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْهَا فَکُرِبْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ مَا یَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا

Marfat.com

أُنْبِئْتُهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِيْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا
مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ
مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَإِذَا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ
يُّصَلِّيْ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِيُّ وَ
إِذَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ
صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا
فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِيْ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ
صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِيْ بِالسَّلَامِ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اپنے آپ کو
حجر کے مقام پر اس حال میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے رات کو
بیت المقدس کے سفر کے متعلق سوال کر رہے تھے اور وہاں کی علامات
اور نشانیاں (مثلاً اس کے دروازے اور کھڑکیاں وغیرہ) پوچھ رہے
تھے۔ میں نے ان چیزوں کی طرف توجہ نہ کی تھی۔ پس مجھے اس قدر اندوہ
محسوس ہوا کہ اتنا کبھی نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے بیت المقدس کو
اونچا اٹھا دیا اور میرے نزدیک کر دیا (یعنی سینکڑوں میلوں کی مسافت
کے وہ تمام حجابات جو مکہ معظمہ اور بیت المقدس کے درمیاں حائل تھے
دور کر دیئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کو اپنے
کف دست کی طرح بالکل قریب دیکھا) حضور نے فرمایا میں بیت المقدس
کو دیکھ رہا تھا اور جو کچھ وہ پوچھتے تھے اس کی خبر دیتا جاتا تھا
(شب معراج) میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا

Marfat.com

اچانک میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں وہ گھنگریالے بالوں والے سبک اندام مرد ہیں۔ گویا کہ وہ شنوءہ قبیلہ کے ایک فرد ہیں پھر اچانک دیکھا کہ عیسٰے علیہ السلام بھی وہاں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ مشابہت میں سب سے زیادہ ان کے قریب عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ پھر اچانک میں نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارا صاحب یعنی خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس پھر نماز کا وقت ہو گیا۔ میں تمام انبیاء علیہم السلام کا امام بنا (یعنی آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی نبی ہوئے ہیں سب مقتدی تھے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی) پس جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کسی نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جہنم کا داروغہ ہے اسے سلام کیجئے۔ پس میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے سلام کرنے میں ابتدا کی یعنی میرے السلام علیکم کہنے سے پیشتر ہی اس نے السلام علیکم کہہ دیا۔

عبدالوہاب۔ اس حدیث سے تو تمام انبیاء علیہم السلام کا نماز پڑھنا ثابت ہوا۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! اور ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور سے تو پنجگانہ نماز کے وقت ایک ہمہمہ بلند ہوتا سنا گیا۔ حدیث ملاحظہ فرمایئے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

Marfat.com

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور سے پنجگانہ نماز کے وقت ایک ہمہمہ سنا گیا

غلام جیلانی۔ مشکوٰۃ المصابیح باب الکرامات فصل دوم میں حضرت سعید بن عبدالعزیز سے روایت منقول ہے وَھُوَ ھٰذَا:
عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ۔ قَالَ لَمَّا کَانَ اَیَّامُ الْحَرَّۃِ لَمْ یُؤَذَّنْ فِیْ مَسْجِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا وَّلَمْ یُقَمْ وَلَمْ یَبْرَحْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ الْمَسْجِدَ وَکَانَ لَا یَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا بِھَمْھَمَۃٍ یَّسْمَعُھَا مِنْ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ۔
ترجمہ:۔ سعید بن عبدالعزیز مفتیٔ اہلِ شام جو ثقہ تبع تابعین میں سے ہیں انہوں نے فرمایا کہ واقعۂ حرہ کے ایام میں مسجد نبوی میں تین دن تک نہ اذان ہوئی نہ اقامت کہی گئی۔ اور حضرت سعید بن مسیب جو کبار تابعین میں سے تھے مسجد سے باہر نہ نکلے وہ سوائے اس خفی آواز کے جو پانچوں نمازوں کے وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے سنائی دیتی تھی۔ اور کسی ذریعہ سے نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے (دارمی)

عبدالوہاب۔ خیر آپ کے پیش کردہ ان حوالہ جات سے

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام اور شہدائے کرام کی حیات کا ثبوت تو ملتا ہے لیکن اولیاء اللہ کی حیات کے متعلق آپ نے اب تک کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔

غلام جیلانی۔ برادرِ عزیز! کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ روحِ انسانی ایک غیر فانی چیز ہے اور جسمانی موت کے بعد بھی وہ زندہ اور باقی رہتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں کہ "دوستو! اگر تم فقہا اور متکلمین کے اس مذہب کے پیرو ہو جو یہ کہتے ہیں کہ انسان موت کے بعد قطعاً فنا ہو جاتا ہے اور دوبارہ پھر اس کو بعد موت کے وجود میں لایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسا آدمی اندھا ہے۔ وہ نہ مقلد ہے اور نہ خود ہی حقیقت میں نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اگر وہ اہلِ بصیرت میں سے ہوتا تو سیدھی سادھی بات سمجھ میں آجانی چاہیئے کہ جسمانی موت روح سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور اگر مقلد ہوتا تو قرآن مجید اور احادیث نبوی پر ایمان لاتا۔ کہ انسان کی روح جسمانی موت کے بعد بھی زندہ اور باقی رہتی ہے۔

عبدالوہاب۔ مطلب یہ کہ جسمانی موت روح سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ یعنی ہر انسان خواہ وہ نیک ہو یا بد ہو جسمانی طور پر مر جانے کے بعد روحانی طور پر زندہ رہتا ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! قبر میں جو عذاب یا راحت انسان کو حاصل ہوتی ہے اس کا تعلق انسان کی روح کے ساتھ ہی ہے۔ اگر

Marfat.com

جسمانی موت کے ساتھ روح انسانی بھی مرجاتی ہے تو بتایئے عذاب قبر کس پر ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم میں وارد ہے۔

" اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ (المومن-۵)

ترجمہ:- وہ لوگ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ اور جب قیامت قائم ہوگی (تو حکم ہوگا) کہ آلِ فرعون یعنی فرعون اور اس کے پیروکار لوگوں کو سخت عذاب (جہنم) میں داخل کر دو۔

عبدالوہاب۔ تو اس کا مطلب یہ کہ کفار اپنی قبروں میں یا اپنی برزخی زندگی میں عذاب الٰہی میں مبتلا ہیں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ روح انسانی جسمانی موت کے بعد زندہ اور باقی رہتی ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! تو اب ملاحظہ فرمایئے کہ جب ہر انسان کی روح مرنے کے بعد زندہ اور باقی رہتی ہے۔ تو اولیاء اللہ کے حیات ہونے میں آپ کو شبہ کس وجہ سے ہے؟ اور میرے بھائی اولیاء اللہ کو اخروی زندگی میں وہ مقام حاصل ہوگا۔ کہ شہداء بلکہ انبیاء علیہم السلام بھی اس پر رشک کریں گے۔

عبدالوہاب۔ انبیاء علیہم السلام بھی رشک کریں گے؟

غلام جیلانی۔ جی ہاں! حدیث ملاحظہ فرمایئے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

اولیاء اللہ کے مراتب رفیعہ ومنازل شریفہ

غلام جیلانی۔ ترمذی شریف باب ماجاء فی الحب فی اللہ

Marfat.com

اور مشکوٰۃ المصابیح باب الحب فی اللہ ومن اللہ کی فصل ثانی میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَحَابُّوْنَ فِيْ جَلَالِيْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری عظمت وجلال کے سبب جو لوگ آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔ اُن کے لئے نور کے منبر ہونگے اور ان پر انبیاء اور شہدا ء رشک کریں گے۔

عبد الوہاب۔ تو اس حدیث سے تو یہ ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ کو انبیاء اور شہداء سے بھی زیادہ شرف وفضیلت حاصل ہے حالانکہ بنی نوع انسان کے لئے سب سے بلند مرتبہ نبوت کا ہے۔ انبیاء علیہم السلام حق تعالیٰ کے خاص برگزیدہ بندے ہوتے ہیں۔ اللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اور پھر فرمایا کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ۔ ان آیات کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام علی الاطلاق افضل الناس ہیں اور شہداء کی فضیلت بھی کتاب وسنت سے ثابت ہے پھر ان کا اولیاء اللہ پر رشک کرنا چہ معنی دارد؟

غلام جیلانی۔ اشعۃ اللمعات میں حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس اشکال کے مختلف

Marfat.com

جواب دیئے ہیں۔ لیکن سب سے بہتر جواب وہی ہے جو انہوں نے سب سے پہلے نمبر پر تحریر فرمایا ہے۔ اور وہ یہ کہ "مے گویند کہ مراد از غبط اینجا استحسان و ثنا است نہ حقیقت معنی او کہ طلب مثل آنچہ ایشاں دارند یعنی انبیاء و شہداء بر ایشاں ثنا گویند و مقام ایشاں را استحسان نمایند۔

ترجمہ۔ اہل علم لوگ یہ کہتے ہیں کہ غبط کے لفظ سے مراد اچھا سمجھنے اور تعریف کرنے کے ہیں حقیقی معنی مراد نہیں کہ "جو کچھ وہ رکھتے ہیں یعنی اولیاء اللہ کو جو مراتب اور درجات حاصل ہوں گے انبیاء اور شہداء ان مراتب کی طلب اور تمنا کریں گے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ انبیاء اور شہداء ان کے مراتب اور درجات کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور ان کی تعریف کریں گے۔ اس بحث کے آخر میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "پوشیدہ نماند کہ اشکال مذکور در انبیاء صعوبتے دارد امّا در شہداء نہ چنیں است چہ درجۂ قتیلِ محبتِ الٰہی شاید کہ کمتر از شہید بود بلکہ بیشتر از آں باشند۔ واللہ اعلم۔"

ترجمہ:۔ مخفی نہ رہے کہ اشکال مذکور انبیاء کے متعلق تو واقعی حل طلب تھا (جو حل کر دیا گیا) لیکن شہداء کے متعلق ایسا ہرگز نہیں کہ شاید قتیلِ محبتِ الٰہی (ولی اللہ) کا مرتبہ شہید سے کمتر ہو۔ بلکہ قتیلِ محبتِ الٰہی کا مرتبہ شہید بشمشیر اعداء اللہ سے بلند تر ہوتا ہے۔

عبد الوہاب۔ تو اس کا مطلب یہ کہ قتیلانِ محبتِ الٰہی یعنی

Marfat.com

اولیاء اللہ بھی "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ" کے حکم میں شامل ہیں۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں! اور شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا وہ بیان جو انہوں نے "حیاتِ انبیاء" کے باب کا آغاز کرتے ہوئے مدارج النبوت جلد دوم میں تحریر فرمایا ہے۔ آپ سن چکے ہیں اس پر ایک مزید غور کر کے دیکھ لیجئے کہ وہ کتاب و سنت کے بالکل مطابق اور واجب العمل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "بدانکہ حیاتِ انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین متفق علیہ است میانِ علمائے امت و ہیچ کس را خلاف نیست در آں کہ آں کامل تر و قوی تر از وجودِ حیاتِ شہداء و مقاتلین فی سبیل اللہ است کہ آں معنوی اخروی است عنداللہ وحیاتِ انبیاء حیاتِ حسّی دنیاوی است۔" (اس عبارت کا ترجمہ پہلے ہو چکا ہے۔ گزشتہ صفحوں میں ملاحظہ فرمایئے)

عبدالوہاب ۔ خیر میں آپ کے دلائل کو صحیح تسلیم کرتا ہوں۔ اور اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم بحیاتِ حسّی و دنیاوی حیات ہیں نیز اولیاء اللہ کے متعلق بھی تسلیم کرتا ہوں کہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

غلام جیلانی ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

★

Marfat.com

مسئلہ ثانی

"بحث حاضر و ناظر"

عبدالوہاب۔ اچھا تو چلیئے اب دوسرے مسئلہ پر اظہار خیال فرمائیے۔ نفسِ مسئلہ یہ ہے کہ تاریخ و سیر کی مستند کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عساکرِ اسلامیہ اور بعض افرادِ امت کی امداد فرمانے کے جو واقعات مذکور ہیں یا مثلاً گذشتہ پاک و بھارت کی جنگ میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہود حضور کی جو خبریں اخبارات میں شائع ہوئیں۔ کیا ان روایات کے پیش نظر کتاب و سنت کی روشنی میں یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں۔ احوالِ امت سے باخبر ہیں اور مشکلات میں امت کی مدد فرماتے ہیں۔

غلام جیلانی۔ برادرِ عزیز! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ یہ مسئلہ بعض حضرات کے نزدیک کفر اور اسلام کی حدِ فاصل قرار پا چکا ہے حتیٰ کہ بعض اکابر علماء آپس میں ایک دوسرے پر کفر کے فتوے صادر فرما چکے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ اور صورت حال یہ ہے کہ اب یہ مسئلہ علماء سے گذر کر عوام میں بھی پھیل چکا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ عوام اس قسم کے علمی مسائل کو دلائل سے حل کرنے کی بجائے ہاتھوں

Marfat.com

سے حل کرنے کے زیادہ معتقد ہوتے ہیں۔ لہذا ہر مسجد میں۔ ہر گلی کی نکڑ پر بڑے جوش و خروش کے ساتھ یہ مسئلہ حل ہو رہا ہے اب میرے اور آپ جیسے معمولی طالب علموں کو خواہ مخواہ اس میں دخل انداز ہونے کی ضرورت نہیں۔

عبدالوہاب۔ خیر ٹھیک ہے کہ آجکل یہ مسئلہ بڑا معرکہ آرا مسئلہ بن چکا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اس موضوع پر گفتگو ہی نہ کریں سیدھی سادی بات ہے کہ اس سلسلہ میں جو کچھ آپ نے سمجھ رکھا ہے مجھے بھی سمجھا دیں اور جو کچھ میں سمجھے ہوئے ہوں وہ آپ کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ اگر ہم ایک دوسرے پر اپنا علمی تفوق جتلانے اور صرف اپنی ہی بات منوانے کے جذبہ سے بالاتر رہتے ہوئے محض تلاش حق کے لئے ہی گفتگو کریں گے تو یقیناً کسی نہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ سہ

نقطۂ نیست و بلندی نیست مارا در سخن
گفتگو یکدست مانند قلم داریم ما

غلام جیلانی۔ اگر اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کا آپکو زیادہ ہی شوق ہے تو بسم اللہ! چشم ما روشن دل ماشاد۔ مجھے بھی کوئی عذر نہیں۔

عبدالوہاب۔ اچھا تو میں کہتا ہوں کہ کسی مخلوق کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنا اس کے عالم الغیب ہونے کا مستلزم ہے۔

اور عالم الغیب سوائے ذات رب العالمین کے اور کوئی نہیں لہذا سوائے ذات رب العالمین کے حاضر و ناظر بھی کوئی نہیں۔

غلام جیلانی۔ سبحان اللہ! بڑی جلدی فتوے صادر فرما دیا۔

Marfat.com

مسئلہ کا مفہوم سمجھنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی لیکن بقول شاعر ؎

آنکہ تامل نکند در جواب
بیشتر آید سخنش ناصواب

عبدالوہاب ۔ اچھا تو بتایئے کیا مفہوم ہے معتقدین حضرات کے نزدیک حاضر و ناظر کا ؟

مسئلہ حاضر و ناظر کا مفہوم

غلام جیلانی ۔ معتقدین حضرات کے نزدیک اس کا مفہوم اور اس کے لئے لازم امور یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھے اور دور و قریب کی آوازیں سنے ۔ یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے اور صدہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے ۔ یہ رفتار خواہ روحانی ہو یا جسم مثالی کیساتھ ہو یا اسی جسم کے ساتھ ہو جو قبر میں مدفون یا کسی جگہ موجود ہو (جاءالحق وزھق الباطل)

عبدالوہاب ۔ تو اس کا ملخص یہ ہوا کہ :-

۱ - قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ مقیم رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھ سکتا ہے ۔ یعنی کہ وہ عالم الغیب ہوتا ہے ۔
۲ - وہ دور و نزدیک کی آوازیں سن سکتا ہے ۔
۳ - وہ آن واحد میں تمام عالم کی سیر کرسکتا ہے ۔
۴ - وہ صدہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کرسکتا ہے ۔

Marfat.com

غلام جیلانی۔ جی ہاں! ٹھیک تجزیہ کی آپ نے!
عبدالوہاب۔ تو کیا آپ اس عقیدہ کو صحیح سمجھتے ہیں؟
غلام جیلانی۔ جی ہاں! بالکل صحیح سمجھتا ہوں۔
عبدالوہاب۔ لیکن یہ عقیدہ سراسر شرک سے لبریز ہے۔
غلام جیلانی۔ مگر آپ کی پسند یا ناپسندیدگی شرک و توحید اور کفر واسلام کا مابہ الامتیاز قرار نہیں دی جاسکتی کیونکہ آپ نہ تو خداوند کریم ہیں اور نہ نبی علیہ السلام ہیں۔
عبدالوہاب۔ میں خداوند کریم اور نبی علیہ السلام کے فرامین کی روشنی میں کہہ رہا ہوں کہ اس عقیدہ کے ہر چہار اجزاء شرک ہیں اس لئے یہ عقیدہ سراسر شرک ہے۔
غلام جیلانی۔ آپ کے نزدیک شرک کے کیا معنی ہیں؟
عبدالوہاب۔ شرک کے معنی تو مجھے معلوم نہیں البتہ اس بات کا مجھے اچھی طرح علم ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنا شرک ہے۔ کیونکہ تقویۃ الایمان مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند کے صفحہ پر لکھا ہے کہ "سمجھنا چاہیئے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے بلکہ شرک کے معنی یہ کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کیواسطے نشان بندگی کے ٹھہرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا۔ اور اس کے نام کا جانور کرنا۔ اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ پھر اللہ

Marfat.com

سے چھوٹا ہی سمجھے اور اس کی مخلوق اور اسی کا بندہ .... الخ۔

غلام جیلانی۔ برادرِ عزیز! معتقدین حضرات کے نزدیک حاضر ناظر کا مفہوم یہ ہے کہ "کوئی قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ پر مقیم رہ کر تمام عالم کو اپنے کفِ دست کی طرح دیکھے"۔ اور آپ فرما رہے ہیں کہ یہ وصف محض ذاتِ رب العالمین کے لئے ہی مختص ہے میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ حق تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو کسی ایک ہی جگہ پر مقیم سمجھتے ہیں۔

عبدالوہاب۔ نہیں۔ حق تعالیٰ کی ذات پاک تو فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ہے۔

غلام جیلانی۔ بالکل ٹھیک فرمایا آپ نے۔ واقعی رب تعالیٰ کی ذات کسی مخصوص جگہ پر مقیم نہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمت اللہ علیہ اپنی کتاب "المرشد الامین مطبوعہ" اردو منزل کشمیری بازار۔ لاہور" کے صفحہ ۲ پر "اعتقادات"۔ "عقیدہ اہل سنت والجماعت" کے باب میں زیرِ عنوان "تنزیہہ" تحریر فرماتے ہیں کہ "وہ (رب تعالیٰ کی ذات پاک) نہ کوئی جسم ہے جس کی صورت ہو۔ نہ جوہر ہے جس کی حد و مقدار ہو۔ وہ نہ اجسام کی طرح پیمائش و انقسام قبول کرتا ہے۔ نہ وہ خود جوہر ہے۔ نہ اس میں دوسرے جواہر حلول کر سکتے ہیں۔ وہ عرض بھی نہیں ہے اور نہ اس میں اعراض حلول کر سکتے ہیں۔ نہ وہ کسی موجود کی طرح ہے اور نہ اس کی طرح کوئی دوسرا موجود ہوتا ہے۔ وہ نہ کسی چیز کی طرح ہے اور نہ کوئی چیز اس کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پیمائش کی حدیں گھیر نہیں سکتیں۔ نہ اقطار کے کنارے

Marfat.com

اس پر حاوی ہو سکتے ہیں۔ نہ جہات اس کو محیط ہو سکتی ہیں اور نہ زمین و آسمان کی پہنائیاں اس کو اپنے اندر لے سکتی ہیں وہ عرشِ عظیم پر اس طرح ہے جس طرح اس نے کہا ہے۔ اور اس مفہوم و معنی کیساتھ جو اس نے مراد رکھی ہے۔ وہ تماس استقرار۔ تمکن۔ حلول اور انتقال کے ہر مفہوم سے منزّہ ہے۔ اس کو عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے نہیں ہے۔ بلکہ عرش اور حاملین عرش خود اس کی قدرت سے قائم ہیں۔ اور اسی کے قبضہ میں ہیں۔ وہ عرش کے اوپر ہے اور ہر چیز کے اوپر ہے۔ تحت الثریٰ تک ہر چیز کے اوپر۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ عرش اور آسمان سے قریب تر ہے اور زمین و تحت الثریٰ سے بعید تر۔ بلکہ عرش سے بدرجہا بلند ہے جیسے ثریٰ سے بدرجہا بلند ہے۔ اور اس کے باوجود وہ ہر موجود سے قریب ہے۔ وہ اپنے بندوں سے ان کی شہ رگوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ ہر چیز پر "حاضر" ہے۔ اس کی قربت اجسام کی قربت سے مشابہ نہیں۔ جیسے اس کی ذات اجسام کی ذات سے مشابہ نہیں۔ الیٰ آخرہٖ۔"

عبد الوہاب ۔ مطلب یہ کہ خالق کے حاضر ناظر ہونے اور مخلوق کے حاضر ناظر ہونے میں کسی قسم کی کوئی مشابہت نہیں کیونکہ اس کی قربت اجسام کی قربت سے مشابہ نہیں جیسے اس کی ذات اجسام کی ذات سے مشابہ نہیں۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں! اور شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ جلد دوم کے صفحہ ۶۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "پوشیدہ نماند کہ بعد از اثبات حیات

حقیقی حسی دنیاوی۔ اگر بعد ازاں گویند کہ حق تعالیٰ حبیب شریف را حالتے وقدرتے بخشیدہ است کہ در ہر مکانے کہ خواہد تشریف بخشد۔ خواہ بعینہ یا بامثال۔ خواہ بر آسمان یا بر زمین۔ خواہ در قبر شریف یا بغیر وے بیز صورتے دارد۔ باوجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ہمہ حال"۔

ترجمہ: مخفی نہ رہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات حقیقی حسی۔ دنیاوی ثابت کرنے کے بعد اگر عارف لوگ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ حق سبحانہ' وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی شان اور قدرت عطا فرما رکھی ہے کہ آپ آسمانوں پر یا زمین پر۔ قبر شریف میں یا کسی دوسرے مقام پر جس جگہ اور جہاں کہیں بھی چاہیں بعین ذات بابرکات خود یا مثالی وجود باوجود کیساتھ اس جگہ یا مکان کو اپنے شہود حضور عالیہ سے مشرف فرما سکتے ہیں تو یہ بالکل صحیح اور درست ہے اور اس کے باوجود بہمہ حال قبر شریف کے ساتھ خاص تعلق قائم رہتا ہے۔

عبد الوہاب۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبر شریف میں قیام پذیر ہونے کے باوجود زمین و آسمان میں جہاں چاہیں کسی مقام کو شرف شہود مرحمت فرما سکتے ہیں۔

۲۔ اور یہ قوت حق سبحانہ' تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! اور شرک کی تعریف "اطیب البیان

Marfat.com

رد تقویت الایمان" کے صفہ ۲۲ پر درج ہے کہ "شرک وہی ہے جس کو کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نے باطل کیا یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو معبود ٹھیرانا۔ اور پھر آگے چل کر صفہ ۲۳ پر ہے کہ "حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف (کتاب الایمان باب الکبائر و علامات النفاق فصل اول کی پہلی حدیث کی شرح میں) فرماتے ہیں "بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود و در خالقیت و در عبادت" خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے۔ دوسرے یہ کہ کسی اور کو اس کے سوا حقیقۃً خالق جانے یا کہے۔ تیسرے عبادت میں کہ غیر اللہ کی عبادت کرے۔ یا اس کو مستحق عبادت سمجھے۔ ان عبارات کا خلاصہ یہ ہوا کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات و کمالات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات فقط اللہ تعالےٰ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اور فقط وہی عبادت کا مستحق ہے۔ تو اگر کوئی کسی دوسرے کو اس کی ذات یا کمالات میں غنی بالذات مانے یا مستحق عبادت ٹھہرائے وہ مشرک ہے۔ تو جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کو قدیم یعنی اس کو اپنی ذات میں غیر سے بے نیاز مانے وہ مشرک ہے جیسے ہمارے ملک کے آریہ جو اللہ کے سوا روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور ان کی ذات کو بنانے والے سے بے نیاز جانتے ہیں۔ مشرک ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کے کمالات کو ذاتی مانے اور اس کمال میں اس کو دوسرے سے غنی اور بے نیاز سمجھے تو مشرک ہے۔ خواہ وہ کمال علم ہو یا قدرت۔ یا حیات

Marfat.com

یا سمیع یا بصیر جیسا کہ ستارہ پرستوں کا خیال ہے کہ عالم کے تغیرات کواکب کی تاثیرات سے ہیں اور کواکب ان تاثیرات میں غنی بالذات ہیں کسی کے محتاج نہیں۔ یہ عقیدہ بھی شرک ہے اور ایسا اعتقاد رکھنے والے مشرک۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کی عبادت کرے جس کو ہندی میں پوجا اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں وہ بھی مشرک ہے۔ جیسے بت پرست جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پرستش کا مستحق جانتے ہیں یہ بھی مشرک ہیں۔ لیکن جو لوگ اللہ کے عطا کئے ہوئے کمالات اس کے بندوں کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ اور کمالات کو عطائے الٰہی جانتے ہیں وہ مشرک نہیں مثلاً کوئی شخص آدمی کو سمیع بصیر کہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو سمیع بصیر عطا فرمائی تو وہ مومن ہے۔ موحّد ہے۔ مشرک نہیں۔ مشرک جب ہوتا جبکہ یہ اعتقاد کرتا کہ انسان کے لئے سمیع بصر ذاتی ہے۔ اور وہ اس میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا ہے فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا لیعنی ہم نے انسان کو صاحب سمع و بصر کیا۔ باوجودیکہ قرآن پاک ہی میں سمیع و بصیر اللہ تعالےٰ کی صفات میں وارد ہے لیکن پھر بھی انسان کو سمیع و بصیر فرمایا۔ یہ شرک نہیں ہوا۔ کیونکہ انسان کے لئے جو سمع و بصر ثابت کی گئی ہے وہ عطائے الٰہی سے ہے۔ تو وہ بے نیاز نہ ہوا۔ لہذا شرک نہیں۔ یہ بات خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لئے کسی ایک ذرہ پر قدرت یا اختیار یا علم ثابت کرنا اگر بالذات ہو تو شرک ہے اور اللہ تعالےٰ کی عطا سے ماننا

Marfat.com

شرک نہیں ۔

عبدالوہاب ۔ آپ کی ان محولہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ

۱۔ اللہ تعالٰی ہر چیز پر حاضر ہے ۔ اس کی قربت اجسام کی قربت کے مشابہ نہیں ۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی نے یہ قوت عطا فرما رکھی ہے کہ آپ زمین و آسمان کے ہر مقام پر جہاں بھی چاہیں شہود فرما سکتے ہیں ۔

۳۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لئے کسی ایک ذرہ پر قدرت یا اختیار یا علم ثابت کرنا اگر بالذات ہو تو شرک ہے اور اللہ تعالٰی کی عطا سے ماننا شرک نہیں ۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا قرآن کریم سے کسی مخلوق کا ہر جگہ حاضر ناظر ہونا ثابت ہے ؟

غلام جیلانی ۔ بھائی جان حاضر ناظر سے اہل سنت و جماعت بریلوی حضرات ایک ہی جگہ مقیم رہ کر تمام عالم کو کف دست کی طرح دیکھنا مراد لیتے ہیں ۔ اور یہ خارق عادت امر قرآن کریم میں بعض جلیل القدر انبیاء علیہم السلام ۔ اولیائے کرام نیز ملائکہ کے لئے حتیٰ کہ اسفل السافلین درجہ کی مخلوق یعنی شیاطین کے لئے بھی صریح الفاظ میں موجود ہے ۔ مثلاً سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق وارد ہے کہ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (البقرہ ۔۴)

ترجمہ :۔ اور اللہ تعالٰی نے آدم (علیہ السلام) کو تمام (اشیاء کے) نام بتلائے پھر ان سب اشیاء کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا ۔ سچے ہو ۔ تو

Marfat.com

ان کے نام بتاؤ۔

تفسیر بیضاوی میں عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا کی تفسیر ہے "اَلْھَمَہٗ مَعْرِفَۃَ ذَوَاتِ الْاَشْیَاءِ وَخَوَاصِّھَا وَاَسْمَآءِھَا وَاُصُوْلِ الْعُلُوْمِ وَقَوَانِیْنَ الصِّنَاعَاتِ وَکَیْفِیَّتَ آلَاتِھَا۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو ذواتِ اشیاء ان کے خواص اور ان کے اسماء۔ اصولِ علوم۔ قوانینِ صناعات اور انکے آلات کی کیفیت کی معرفت کا الہام کیا۔

تفسیر حسینی میں ہے" وبیاموخت حق سبحانہٗ و تعالےٰ مر آدم راکہ خلیفہ عبارت از وبود۔ نامہائے مخلوقات ہمہ آں از علویات و سفلیات پس عرض کرد۔ اشخاصِ آں مسمیات را بر فرشتگان"۔

ترجمہ:- اور حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو (جنہیں خلیفہ بنانا اس کی مشیت تھی) ارضی وسماوی تمام مخلوق کے نام سکھا دیئے بعد ازاں ان مسمّیات کی ذوات و اشخاص کو فرشتوں کے پیش کیا مطلب یہ کہ رب تعالےٰ نے زمین و آسمان کی تمام مخلوق کو آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کو اپنے کف دست کی طرح دیکھا۔ اور فرشتوں کو ہر چیز کا نام بتایا اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں وارد ہے۔ کہ:-

" وَکَذٰلِکَ نُرِیْۤ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ۝ (الانعام - ۹) ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ اور

Marfat.com

اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔ دُرّ منثور اور خازن میں ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صخرہ (پتھر) پر کھڑا کیا گیا۔ اور آپ کے لئے سماوات مکشوف کئے گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے عرش و کرسی اور آسمانوں کے تمام عجائبات اور جنت میں اپنے مقام کا معائنہ فرمایا۔ آپ کیلئے زمین کشف فرمادی گئی یہاں تک کہ آپ نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائبات دیکھے۔

عبدالوہاب۔ خیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے تو یہ ثابت ہے لیکن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو یہ ثابت نہیں

غلام جیلانی۔ برادر عزیز! ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے حسنہ میں ہی شاہد اور شہید کے دو نام شامل ہیں اور ان دونوں کے معنی حاضر و ناظر کے ہیں۔ تفسیر بیضاوی میں سورہ بقرہ کی آیۂ کریمہ " وَادْعُوْا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ " کی تفسیر میں شہداء کے معنی درج ہیں کہ " وَالشُّهَدَاءُ جَمْعُ شَهِيْدٍ بِمَعْنَى الْحَاضِرِ اَوِ الْقَائِمِ بِالشَّهَادَةِ اَوِ النَّاصِرِ اَوِ الْاِمَامِ وَكَاَنَّهُ سُمِّيَ بِهٖ لِاَنَّهُ يَحْضُرُ النَّوَادِيَ وَتُبْرَمُ بِمَحْضَرِهِ الْاُمُوْرُ اِذِ التَّرْكِيْبُ لِلْحُضُوْرِ اِمَّا بِالذَّاتِ اَوْ بِالتَّصَوُّرِ " یعنی شہداء جمع ہے شہید کی جس کے معنی ہیں حاضر یا قائم بالشہادت یا ناصر یا امام گویا کہ اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ مجالس میں حاضر ہوتا ہے کیونکہ (ش۔ ہ۔ د) کی یہ ترکیب حضور یعنی حاضر ہونے کے معنی کے لئے ہی ہے خواہ بالذات ہو خواہ بالتصور ہو۔ علاوہ ازیں اولیاء اللہ کے متعلق بھی قرآن کریم

Marfat.com

میں رویت غائب کا واقعہ موجود ہے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

غلام جیلانی۔ سورہ النمل میں ارشاد باری ہے۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ (النمل۔ ۴۰)۔

ترجمہ:۔ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ میں اُسے طرفۃ العین میں آپ کے حضور میں حاضر کر دوں گا۔" مطلب یہ کہ جب بلقیس کے بھیجے ہوئے تحفے حضرت سلیمان علیہ السلام نے واپس لوٹا دیئے اور بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے اپنے پایۂ تخت "سبا" سے چل پڑی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بلقیس کے ہمارے حضور میں حاضر ہو کر مسلمان ہونے سے پیشتر اس کا تخت ہمارے پاس کون لا سکتا ہے؟ ایک عفریت نے کہا کہ میں وہ تخت آپ کے کچہری برخاست کرنے سے پیشتر حاضر خدمت کر سکتا ہوں۔ لیکن وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا یعنی آصف برخیا نے کہا کہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پیشتر حاضر خدمت کر سکتا ہوں۔ اور پھر عملی طور پر اس نے ایسا کر کے دکھا بھی دیا۔ یعنی لمحہ بھر کے عرصہ میں وہ تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے موجود تھا۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام "بیت المقدس" میں تشریف فرما تھے اور وہ تخت یمن کے پایۂ تخت "سبا" میں سات مقفل کمروں کے اندر بند تھا۔ اور بیت المقدس اور سبا کے درمیان دو مہینے کی مسافت کا بُعد تھا لیکن

Marfat.com

آصف برخیا نے بیت المقدس میں بیٹھے ہوئے اسے اپنے کف دست کی طرح دیکھا اور نہ صرف دیکھا بلکہ آن واحد میں وہاں سے اٹھا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے لا رکھا۔

علاوہ ازیں سورہ انعام کی آیہ کریمہ حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ٥ (الانعام۔۸)

ترجمہ :۔ یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے۔ ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں۔ اور وہ قصور نہیں کرتے۔ اس آیہ کریمہ کی تفسیر کے تحت روح البیان ۔خازن اور تفسیر کبیر میں ہے کہ "جُعِلَتِ الْاَرْضُ لِمَلَكِ الْمَوْتِ مِثْلَ الطَّشْتِ يَتَنَاوَلُ مِنْ حَيْثُ شَاءَ" یعنی ملک الموت کے لئے ساری زمین ایک طشتری کی مانند کر دی گئی ہے وہ جہاں سے چاہے تناول کرے۔

عبدالوہاب۔ مطلب یہ کہ ملک الموت کے لئے پورا کرۂ ارض عین اسی طرح ہے جیسا کہ ہمارے سامنے کوئی طشتری ہو اور ہم آسانی کے ساتھ جہاں سے چاہیں لقمہ اٹھا لیں۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! اور علاوہ ازیں ملاحظہ فرمایئے کہ شیطان اگرچہ اسفل السافلین درجہ کی مخلوق ہے لیکن قرآن کریم میں اس کے متعلق بھی آیہ کریمہ وارد ہے۔ کہ "إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ٥ (اعراف۔۳)۔

ترجمہ :۔ بیشک شیطان اور اس کا کنبہ تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ اور مشکوٰۃ المصابیح کتاب الاطعمہ میں حدیث منقول ہے "عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَحْضُرُ اَحَدَکُمْ عِنْدَ کُلِّ شَیْئٍ مِنْ شَاْنِہٖ حَتّٰی یَحْضُرَہٗ عِنْدَ طَعَامِہٖ۔ اِلٰی آخِرِ الْحَدِیْث۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بلاشبہ شیطان تم ہیں سے ہر شخص کے ہر کام کے وقت یعنی "در ہر امرے از امور" حاضر ہوتا ہے۔ حتّٰی کہ کھانے کے وقت بھی (حالانکہ اس وقت انسان عبادت میں مصروف نہیں ہوتا۔ کہ شیطان کو وسوسے ڈالنے کی ضرورت ہو لیکن اس وقت بھی وہ) حاضر ہوتا ہے۔

عبدالوہاب ۔ مطلب یہ کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شیطان ہر جگہ حاضر ہے اور قرآن کریم کی محولہ بالا آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ وہ اور اس کے بیشمار لشکری کسی خاص جگہ پر سے ہمہ وقت ہمیں دیکھتے ہیں۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں! تو اب ملاحظہ فرمایئے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کہا جائے کہ انہوں نے تمام اشیائے عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھا تو یہ شرک نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اگر کہا جائے کہ انہوں نے زمین و آسمان کے تمام عجائب و غرائب اپنے کف دست کی طرح ملاحظہ فرمائے تو یہ شرک نہیں آصف برخیا۔ ملک الموت حتّٰی کہ ابلیس اور اس کے لکوکہا شلونگڑوں کے متعلق بھی ایسا کہنے سے شرک کا فتوٰے نہیں لگتا۔ چاند۔ سورج

Marfat.com

ستاروں کو اگر کوئی کہہ دے کہ وہ ہر جگہ موجود ہیں تو بھی شرک کا فتوٰے نہیں لگتا۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ رب تعالٰے کے روشن کئے ہوئے سراجاً منیراً صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جب یہ کہا جاتا ہے کہ حضور شاہد اور شہید ہیں اور "حق تعالٰے جسد شریف (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) را حالتے وقدرتے بخشیدہ است کہ در ہر مکانے کہ خواہد تشریف بخشند" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۵۰) تو جھٹ فتوے لگ جاتا ہے کہ شرک ہو گیا۔ شرک ہو گیا۔

عبد الوہاب۔ خیر بھائی جان میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس عقیدہ کا مجملاً ثبوت قرآن کریم میں ضرور موجود ہے لیکن میں اس سلسلہ میں آپ سے تفصیلاً گفتگو کرنا چاہتا ہوں اور اب چونکہ وقت کافی ہو چکا ہے اجازت دیجئے۔ انشاء اللہ العزیز کل کو پھر حاضر خدمت ہونگا اور ہم اس عقیدہ کی پہلی شق کے متعلق مزید گفتگو کریں گے (اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے) اچھا۔ السلام علیکم۔

غلام جیلانی۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ (مجلس برخاست ہو جاتی ہے)

Marfat.com

مجلس سوم

خدائے را مددے اے دلیل راہِ حرم
کہ نیست بادیۂ عشق را کرانہ پدید

غلام جیلانی اپنے دار المطالعہ میں بیٹھا ہوا آج کی گفتگو میں زیر بحث آنیوالے مسائل کے لئے حوالہ جات مرتب کر رہا ہے اتنے میں اس کا بھائی مسٹر عبد الوہاب کمرے میں داخل ہوتا ہے پر خلوص اور پرتپاک علیک سلیک اور مصافحہ و معانقہ کے بعد دونوں بھائی اپنی اپنی دیر دزہ نشستوں پر بیٹھ جاتے ہیں مسٹر عبد الوہاب گفتگو کا آغاز کرتا ہے :-

عبد الوہاب ۔ بھائی جان آج ہم مسئلہ حاضر و ناظر کی شق اول کے متعلق گفتگو کریں گے ۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں ! ضرور کریں گے ۔

عبد الوہاب ۔ اس مسئلہ کی شق اول جو ہم نے قرار دی تھی وہ یہ ہے ۔ کہ " قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ مقیم رہ کر تمام عالم کو اپنے کفِ دست کی طرح دیکھ سکتا ہے یعنی کہ وہ عالم الغیب ہوتا ہے ۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں ! علم غیب بالذات محض اللہ تعالےٰ کے لئے خاص ہے اور اس کے خاص بندوں کو جو غیب کا علم حاصل ہے

Marfat.com

وہ بعطلئے الٰہی ہے۔

عبد الوہاب ۔ تو بتایئے اس مسئلے کا ماخذ کیا ہے یعنی یہ مسئلہ کس آیت یا کس حدیث سے مستنبط ہوا۔

غلام جیلانی ۔ قرآن کریم میں صریح الفاظ وارد ہیں ۔کہ :۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ (الاحزاب - ۶۰)۔

ترجمہ :۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب ۔

عبد الوہاب ۔ اس آیہ کریمہ کا یہ ترجمہ کس نے کیا ہے ؟

غلام جیلانی ۔ اعلٰے حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۔

عبد الوہاب ۔ اس ترجمہ میں یہ جو کہا گیا کہ "اے غیب کی خبریں بتانے والے" یہ اس آیہ کریمہ کے کس لفظ کا ترجمہ ہے اور پھر یہ جو کہا گیا ہے کہ "ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر" یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے ؟

غلام جیلانی ۔ "اے غیب کی خبریں بتانے والے" ترجمہ ہے یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ کا اور "بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر" یہ ترجمہ ہے "اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا" کا۔

عبد الوہاب ۔ یعنی نبی کے معنی غیب کی خبریں بتانے والا ؟ اور شاہد کے معنی حاضر ناظر

غلام جیلانی ۔ جی ہاں !

Marfat.com

عبدالوہاب - لیکن میرا خیال ہے کہ یہ ترجمہ صحیح نہیں۔
غلام جیلانی - اور میرا خیال ہے کہ آپ کا یہ خیال صحیح نہیں۔ کیونکہ "النّبی" کے معنی لغت کی کتابوں میں بھی یہی ہیں یعنی اَلْمُخْبِرُ عَنِ الْغَیْبِ اَوِ الْمُسْتَقْبِلِ بِالْہَامٍ مِّنَ اللّٰہِ ۔ اَلْمُخْبِرُ عَنِ اللّٰہِ وَمَا یَتَعَلَّقُ بِہٖ تَعَالٰی" یعنی نبی کے معنی بالہام الٰہی غیب کی یا مستقبل کی خبریں بتانے والا - اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق پتہ دینے والا - چنانچہ مصباح اللغات (مولفہ ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی استاذ دارالعلوم دیوبند مطبوعہ مکتبہ برہان - اردو بازار جامع مسجد دہلی) میں بھی "نبی" کے معنی "اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں بتانے والا - آئندہ کی پیشین گوئی کرنے والا" کے ہی درج ہیں - علاوہ ازیں شرح عقاید نسفی کی شرح "النبراس" کے صفحہ ۲۰ پر تحریر ہے - کہ قَالَ الْحُکَمَاءُ الْاِسْلَامِیُّوْنَ لَا بُدَّ فِی النَّبِیِّ مِنْ ثَلَاثَۃِ شُرُوْطٍ اَحَدُھَا الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْمُغَیَّبَاتِ وَھٰذَا بِاتِّصَالِ رُوْحِہٖ بِالْمَلٰئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ اَیْ الْعُقُوْلُ الْمُتَقَنِّنَۃُ بِصُوَرَۃِ الْکَائِنَاتِ ثَانِیْھَا اَنْ یُّطِیْعَہٗ ھَیُوْلَی الْعَنَاصِرِ فَیَتَصَرَّفُ فِیْھِمَا مِنْ قَلْبِ الْھَوَاءِ مَاءً اَوْ اِحْدَاثُ السُّحُبِ وَالْاَمْطَارِ وَالزَّلَازِلِ وَالصَّوَاعِقِ وَھٰذَا لِاَنَّ کُلَّ نَفْسٍ فَھِیَ مُتَصَرِّفَۃٌ فِیْ بَدَنِھَا فَلَا یَبْعُدُ مِنَ النَّفْسِ الْقُوَّیَۃِ اَنْ تَتَصَرَّفَ فِیْ جِسْمٍ اٰخَرَ ثَالِثُھَا اَنْ یَّرَی الْقُوَی الْمُجَرَّدَۃَ مُتَمَثِّلَۃً وَیَسْمَعُ کَلَامَھُمْ وَحْیًا - وَلٰکِنْ لَا وُجُوْدَ لِصُوَرِھِمْ وَکَلَامِھِمْ اِلَّا فِی الْحِسِّ الْمُشْتَرِکِ کَالرُّؤْیَا اِلَّا اَنَّ غَیْرَھُمْ

Marfat.com

لَا یَجِدُ نَحْوَ ذَالِكَ اِلَّا فِی النَّوْمِ وَھُمْ یَجِدُوْنَ ذَالِكَ فِی الْیَقْظَۃِ لِقُوَّۃِ نُفُوْسِھِمْ ...... الخ

ترجمہ :- جمہور متکلمین اسلامیہ کے نزدیک یہ امر مسلّم ہے کہ نبی کے وجود میں تین شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ (۱) غیوبات سے مطلع ہونا اور یہ اس لئے کہ اس کی روح کو ملائکہ مقربین یعنی نقش طراز ان صور کائنات سے اتصال حاصل ہوتا ہے (یا بالفاظ دیگر وہ قوت قدسیہ میں ملائکہ کا متجانس ہوتا ہے)

(۲) یہ کہ ہیولیٰ اور عناصر اس کے مطیع ہوتے ہیں اور وہ ان دونوں میں تصرّف کرتا ہے مثلاً ہوا کو پانی کی شکل میں بدل دینا یا بادل، بارش زلزلے اور بجلی کی کڑک وغیرہ کا احداث کرنا۔ اور یہ اس لئے کہ ہر روح اپنے بدن پر متصرّف ہوتی ہے۔ تو کسی نفس قوی سے یہ امر محال نہیں کہ وہ کسی دوسرے جسم پر بھی متصرّف ہو۔ اور

(۳) یہ کہ وہ قوائے مجردہ اور متمثلہ کو دیکھ لیتا ہے اور انکا کلام سُن لیتا ہے لیکن قوائے مجرّدہ اور متمثلہ کی صورتوں کا وجود اور انکا کلام خواب کی طرح حسّ مشترک میں ہی ہوتا ہے اور عوام پر اس قسم کے امور صرف خواب میں ہی منکشف ہوتے ہیں لیکن انبیا علیہم السلام پر ان کی روحانی قوت کی وجہ سے عالم بیداری میں ہی ایسے امور ظاہر ہو جاتے ہیں۔

عبدالوہاب۔ لیکن بھائی جان میں کہ عبدالوہاب متعلم بی۔ اے کلاس ہوں سوائے قرآن اور حدیث کے کسی کی کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ قرآن کریم میں متعدد آیات کریمہ سے ثابت ہے

Marfat.com

کہ غیب کا علم سوائے ذات رب العالمین کے اور کسی کو نہیں۔ مثال کے طور پر چند آیات ملاحظہ ہوں۔

آیت نمبر ۱ - وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ط (الانعام - ۷) ترجمہ - اور اسی کے پاس کنجیاں غیب کی ہیں نہیں جانتا ان کو مگر وہی۔

آیت نمبر ۲ - قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (نمل - ۱) ترجمہ۔ کہو نہیں جانتے جتنے لوگ ہیں آسمانوں میں اور زمین میں غیب کو مگر اللہ اور نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

آیت نمبر ۳ - اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (لقمٰن - ۴) ترجمہ - بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی۔ اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ کہ مادہ کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا ہے کوئی کہ کیا کرے گا کل اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مریگا۔ بیشک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار۔

غلام جیلانی۔ برادر عزیز یہ آیات جو آپ پیش کر رہے ہیں ان آیات میں ذاتی علم غیب مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا بذاتہ عالم الغیب کوئی نہیں۔ عطائی غیب کی ان آیات میں نفی موجود نہیں ہے اور نبی کے معنی اہل لغت نے حتیٰ کہ دیوبندی لغت نویسوں نے بھی بالہام الٰہی غیب کی خبریں دینے والا کے ہی لکھے ہیں۔

Marfat.com

عبدالوہاب - انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو علم غیب عطا ہونا کس آیت یا کس حدیث سے ثابت ہے؟

غلام جیلانی - متعدد آیات اور احادیث سے۔

عبدالوہاب - مثلاً؟

غلام جیلانی - مثلاً آیت ۱ - مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (آل عمران - ۱۸) -

ترجمہ:- اے منافقو! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ تمہیں غیب سے آگاہ کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔ پس تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔

آیت ۲:- عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن - ۲)

ترجمہ:- رب تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر رسولوں میں سے جسے وہ پسند کرے۔

آیت ۳:- وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ (آل عمران - ۵) ترجمہ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اور میں خبر دیتا ہوں تمہیں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔

آیت ۴ - وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (الصف - ۱)

ترجمہ:- اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہارا

Marfat.com

طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

آیت ۴:۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ (الکہف۔۱۱)

ترجمہ:۔ (خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو قتل کر دیا تھا اس کے متعلق فرمایا) اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھا دے۔ تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا فرمائے۔ رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں۔ آپ کے رب کی رحمت سے اور اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہیں کیا۔

عبدالوہاب۔ خیر ان آیات کریمہ کے پیش نظر میں تسلیم کرتا ہوں کہ عطائی علم غیب سے اللہ کے بعض مقبول بندے یقیناً سرفراز ہوئے ہیں مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کا لوگوں کو ان کا کھایا پیا اور ان کے گھروں کے اندر اندوختہ کی خبریں دینا۔ حضور سرور کائنات کے مبعوث ہونے کی پیشین گوئی

Marfat.com

کرنا بلکہ حضورؐ کا نام بتا دینا۔ اور خضر علیہ السلام کا ایک لڑکے کو دیکھ کر یہ بتا دینا کہ یہ کافر ہو گا اور پھر اسے قتل کر دینا اور اس کے نعم البدل کی پیشین گوئی کرنا اور دیوار کے نیچے خزانے کی خبر دینا اور اس کے وارثوں کا پتہ بتانا وغیرہ وغیرہ مخصوص واقعات اس عقیدہ کے موید اور مصدق ہیں۔

لیکن ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو قرآن کریم میں وارد ہے آیت ﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ﴾ (الاحقاف-۱) ترجمہ۔ تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔

غلام جیلانی ۔ برادر عزیز! اس آیہ کریمہ کے معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا وہ مجھے معلوم نہیں۔ یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے۔ مروی ہے یعنی تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۲۶ پر ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یکساں حال ہے۔ انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں۔ اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا تو اللہ تعالےٰ نے آیت ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ نازل فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضورؐ کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائیگا۔ انتظار رہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

Marfat.com

"لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ"۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی "بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا" تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا اور مومنین کے ساتھ کیا۔ دوسرا قول آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور کو اپنا بھی معلوم ہے مومنین کا بھی مکذبین کا بھی۔ معنیٰ یہ ہیں کہ دنیا میں کیا کیا جائے گا۔ یہ معلوم نہیں۔ اگر یہ معنی لئے جائیں تو بھی آیت منسوخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ بھی بتا دیا "لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اور مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور کے ساتھ اور حضور کی امت کیساتھ پیش آنیوالے امور پر مطلع فرما دیا۔ خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر درایت بمعنی ادراک بالقیاس یعنی عقل سے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو مضمون اور بھی زیادہ صاف ہے۔ اور آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا موید ہے۔ علامہ نیشاپوری نے اس آیت کے تحت میں فرمایا کہ اس میں نفی اپنی ذات سے جاننے کی ہے۔ من جہۃ الوحی جاننے کی نفی نہیں (سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی)

عبدالوہاب۔ خیر اس کے علاوہ آیت نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیے۔

غلام جیلانی۔ ارشاد!

عبدالوہاب۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف۔ ۲۳)

Marfat.com

ترجمہ:۔ فرمائیے کہ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی اور مجھے کوئی بُرائی نہ پہنچی۔ میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

غلام جیلانی ۔ برادرِ عزیز! اس آیہ کریمہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ میں اپنی ذات سے غیب نہیں جانتا۔ جو جانتا ہوں وہ اللہ تعالےٰ کی اطلاع اور اس کی عطا سے ہے۔ یعنی اس آیہ کریمہ میں بھی عطائی غیب کی نفی نہیں

عبدالوہاب :۔ اچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیب عطا ہونا کس آیہ کریمہ سے ثابت ہے؟

غلام جیلانی ۔ ملاحظہ فرمایئے اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ کہ "وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۝" (النساء - ۱۷)

ترجمہ:۔ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالےٰ نے کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ بذاتِ خود یعنی اپنے آپ نہ جان سکتے تھے۔ تفسیر جلالین میں "وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ" کی تفسیر میں تحریر ہے "مِنَ الْاَحْکَامِ وَالْغَیْبِ" علاوہ ازیں سورۂ تکویر میں وارد ہے کہ "وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ" یعنی محمد مصطفےٰ اسرارِ غیب کی تعلیم میں بخیل نہیں ہیں۔ یعنی بہت فیاض ہیں۔ شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۴۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "ہر چہ در دنیا ہست از زمانِ آدم تا نفخۂ اولیٰ بروئے منکشف ساختند۔ تا ہمہ احوال را از اول تا آخر

Marfat.com

معلوم کرد و یاران خود را بعضے از آں احوال خبر داد...... الخ۔

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے حد و حساب فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ اس بزم کائنات میں آدم علیہ السلام سے نفخہ اولے تک جو کچھ بھی ہوا یا ہوگا وہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کر دیا گیا ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے از اول تا آخر تمام مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ احوال معلوم کئے۔ ان میں سے بعض احوال کی خبریں اپنے صحابہ کرام اور اولیائے عظام کو بھی دیں چنانچہ کتب احادیث میں بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار مغیبات کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں۔ از انجملہ معدودے چند ملاحظہ ہوں۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا کَانَ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ کی تمام خبریں بیان فرمائیں

غلام جیلانی۔ صحیح مسلم شریف کتاب الفتن و اشراط الساعۃ میں حدیث وارد ہے وَھُوَ ھٰذَا۔

عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا

Marfat.com

حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا هُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ ترجمہ:۔ ابوزید یعنی عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ پس حضور نے ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر جلوس فرمایا اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور عصر کی نماز پڑھائی۔ بعد ازاں پھر منبر پر جلوس فرمایا اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تمام مَاکَانَ مَا یَکُوْنُ کے مغیبات کی خبریں دیں۔ ہم میں سب سے بڑا عالم وہ صحابی ہے جس نے ان خبروں کو سب سے زیادہ یاد رکھا۔ انہیں معنوں میں ایک اور حدیث بخاری شریف کتاب بَدْءِ الْخَلْقِ میں بھی موجود ہے وَهُوَ هٰذَا۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائے آفرینش سے آخر تک کی تمام خبریں دینا

غلام جیلانی۔ بخاری شریف میں حدیث وارد ہے عَنْ طَارِقِ ابْنِ اَبِیْ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ

Marfat.com

بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَالِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ۔

ترجمہ۔ طارق بن شہاب سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے) ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہمیں ابتدائے آفرینش سے لیکر اہل جنت لوگوں کے اپنی منزلوں میں اور اہل جہنم کے اپنی منازل میں داخل ہو جانے تک کے تمام احوال کی خبریں دیں۔ اسے جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔ بخاری شریف کے حاشیہ پر شرح درج ہے "اَلْغَرَضُ اَنَّهٗ اَخْبَرَ عَنِ الْمُبْتَدِءِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ جَمِیْعًا۔ قَالَ الطِّیْبِیْ دَلَّ ذَالِكَ اَنَّهٗ اَخْبَرَ عَنْ جَمِیْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ (کرمی) مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ نے ابتدائے آفرینش دنیا و مافیہا اور عالم آخرت کی تمام خبریں دیں امام طیبی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث دال ہے اس امر پر کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے احوالِ مخلوقات کی تمام خبریں دیں۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ یہ احادیث و آیہ کریمہ "وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ" کی پوری پوری تفسیر بیان کر رہی ہیں۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! علاوہ ازیں ترمذی شریف میں بھی انہیں معنوں کی ایک اور حدیث وارد ہے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

حدیث شریف اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں پیدا ہونے والے ہر شخص کے متعلق علم ہے کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی

غلام جیلانی - ترمذی شریف باب ماجاء اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ کِتَابًا بِاَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ اَھْلِ النَّارِ میں ایک طویل حدیث وارد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :- کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آستانۂ عالیہ سے باہر تشریف لائے اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں - فرمایا - کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیسی ہیں یعنی ان میں کیا لکھا ہوا ہے - ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ الّا کہ آپ ہمیں بتائیں - پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کتاب کے متعلق جو حضور کے دائیں ہاتھ میں تھی ارشاد فرمایا کہ یہ کتاب ہے جو کہ رب العالمین کی طرف سے ہے اس کتاب میں تمام اہل جنت کے نام اور ان کے آباو اجداد کے اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں - پھر آخر میں ان کی میزان کر دی گئی ہے اب اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نہ زیادتی کی جائے گی اور نہ کمی کی جائیگی پھر اس کتاب کے متعلق جو حضور کے بائیں ہاتھ میں تھی فرمایا کہ یہ کتاب ہے جو کہ رب العالمین کی طرف سے ہے - اس میں اہل جہنم کے نام مع ان کے آبا و اجداد اور ان کے قبائل کے درج ہیں - اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان ناموں میں یعنی اس تعداد میں نہ بیشی کی جائے گی اور نہ کمی کی جائے گی - صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر یہ کام مکمل ہو چکا ہے تو عمل کس لئے ہے پس حضور پر نور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طریق حق پر اپنے اعمال مستقیم رکھو۔ اور قرب الٰہی طلب کرو۔ بیشک بہشتی کا خاتمہ بہشتیوں کے عمل پر کیا جاتا ہے اگرچہ وہ مدت عمر میں کیسا ہی عمل کرتا رہا ہو۔ اور دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کیسا ہی عمل کرے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور کتابوں کو رکھ دیا۔

یہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الایمان بالقدر فصل ۲ میں بھی منقول ہے۔ شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ارباب مکاشفہ گویند کہ وجودِ کتاب حق است ومحمول بر حقیقت بے شائبۂ مجاز وتاویل۔ امام حجۃ الاسلام در کیمیائے سعادت گفتہ کہ امتیاز خواص از عوام بدو چیز است یکے بآنکہ آنچہ حاصل میگردد مر عامہ را از علوم بکسب وتعلّم حاصل مے شود مر خواص را بے کسب وتعلّم از نزدیک پروردگار علیم وحکیم وآنرا علم لدنی خوانند دیگر بآنکہ آنچہ عامہ در خواب بینند خواص آنرا در بیداری مشاہدہ نمائند وحکایات مشائخ دریں باب بسیار است در کتاب الرؤیا بیاید ان شاء اللہ تعالیٰ وچوں خواص امت را ایں حالت وایں رتبہ حاصل بود فکیف سید المرسلین را صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ظاہر حدیث در آں است کہ صحابہ را آں دو کتاب نیز نمود ولیکن مضمون آنچہ درآنہا بود ندانستند ومشائخ گفتہ اند ہر کہ ایں اعتقاد ندارد ایمان بحقیقت نبوت ندارد۔

ترجمہ:۔ اس حدیث میں جن کتابوں کا ذکر ہے اہل مکاشفہ کہتے ہیں کہ ان کا وجود برحق ہے اور مبنی برحقیقت ہے اس میں مجازی معنی

Marfat.com

یا کسی قسم کی تاویل کی مطلقاً آمیزش نہیں ۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیائے سعادت میں تحریر فرمایا ہے کہ عوام سے خواص کا امتیاز دو چیزوں سے ہے ۔

اولاً یہ کہ عوام جملہ علوم کسی سے حاصل کرتے اور سیکھتے ہیں ۔ لیکن خواص کو کسی کے سامنے زانوئے تعلیم خم کئے بغیر پروردگار علیم حکیم کی طرف سے ہی حاصل ہوجاتے ہیں ۔ اور اس کا نام علم لدنّی ہے دوسرے یہ کہ عوام جو مناظر عالم خواب میں دیکھتے ہیں خواص عالم بیداری میں ہی ایسے مناظر کا مشاہدہ کرلیتے ہیں ۔ اور مشائخؒ کے متعلق ایسے واقعات بے شمار ہیں ۔ انشاء اللہ العزیز ان کا ذکر کتاب الرفیاء میں آئیگا اب ذرا خیال فرمایئے کہ جب خواص امت کو یہ رتبہ اور یہ مقام حاصل ہے ۔ تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس سے بلند ترین رتبہ حاصل ہونا یقینی امر ہے ۔ بلکہ حدیث مظہر ہے ۔ کہ خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دونوں کتابیں صحابہ کرام کو بھی دکھائیں لیکن وہ ان کتابوں کے مضامین کو دیکھ نہیں سکے ۔ مشائخؒ کا فرمان ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد نہیں رکھتا اسے حقیقت نبوّت پر ایمان حاصل نہیں علاوہ ازیں موطا امام مالک نیز بخاری شریف اور مسلم شریف میں اسی مفہوم کی ایک اور حدیث بھی موجود ہے ۔

عبدالوہاب ۔ ارشاد !

(حدیث شریف اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر اس شئے کا علم تام حاصل تھا جو زمانہ سابق میں تھی یا آئندہ وجود میں آئے گی

غلام جیلانی ۔ موطا امام مالک باب "مَا اَکْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَنَّهٗ کَانَ یَرٰی مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهٖ کَمَا کَانَ یَرٰی مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ" میں حدیث وارد ہے وَهُوَ هٰذَا ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ

مصفٰی میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کا ترجمہ اور شرح بیان فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود آیا مے بینید قبلۂ من اینجا لیس قسم بخدا کہ پنہاں نمے ماند برمن خشوع شما و نہ رکوع شما ہر آئینہ من بینم شمارا از پسِ لپشت خود ۔ مترجم گوید ظاہر نزد فقیر آں است کہ خدائے تعالٰے خلق فرمود ادراکے را در قفائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ مید ید باں چیزے راکہ خلاف عادت است وادراک آں از آنچہ کہ سابق بود یا آئندہ مے شود وآنچہ پوشیدہ است از چشم او یا آنچہ نیست دربرابر بصر او وآں ادراک بمنزلہ رویت بصری بود در حصول علم تام واللہ اعلم ۔

ترجمہ : سید المرسلین ۔ اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میرے پیش نظر یہی مقام ہے ۔ خدا کی قسم تمہارا

Marfat.com

خشوع (سجدہ) اور تمہارا رکوع مجھ سے پنہاں نہیں بلاشبہ میں تمہیں پس پشت سے بھی دیکھتا ہوں۔ مترجم یعنی شاہ ولی اللہ صاحب رح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس حدیث کا ظاہرہ مفہوم یہ ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قفا یعنی پس گردن یا عقب سر میں ایسی قوت ادراک تخلیق فرمائی ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قوت کے ذریعہ ہر اس چیز کا مشاہدہ فرمالیا کرتے تھے جو زمانۂ سابق میں ہو گذری یا آئندہ عالم وجود میں آنے والی ہے خواہ وہ شے پردوں کے اندر چھپی ہوئی ہو یا بُعد مکانی و زمانی کی وجہ سے بصر مبارک کے سامنے موجود نہ ہو اور اس کا علم و ادراک خلاف عادت ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح اشیائے غائبہ کا مشاہدہ فرمانا حصول علم تام کے لئے رویت بصری کے مترادف تھا۔ اور یہ حدیث بخاری شریف میں کتاب الاذان باب الخشوع فی الصلوٰۃ اور مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ باب الامر بتحسین الصَّلٰوۃِ وَاِتْمَامِهَا وَالْخُشُوْعِ فِيْهَا میں بھی موجود ہے مسلم شریف میں خُشُوْعَكُمْ کے لفظ کی بجائے سُجُوْدَكُمْ کا لفظ وارد ہے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَاهُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْرَاكًا فِیْ قَفَاهُ يُبْصِرُ بِهٖ مِنْ وَّرَائِهٖ

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی وضاحت مسوّٰی شرح موطا میں فرماتے ہیں کہ "قَالَ النَّوَوِیُّ مَعْنَاهُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ لَهٗ اِدْرَاكًا فِیْ قَفَاهُ يُبْصِرُ بِهٖ اَقُوْلُ اَلْاَظْهَرُ اَنْ يُّقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ اِدْرَاكًا يُّدْرِكُ بِهٖ

Marfat.com

مَا لَيْسَ فِي الْعَادَةِ إِدْرَاكُهُ مِمَّا فِيْ كَانَ أَوْ سَيَكُوْنُ وَمِمَّا هُوَ غَائِبٌ عَنْهُ أَوْ لَيْسَ فِي مُحَاذَاةِ بَصَرِهِ بِمَنْزِلَةِ رُؤْيَةِ الْبَصَرِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ"

ترجمہ :- فرمایا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقب سر سے دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقب سر یا پس گردن میں ایسی قوت ادراک پیدا فرمائی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قوت کے ذریعہ اپنے مقتدیوں کا خشوع وخضوع اور رکوع وسجود ملاحظہ فرمالیا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں اگر یہ کہا جائے تو اس حدیث سے یہ بالکل واضح ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی قوت ادراک مرحمت فرمائی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خارق عادت طور پر اس قوت ادراک سے مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ اور ہر غائب اور محاذِ بصر سے پوشیدہ اشیاء کا رویت بصری جیسا علم وادراک حاصل کرلیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

پس ثابت ہوا کہ ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان "سراجًا منیرًا" ہے جس طرح چاند اور ستارے آفتاب عالمتاب سے نور حاصل کرتے ہیں اسی طرح مطلع عرفان وحکمت کے تمام بدور ونجوم اسی آفتاب نبوت سے ہی مستنیر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا مے نگری انجمنے ساختہ اند

علاوہ ازیں اسی سلسلہ میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے!

Marfat.com

عبد الوہاب۔ ارشاد!

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم رویت باریتعالٰی سے مشرف ہوئے اور زمین و آسمان کی ہر شے کا مشاہدہ فرمایا

غلام جیلانی۔ مشکوٰۃ المصابیح باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ فصل دوم میں حدیث منقول ہے وَھُوَ ھٰذَا:۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَا یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَتَلَا وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ۔ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ مُرْسَلًا وَالتِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ عَنْہُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ)۔

ترجمہ:۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عائش سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے پروردگار کو متجلی بہ صفت جمال و لطف و کرم دیکھا۔ حق تعالےٰ نے مجھ سے فرمایا کہ ملائکہ آپس میں کس امر پر بحث و گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ الٰہ العالمین۔ تو ہی دانا تر ہے۔ پھر فرمایا کہ رب تعالےٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا (اسمیں کنایہ ہے کہ مجھے مزید قرب اور

Marfat.com

افاضۂ نعم سے سرفراز فرمایا) میں نے مولا کریم کے ہاتھ کی برودت آپنے پستانوں میں محسوس کی یعنی فیوضات الٰہی کا اثر قلب شریف کو حاصل ہوا۔ پس میں نے زمین و آسمان کی ہر شئے کا علم و ادراک حاصل کیا۔ شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی شرح میں لکھتے ہیں "عبارت است از حصول تمام علوم جزوی وکلی و احاطۂ آن" یعنی زمین و آسمان کی ہر شئے کو جان لینے سے مراد یہ ہے کہ آپ نے جزوی وکلی تمام علوم حاصل کئے۔ اور اُن پر حاوی ہو گئے۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ تلاوت فرمائی "اسی طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین اور آسمانوں کا تصرف دکھایا تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔

عبدالوہاب ۔ اس حدیث سے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین اور آسمانوں کی ہر شئے کا علم تھا۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں! خلیل اللہ نے زمین و آسمانوں پر اپنے پروردگار کی سلطنت اور تصرف کو دیکھا اور حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین اور آسمان کی تمام موجودات کی ذوات و صفات اور ان کے ظواہر و بواطن کا مشاہدہ فرمایا اور تمام جزوی اور کلی علوم پر احاطہ کیا۔ اسی سلسلہ میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے۔

عبدالوہاب ۔ ارشاد!

خواجۂ کونین ﷺ نے فرمایا۔ پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ میں عالم غیب کی ہر بات بتا دوں گا۔

غلام جیلانی صحیح مسلم شریف کتاب الفضائل میں حضرت انس بن مالک

رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک طویل حدیث مروی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض اسرار و رموز کی ایسی باتیں جوان کے فہم وادراک سے بالاتر تھیں دریافت کرنی شروع کر دیں اور اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کے سوالات کی بوچھاڑ کر کے تنگ کر دیا۔ بالآخر ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم آستانہ عالیہ سے باہر تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہو کر صحابہ کرام سے فرمایا۔ پوچھو (جو پوچھنا چاہتے ہو) تم جس چیز کے متعلق بھی مجھ سے پوچھو گے بیان کروں گا۔ جب صحابہ کرام نے یہ سنا تو سب خاموش ہو گئے اور ڈرے کہ ہم نے "لَا تَسْئَلُوْا عَنْ شَيْئٍ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ" کے حکم سے غافل ہو کر غیر ضروری سوال کر کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تکلیف دی کہیں اس پر کوئی واقعہ پیش آنے والا نہ ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دائیں بائیں نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ہر شخص اپنا سر کپڑے میں لپیٹے رو رہا ہے۔ آخر کار مسجد سے ایک شخص عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ بتایئے "میرا باپ کون ہے"۔ کیونکہ لوگ اس کے نسب کے متعلق اس سے بحث و تکرار کیا کرتے تھے اور اس کے باپ کی بجائے کسی دوسرے شخص سے اس کو منسوب کیا کرتے تھے (اور وہ عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ عرض پرداز ہوئے کہ (رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا اِلٰی آخِرِہٖ) پس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں آج جیسی خیر و برکت اور جہنم میں آج جیسا شر اور برائی کبھی نہیں دیکھی بےشک میرے لئے

Marfat.com

جنت اور دوزخ کو متمثل کیا گیا اور میں نے ان دونوں کو اس دیوار کے قریب دیکھا۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! اس حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے "مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنَ" کا علم عطا فرما دیا ہوا تھا۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد نہیں فرما سکتے تھے کہ "سَلُوْنِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْئٍ اِلَّا بَیَّنْتُہٗ لَکُمْ" پوچھو (جو پوچھتے ہو) جس چیز کے متعلق بھی پوچھو گے بیان کروں گا۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں۔ قرآن کریم میں رب تعالیٰ کا فرمان وارد ہے کہ "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝" اب اس سلسلہ میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں

غلام جیلانی۔ صحیح بخاری شریف کتاب المناقب میں اور صحیح مسلم شریف کتاب الفضائل میں حدیث وارد ہے وَھُوَ ھٰذَا:-

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ

Marfat.com

فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطُکُمْ وَاَنَا شَہِیْدٌ عَلَیْکُمْ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْآنَ وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ بَعْدِیْ اَنْ تُشْرِکُوْا وَلٰکِنْ اَخَافُ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْہَا

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن (یعنی زمانہ حیات کے آخری دنوں میں سے ایک دن زندوں اور مردوں کو الوداع کرتے ہوئے) سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور شہدائے اُحد پر نماز جنازہ پڑھی پھر منبر کی طرف واپس تشریف لائے اور صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہارا فرط ہوں یعنی تمہاری نجات اور شفاعت کے اسباب مہیا کرنے کے لئے آگے جانے والا کارساز منزل ہوں اور تم پر شہید ہوں۔ اور شہید کے معنی تفسیر بیضاوی میں اور عربی لغت کی کتابوں میں حاضر کئے گئے ہیں دوسرے اس کے معنی گواہ کے ہیں۔ اور تیسرے وہ ذات جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔

عبدالوہاب - تو اس حدیث میں اس لفظ (شہید) کے کیا معنی ہیں؟

غلام جیلانی - یہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی موجود ہے "مظاہر حق" میں شہید کے معنی کئے گئے ہیں۔ کہ "میں تم پر شہید ہوں یعنی مطلع ہوں گا تمہارے احوال پر اس لئے کہ عرض کئے جائیں گے مجھ پر اعمال تمہارے یا میں شاہد یعنی گواہ ہوں۔ گواہی دوں گا اوپر فرمانبرداری اور قبول کرنے دعوت اسلام تمہارے کے" حاصل کلام یہ کہ مظاہر حق میں شہید کے معنی حاضر ناظر کے بھی کئے گئے ہیں اور گواہ کے بھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہر روز امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

عبدالوہاب - مطلب یہ کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

اپنے آخری ایام میں زندوں اور مُردوں کو الوداع کہتے وقت یہ فرمایا۔ کہ میں تمہارا فرط ہوں یعنی آگے جا کر تمہارا کارساز منزل ہوں لیکن ایسا آگے جا کر ایسا نہیں ہوں کہ تمہارے حالات اور معاملات سے بے خبر ہو جاؤں بلکہ تمہارے حالات سے مطلع رہوں گا۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں! شہید کا لفظ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تسلی اور تشفی کے لئے فرمایا اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ شہید کے معنی حاضر ناظر کے کئے جائیں۔

عبدالوہاب ۔ تو چلیئے باقی حدیث کا ترجمہ کیجئے۔

غلام جیلانی ۔ ازاں بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ "واللہ میں اب حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں"۔ مظاہر حق میں ہے کہ "یعنی منبر پر اور یہ ظاہری معنی یہ ہے۔ گویا حضرت کے لئے پردہ اٹھ گیا اور دکھا دیا گیا حوض کوثر اس حالت میں"۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دیدی گئی ہیں اور بخدا مجھے ہرگز یہ اندیشہ نہیں کہ تم شرک کرنے لگ جاؤ گے۔ البتہ یہ کہ تم دنیا کی طرف راغب ہو جاؤ گے۔

عبدالوہاب ۔ زمین کی کنجیاں سپرد کئے جانیکا کیا مطلب؟

غلام جیلانی ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی امت ملوک یا منبر کے خزانوں اور دیگر زمین کے خزانوں مثلاً معدنیات و اجناس وغیرہ کی مالک ہوگی۔ اور کہ تا قیام قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جو فتوحات حاصل ہونے والی ہیں ان تمام فتوحات اور انعامات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی سرفراز فرما دیا گیا۔ یعنی کہ عطائے تقدیر کیسی

Marfat.com

اور عطائے و فتوحی حضرت امام مہدی کے ظہور تک ہوتی چلی جائے گی۔ ملت بیضاء کو جہاں کہیں بھی فتح و نصرت حاصل ہوئی یا ہوگی وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی سے ہوئی یا ہوگی۔ روئے زمین کی کنجیاں حضور کے دستِ مبارک میں ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خزانوں کا جب چاہیں معائنہ فرما سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

والیٔ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روئے زمین کی تمام وسعتیں سمیٹ کر پورا کرۂ ارض تحفۃً پیش کیا گیا

غلام جیلانی۔ صحیح مسلم شریف کتاب الفتن و اشراط الساعۃ میں حدیث وارد ہے۔ وھو ھذا:۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُھَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْھَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ (اِلٰی آخِرِ الْحَدِیْث)

ترجمہ:۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو منقبض کر دیا (یعنی اس کی وسعتوں کو سمیٹ کر مجھے اس کا مشاہدہ کروایا) پس میں نے اس کے مشارق و مغارب کو (یعنی تمام کرۂ ارض کو) دیکھا۔ اور بیشک میری امت کی حکومت ان تمام وسعتوں تک پہنچ جائیگی جہاں تک کہ

Marfat.com

میرے لئے زمین منقبض کی گئی۔ نیز مجھے سرخ و سفید دو خزانے دیئے گئے

عبدالوہاب۔ سرخ و سفید خزانوں کا کیا مطلب؟

غلام جیلانی۔ اس سے مراد سونے اور چاندی کی کانیں یا روم و ایران کی سلطنتیں۔

عبدالوہاب۔ تو یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی ہم معنی ہے مطلب یہ کہ عطائے تقدیری ہو چکی۔ عطائے وقوعی ظہور امام مہدی علیہ السلام تک ہوتی چلی جائیگی۔ حتٰی کہ امت مرحومہ تمام روئے زمین پر قابض اور متصرف ہو جائے گی۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! اور اس کے علاوہ یہ حدیث اس امر کی بھی دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصال برفیق الاعلیٰ سے پیشتر بھی تمام روئے زمین کا مشاہدہ اپنے کف دست کی طرح فرمالیا کرتے تھے اور اب اس شرف وفضیلت میں اضافہ ہی اضافہ ہے کمی نہیں ہو سکتی کیونکہ رب تعالٰے کا فرمان ہے۔ کہ "وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ" یعنی دنیا سے آخرت آپ کے لئے زیادہ بہتری کا مقام ہوگی۔ علاوہ ازیں ایک اور حدیث ملاحظہ ہو۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

تخت نشین قاب قوسین صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے بیت المقدس کا ملاحظہ فرمایا

غلام جیلانی صحیح بخاری شریف کتاب الانبیاء اور صحیح مسلم شریف کتاب الایمان

Marfat.com

ہیں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وَھُوَ ھٰذَا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا کَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّی اللّٰہُ لِیْ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُھُمْ عَنْ آیَاتِہٖ وَ اَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہِ۔

ترجمہ۔ حضرت بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مشرکین قریش نے (واقعات معراج کے متعلق) مجھے جھٹلایا تو میں حجر کے مقام پر کھڑا ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر کر دیا۔ میں نے اس کے تمام نشانات بتانے شروع کر دیئے۔ اندر آنحالیکہ میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا۔ اب ملاحظہ فرمائیے کہ بیت المقدس فلسطین میں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما ہوتے ہوئے اپنے کف دست کی طرح اس کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔

عبد الوہاب۔ خیر یہ حدیث بھی اس امر کی مصدق ہے کہ نوت قدسیہ کے لئے بُعدِ مکان و زمان کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! اسی مفہوم کی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے

عبد الوہاب۔ ارشاد!

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا روم، ایران، حبشہ کے شہروں کا مدینہ منورہ میں مشاہدہ فرمانا

غلام جیلانی صحیح بخاری شریف کتاب المغازی میں حضرت جابر رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وَھُوَ ھٰذَا:۔ عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ اِنَّا یَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ کُدْیَۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَجَاءُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ھٰذِہٖ کُدْیَۃٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُہٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ کَثِیْبًا (اِلٰی آخِرِ الْحَدِیْث)۔

ترجمہ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان سامنے آگئی۔ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور گذارش کی کہ خندق کی کھدائی میں یہ سخت چٹان حائل ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خندق میں میں اترتا ہوں۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم نے بھی تین دن سے کھانے پینے کی کسی چیز کا ذائقہ تک نہیں چکھا تھا۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال ہاتھ میں لی اور اس چٹان پر ضرب لگائی پس وہ ریت کا ٹیلہ بن گئی۔ (عبدالوہاب سے مخاطب ہوکر) بخاری شریف میں تو چٹان کا خندق کی کھدائی میں حائل ہونا اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دستِ مبارک سے اس پر ضرب لگانا صرف اتنا ہی ذکر موجود ہے لیکن مسند احمد اور نسائی شریف میں باسنادِ صحیح اس واقعہ کی کچھ مزید تفصیل بھی درج ہے اور وہ یہ کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چٹان پر تین ضربیں لگائی تھیں اور ہر ضرب پر ایک نور درخشاں ہوا تھا چنانچہ سنن نسائی کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے باہر لاکر اور کملی

Marfat.com

اوڑھ کر اپنی مسند مبارک پر جلوہ افروز ہوئے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ عرض پرداز ہوئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو چٹان پر ضرب لگاتے دیکھا۔ آپ نے جو بھی ضرب لگائی اس کے ساتھ آنکھوں کو چندھیا دینے والی روشنی نمودار ہوئی۔ حضور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے سلمان کیا تو نے وہ ماجرا دیکھ لیا؟ سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی۔ ہاں یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے جب پہلی ضرب لگائی تو ایران کے بادشاہ کسریٰ کا شہر مدائن اور اس کے گردونواح کا تمام علاقہ اور دیگر بہت سے شہر میرے سامنے لائے گئے یہاں تک کہ میں نے ان سب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ صحابہ کرام میں سے ایک صحابی نے جو اس مجلس میں موجود تھا۔ حضور کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ یارسول اللہ بارگاہِ الٰہی میں دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ ان پر ہمیں فتح عنایت فرمائے۔ ان کا ملک ہمارے لئے مالِ غنیمت بنائے اور ان کے شہروں کو ہمارے ہاتھوں سے تباہ کروائے۔ حضور نے یہ دعا کی اور پھر فرمایا کہ بعد ازاں میں نے دوسری ضرب لگائی تو قیصر روم کے تمام مفتوحہ شہر اور ان کے گردونواح کا تمام علاقہ میرے سامنے لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا صحابہ کرام نے عرض کی کہ یارسول اللہ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ان پر فتح عنایت فرمائے اور ان کا ملک ہمارے لئے غنیمت بنائے اور ان کے شہروں کو ہمارے ہاتھوں سے تاراج کروائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ پھر میں نے تیسری ضرب لگائی تو میرے

Marfat.com

سامنے حبشہ اور اس کے تمام قریہ وامصار کو بلند کیا گیا۔ حتیٰ کہ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس موقع پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل حبشہ کو چھوڑو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑیں اور ترک کو ترک کو جب تک کہ وہ ترک کئے رکھیں۔

عبدالوہاب ۔ خیر یہ حدیث بھی اس امر کی بیّن دلیل ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے رویت غائب کا شرف اور فضیلت مرحمت فرما رکھی تھی۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں! اب اسی سلسلہ میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے۔

عبدالوہاب ۔ ارشاد!

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منوّرہ میں تشریف فرما ہوتے ہوئے جنگِ موتہ کے حالات کا اپنے کفِ دست کی طرح مشاہدہ فرمانا

غلام جیلانی صحیح بخاری شریف کتاب المغازی میں حدیث وارد ہے وَھُوَ ھٰذَا۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعٰی زَیْدًا وَّجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَۃَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ خَبَرُھُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ

Marfat.com

وَعَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَۃَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ، جعفر بن ابوطالب۔ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شہادت کی خبر میدانِ جنگ سے موصول ہونے سے پیشتر ہی ان کے شہید ہونے کی خبر لوگوں کو سنائی۔ آپؐ نے فرمایا زید بن حارثہ رضؓ نے علم اٹھایا۔ پس وہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے نشان سنبھالا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر ابن رواحہؓ نے پرچم اٹھایا وہ بھی شہید ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبریں سنا رہے تھے اور آپؐ کی چشمانِ مبارک اشکبار تھیں۔ پھر فرمایا حتیٰ کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم سنبھالا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں پر فتح بخشی۔

ملاحظہ فرمائیے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اور شام کے ملک میں موتہ کے مقام پر لڑی جانیوالی جنگ کا نقشہ اپنے کف دست کی طرح ملاحظہ فرما رہے تھے۔

عبدالوہاب۔ برادرِ محترم! آپ نے جن آیات اور احادیث کے حوالہ جات پیش کئے ہیں ان کی روشنی میں بغیر کسی جھجک کے میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت اپنے اس عقیدہ میں حق بجانب ہیں کہ قوتِ قدسیہ والوں کو رویتِ غیب کی فضیلت حاصل ہوتی ہے اور وہ صدہا کوس کے فاصلہ پر مقفل کمروں کے اندر بند پڑی ہوئی چیز کو کف دست کی طرح دیکھ سکتے ہیں۔ اب اس مسئلہ پر مزید گفتگو کی ضرورت نہیں۔ وقت

Marfat.com

کافی ہو چکا ہے اجازت چاہتا ہوں۔ کل پھر حاضر خدمت ہوں گا اور ہم مسئلہ حاضر ناظر کی دوسری شق کے متعلق گفتگو کریں گے (کھڑا ہو کر) السلام علیکم
غلام جیلانی ۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ (مجلس برخاست ہو جاتی ہے)۔

مجلس چہارم

دوست نزدیکتر از من بمن است ۔ ویں عجب ترکہ من از وے دورم
چکنم باکہ تواں گفت کہ دوست ۔ درکنارِ من و من از وے مہجورم

غلام جیلانی حسب معمول اپنے دار المطالعہ میں مطالعۂ کتب میں مصروف ہے اور اپنے بھائی کی آمد کا منتظر ہے اتنے میں عبدالوہاب کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ پرتپاک علیک سلیک اور مصافحہ و معانقہ کے بعد دونوں بھائی اپنی دیرینہ نشستوں پر بیٹھ کر اپنا مذاکرہ شروع کرتے ہیں۔

عبدالوہاب ۔ بھائی جان! آج ہم مسئلہ حاضر ناظر کے دوسرے جزو کے متعلق تبادلۂ خیالات کریں گے اور وہ ہے "کسی قوت قدسیہ والے کا دور و نزدیک کی آوازیں سننا"۔
غلام جیلانی ۔ جی ہاں! آج ہمارا موضوع گفتگو یہی ہو گا۔

Marfat.com

عبدالوہاب ۔ تو فرمائیے اس مسئلہ کے متعلق آپکی معلومات کیا ہیں؟
غلام جیلانی ۔ میں اس مسئلہ کے متعلق حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ صحیح سمجھتا ہوں ۔ عبدالوہاب ۔ انکا کیا فیصلہ ہے؟
غلام جیلانی ۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور و معروف رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" کے صفحہ ۶ پر "چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ" کا عنوان مقرر فرماتے ہیں اور اس کے تحت رقمطراز ہیں ۔ کہ
"اس میں تحقیق یہ ہے کہ ندا سے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں ۔ کبھی محض اظہار شوق و تحسر ۔ کبھی منادے کو سنانا ۔ کبھی اس کو پیغام پہنچانا ۔ سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکر اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسا کہ عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتا ہے اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتا ہے اس میں تو کوئی گناہ نہیں ۔ مجنوں کا قصہ مثنوی میں مذکور ہے :۔ ؎

دید مجنوں را یکے صحرا نورد ۔ در بیابانِ غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود و انگشتاں قلم ۔ مے نمودے بہر کس نامہ رقم
گفت اے مجنون شیدا چیست ایں ۔ مے نویسی نامہ بہر کیست ایں
گفت مشق نام لیلیٰ مے کنم
خاطر خود را تسلی مے کنم

ایسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کما لا یخفیٰ علی المتبحر المتتبع المتظہر اور اگر مخاطب کا اسماع یعنی سنانا مقصود ہے ۔ تو اگر تصفیۂ باطن سے منادے کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے ۔ اور اگر نہیں کر رہا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اس کو یہ

Marfat.com

خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہے۔ تب بھی جائز ہے۔ مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے۔ اس اعتقاد سے کوئی شخص اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود ہو نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو نہ پیغام پہنچانے کا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو۔ وہ ندا ممنوع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح کہ اس کو سنانا منظور ہے اور روبرو نہیں۔ نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ ان کو کس ذریعہ سے خبر پہنچے گی۔ یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد افترا علی اللہ ہے اور دعوے علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے مگر بے دھڑک اس کو شرک وکفر کہہ دینا جرأت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر اس بزرگ کو خبر پہنچا دے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اس لئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً یَاعِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِیْ وہ بالاتفاق جائز ہے۔ اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے۔ اور جو اہل خصوصیت ہیں ان کا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے۔ جو خواص سے ہو گا خود سمجھ لیگا۔ بیان کی حاجت نہیں۔ یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یَاشَیْخ عَبْدُ الْقَادِر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہِ کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے مُنْجَرٌّ اِلَی الشِّرْکِ ہے۔ ہاں اگر وسیلہ وذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں۔ یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں۔ الخ عبدالوہاب۔ تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس فاضلانہ

تحقیق کا ملخص یہ ہوا کہ :-

۱- عشق و محبت میں محض تسکینِ خاطر کے لئے مخلوقِ غائب کو پکارنا جائز ہے۔

۲- اگر تصفیۂ باطن سے منادے کا مشاہدہ کر رہا ہو تو بھی جائز ہے

۳- اگر منادے تک پیغام پہنچنے کا ذریعہ معلوم ہو اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تو بھی جائز لہذا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

۴- اگر ان سب باتوں میں سے کوئی بھی بات نہ ہو تو ممنوع ہے مگر اسے بھی بے دھڑک شرک نہیں کہہ دینا چاہیئے۔ اور یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ کہنا بالاتفاق جائز ہے

۵- خواص کے لئے یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِر جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ کا وظیفہ عبادت ہے۔

۶- اگر عوام بھی شیخ کو متصرفِ حقیقی سمجھے بغیر اس وظیفہ کو با برکت جان کر خالی الذہن ہو کر پڑھیں تو کچھ حرج نہیں۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں۔ بالکل ٹھیک تجزیہ کی آپ نے۔

عبدالوہاب۔ اچھا! تو اب آپ مجھے ذرا یہ بتائیے۔ کہ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ کی ندا کس نص سے ثابت ہے؟

غلام جیلانی۔ حصنِ حصین مع ترجمہ و شرح قولِ متین مطبوعہ " نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ کراچی" کے صفحہ ۲۸۳ پر بزاز اور مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی حدیث منقول ہے کہ :-

Marfat.com

وَاِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ فَلْيُنَادِ اَعِيْنُوْا يَا عِبَادَ اللّٰهِ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کے بعد رَحِمَكُمُ اللّٰهُ کے الفاظ بھی ہیں۔ ازاں بعد طبرانی کے حوالہ سے حضرت زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث منقول ہے کہ۔ وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ۔ اور اگر مدد چاہتا ہے تو تین بار کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

عبدالوہاب۔ اچھا تو خیر استمداد کے متعلق مسئلہ حاضر ناظر کے تیسرے جزو میں تفصیلی گفتگو کریں گے۔ اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ حاجی صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہو تو بھی جائز ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا عالم بیداری میں کسی متوفی بزرگ کی بصورت زندہ زیارت کی جا سکتی ہے۔؟

عالم بیداری میں کسی متوفی بزرگ کی زیارت

غلام جیلانی۔ صحیح بخاری شریف کتاب الرؤیا میں اور مسلم شریف کتاب الرؤیا میں اور مشکوٰۃ المصابیح کی بھی کتاب الرؤیا میں حدیث وارد ہے وَهُوَ هٰذَا۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔ شیطان میری صورت کا تمثل نہیں کرسکتا۔

شارحین حضرات نے اس حدیث کی کئی تاویلیں کی ہیں۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان تمام تاویلوں کا ذکر کرنے کے بعد اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ "ایں بشارت است برآئیان جمالِ اُو را درخواب کہ آخر بعد از ارتفاعِ کدورات نفسانیہ وقطعِ علائق جسمانیہ بمرتبہ برسند کہ بے حجاب کشفاً وعیاناً در بیداری باین سعادت فائز باشند۔ چنانکہ اہلِ خصوص از اولیاء اللہ را مے باشد و اگر بعضے از اہلِ عموم از مومنانِ صادق و مشتاقانِ والہ راکہ تا نفسِ اخیر ایں سعادت را مترصد اند شامل دارند نیز صور نے دارند و بر ایں معنی ایں حدیث دلیل مے شود بر صحت رؤیتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در منام و بعد از استیقاظ در معنیٔ ایں حدیث متفکر ماند و امیدوار حصولِ ایں نعمت در تیقظ گشتہ۔ پس در آمد بر بعضے از امہات المؤمنین وغالب آنست کہ مراد خالۂ اوست میمونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ پس بیروں آورد میمونہ آئینۂ آں حضرت راکہ روئے مبارک خود را دروے میدید و بابنِ عباس داد تا دروے بنگرد۔ ابنِ عباسؓ در آئینہ صورتِ آنحضرت را دید و ندید صورتِ خود را ...... الخ

ترجمہ: بعض کے نزدیک اس حدیث پاک میں عالم خواب میں زیارت جمالِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہونیوالوں کے لئے بشارت ہے کہ نفسانی آلائشوں اور جسمانی رابطوں سے پاک ہوجانے کے بعد بالآخرہ

Marfat.com

اس شرف اور رتبہ تک پہنچ جائیں گے کہ بیداری میں بغیر کسی حجاب کے ظاہرہ طور پر بھی اس سعادت سے بہرہ ور ہوں۔ جیسا کہ خواص اولیاء اللہ کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اگر بعض عوام صادق اور مخلص مومنین کو بھی جو اپنی زندگی کے آخری دم تک اس سعادت کے امیدوار رہے ہیں اس میں شامل سمجھا جائے تو جائز ہے۔ ان معنوں میں یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ عالم بیداری میں رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہونا بالکل صحیح اور درست ہے۔ اور ان معنوں کے مطابق ایک روایت بھی موجود ہے :۔ حضرت ابنِ عباس کے متعلق منقول ہے کہ انہیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ بیدار ہونے کے بعد وہ اس حدیث کے متعلق غور کرنے لگے اور اس بات کے امیدوار ہوئے کہ خواب میں زیارت حاصل ہوئی ہے تو اب بیداری میں بھی ضرور ہوگی۔ اس سوچ میں وہ امہات المومنین میں سے کسی ایک کے پاس اغلب یہ کہ اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دیا جس میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روئے انور کا مشاہدہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب وہ آئینہ اپنے چہرہ کے روبرو کر کے دیکھا تو اس میں انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک نظر آئی۔ اور ان کی اپنی صورت اس میں انہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔

علاوہ ازیں اس حدیث پاک سے پہلی حدیث مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰئ الْحَقَّ کی شرح میں شیخ محقق تحریر فرماتے ہیں عبارت طویل ہے ترجمہ یہ

Marfat.com

اکتفا کرتا ہوں)۔ ترجمہ یہ ہے۔ کہ :۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "المنقذ من الضلال" میں فرماتے ہیں کہ صاحب دل لوگ عالم بیداری میں ملائکہ اور ارواح انبیاء علیہم السلام کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کی آوازیں اور کلمات سنتے ہیں۔ اور فیض حاصل کرتے ہیں ۔ مواہب الدنیہ میں ابن منصور کے رسالہ سے روایت منقول ہے۔ کہ شیخ ابو العباس قسطلانی رحمت اللہ علیہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (یعنی روضہ انور پر حاضر ہوئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی کہ اے احمد خدا تیرا مددگار ہے۔ اور شیخ ابو المسعودؒ کے متعلق ابن منصور نے لکھا ہے۔ کہ وہ ہر نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔ ابو الحسن شاذلیؒ کے متعلق ابن منصور کے حوالہ سے صاحب مواہب لدنیہ نے لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا ۔میں نے حالت بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضور نے فرمایا اپنے کپڑے پاک رکھا کر۔ اور سید نور الدین یحییؒ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک سے سلام کا جواب سنا۔ قبر شریف سے آواز آئی اے میرے بیٹے تجھ پر سلامتی ہو۔ شیخ ابو العباس مرسیؒ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر لمحہ بھر کے لئے بھی سید المرسلینؐ کا جلوۂ جمال مجھ سے محجوب ہو جائے تو میں اپنے آپکو مسلمان شمار نہیں کرتا اور عارفین کہتے ہیں کہ حالت بیداری میں بھی رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم خواب کی طرح تمثال ہی کی ایک صورت ہے اگرچہ عالم بیداری میں ہے ۔ اور یہ زیارت حصول شرف صحبت اور شرعی احکام

Marfat.com

کے ثبوت کے لئے کسی ایسے شخص پر جسے یہ رتبہ حاصل نہ ہو حجت نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم۔ اور "بہجۃ الاسرار" میں ایک ایسی سند کیساتھ جس میں دو سے زاید راویوں کا سلسلہ نہیں ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ ایک دن غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ منبر پر وعظ فرما رہے تھے اور تقریباً دس ہزار اشخاص کا مجمع ان کی مجلس وعظ میں موجود تھا اور شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کو نیند آگئی پس شیخ عبدالقادرؒ نے حاضرین کو خاموش رہنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب لوگ بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ سوائے سانس کی آواز کے اور کوئی آواز نہ تھی۔ پس شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ منبر سے اترے اور شیخ علی بن ہیتیؒ کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور انہیں دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ خواب میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! آپ نے فرمایا اسی لئے میں نے تمہارا ادب کیا۔ اور قیام کیا۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے کیا وصیت فرمائی۔ انہوں نے عرض کی کہ مجھے آپ کی مجلس میں حاضر رہنے کا حکم دیا۔ ازاں بعد شیخ علی بن ہیتی نے کہا کہ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے عالم بیداری میں دیکھا۔ روایت ہے کہ سات اولیاء اللہ نے اس دن اس دنیا سے کوچ کیا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

علاوہ ازیں "مدارج النبوۃ" جلد دوم صفحہ ۶۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ۔ "وصیت میکنم ترا اے برادر بدوام ملاحظۂ صورت ومعنئ او۔ اگرچہ باشی تو متکلف و مستحضر پس نزدیک است کہ الفت گیرد روح تو بوے پس

حاضر آید: ے صلی اللہ علیہ وسلم عیاناً دیابی اُورا حدیث کنی باوے د جواب دہد ترا وے صلی اللہ علیہ وسلم...... الخ۔

ترجمہ:- اے برادر! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صورت و معنی کو ہمہ وقت اپنے پیش نظر رکھ۔ اگرچہ تجھے اس سلسلہ میں تکلیف ہی کرنا پڑے اور تو ابھی حضوری کا طلبگار ہی ہو۔ قریب ہے کہ تیری روح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانوس ہو جائیگی تو تجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جلوہ جمال سے مشرف فرمائیں گے۔ تجھے بیداری کی حالت میں ہی زیارت نصیب ہوگی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوگا۔ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم تیری معروضات سنیں گے اور جواب باصواب سے مشرف فرمائیں گے۔

عبدالوہاب ۔خیر آپ کے ان پیش کردہ حوالہ جات سے عالم بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کسی خوش نصیب شخص کا مشرف ہونا ایک ممکن الوقوع امر سمجھا جا سکتا ہے" اور اس صورت میں بصیغہ حاضر ندا کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہو سکتی لیکن جس شخص کو یہ مقام حاصل نہ ہو اور وہ خواہ مخواہ کسی غائب مخلوق کو پکارے تو وہ مشرک بن جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے کہ "شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ سے قادر کریم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں۔ کہ اول تو ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں اور دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے اگر کوئی قیامت تک ان کو پکارے۔ تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے (یعنی سورۃ احقاف کی آیہ کریمہ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ الیٰ آخرہ) سے معلوم ہوا

Marfat.com

کہ یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو ہی مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور سے اور نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں۔ جب ہی ان کو اس طرح سے پکارا علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو اللہ کے ورے ہیں یعنی مخلوق سو وہ ان پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں۔"

غلام جیلانی۔ اس آیہ کریمہ میں یَدۡعُوۡا کے معنی یَعۡبُدُ کے ہیں۔ پوری آیہ کریمہ ملاحظہ ہو۔ وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ یَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَنۡ لَّا یَسۡتَجِیۡبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ وَھُمۡ عَنۡ دُعَآئِہِمۡ غٰفِلُوۡنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوۡا لَھُمۡ اَعۡدَآءً وَّکَانُوۡا بِعِبَادَتِہِمۡ کٰفِرِیۡنَ۔ (الاحقاف - ۱)

رب تعالیٰ نے یَدۡعُوۡا اور عَنۡ دُعَآئِہِمۡ کے الفاظ کی خود ہی تشریح فرما دی کہ کَانُوۡا بِعِبَادَتِہِمۡ کٰفِرِیۡنَ۔ یعنی بت اپنے پجاریوں کے پکارنے یعنی پوجا پاٹھ کرنے کا انکار کر دیں گے۔ تو اس آیہ کریمہ میں بتوں کی پوجا کرنے کی ممانعت ہے۔

عبدالوہاب۔ لیکن مصنف تقویۃ الایمان نے لکھا ہے کہ پکارنے کی راہ سے شرک ہو جاتا ہے یعنی یہ سمجھنا کہ کوئی مخلوق دور و نزدیک سے سن لیتی ہے تو یہ عقیدہ شرک ہے۔

Marfat.com

غلام جیلانی - برادرِ عزیز! اگر قرآن کریم نے اپنے ایک لفظ کی تشریح جو خود کی ہے وہ آپ کے نزدیک غلط اور تقویۃ الایمان والے نے جو کچھ لکھ دیا وہ صحیح اور درست ہے تو بتایئے آپ یہ شرک کیوں کرتے ہیں؟

عبدالوہاب - میں شرک کرتا ہوں؟

غلام جیلانی - جی ہاں! تقویۃ الایمان کے اس خلافِ قرآن فتوے کے مطابق آپ شرک کرتے ہیں۔

عبدالوہاب - سبحان اللہ! عجب باتیں کرتے ہیں بھائی جان آپ!

غلام جیلانی - برادرِ عزیز! ناراض نہ ہوجیے گا۔ مجھے یہ بتایئے کہ آپ تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ نہیں پڑھتے؟

عبدالوہاب - پڑھتا کیوں نہیں۔ سب پڑھتے ہیں۔ میں بھی پڑھتا ہوں۔

غلام جیلانی - تو اس کا مطلب یہ کہ آپ التحیات پڑھتے وقت یہ سمجھ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا سلام سُن رہے ہیں۔ ندا کیساتھ بصیغۂ حاضر ہدیۂ سلام پیش کرتے ہیں اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد شور مچانے لگ جاتے ہیں کہ جو حضورؐ کو حاضر ناظر سمجھے وہ مشرک ہوجاتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ میں "كَ" ضمیر مجرور متصل واحد مذکر حاضر نہیں؟ اور کیا "اَیُّهَا" کلمۂ ندا نہیں جب آپ خود نماز پڑھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھ کر ندا کرتے ہیں اور بصیغۂ حاضر سلام پیش کرتے

Marfat.com

ہیں تو نماز کے بعد شرک کا فتوے کیوں لگانے لگ جاتے ہیں ؟

عبدالوہاب ۔ لیکن بخاری شریف جلد دوم کتاب الاستیذان باب الاخذ بالیدین صفحہ ۹۲۶ پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ سے حدیث مروی ہے کہ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے ہم یعنی صحابہ کرام اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھتے رہے ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی یعنی فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو ہم نے ندا اور صیغہ حاضر سے سلام پڑھنا چھوڑ دیا ۔ اور اس کی بجائے غائب کا لفظ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ کہنے لگے ۔

غلام جیلانی ۔ جب آپ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے تو پھر آپ بصیغہ حاضر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کیوں پڑھتے ہیں ؟

عبدالوہاب ۔ اس لئے کہ تذکیر الاخوان لقیہ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۷ پر بصیغہ حاضر ہی سلام تحریر ہے یعنی کہ وہاں لکھا ہے ۔ "سلام تجھ پر اے نبی اور رحمت اللہ کی اور مہربانیاں اللہ کی کہ اس وسیلے سے ہمیں دربار تک پہنچایا " اور یہ ترجمہ ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کا ۔

غلام جیلانی ۔ مصنف تقویۃ الایمان جب دور سے کسی کو پکارنا اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر جس کا کہ آپ حوالہ دے رہے ہیں شرک قرار دے رہا ہے تو پھر تذکیر الاخوان میں اسے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ کا ترجمہ کرنا چاہیئے تھا ۔ اس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کا ترجمہ کیوں کیا اور اس طرح بصیغہ حاضر اور بکلمہ ندا سلام

Marfat.com

پڑھنے کا فتوےٰ کیوں دیا ؟

عبدالوہاب ۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ کے الفاظ مرفوع حدیث سے ثابت ہیں ۔ اور اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ کے الفاظ محض بعض صحابہ کا اپنا اجتہاد ہی تھا اور حدیث مرفوع کی موجودگی میں کسی صحابی کا اجتہاد مقبول نہیں ۔ لہٰذا امام ابوحنیفہؒ شافعیؒ مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ علیہم الرحمۃ میں سے کسی نے بھی عَلَی النَّبِیِّ والی حدیث کو قابلِ عمل نہیں سمجھا ۔

غلام جیلانی ۔ تو یہ چاروں آئمہ مجتہدین اور خود مصنف تقویۃ الایمان نمازمیں ندائے غائب کیساتھ بصیغہ حاضر سلام بھیجتے رہے اور اس کا حکم دیتے رہے ۔

عبدالوہاب ۔ جی ہاں ! اہل سنت وجماعت کے چاروں مذہبوں میں حتیٰ کہ ہم لوگوں کے نزدیک یعنی فرقہ وہابیہ کے نزدیک بھی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ کہنا ہی صحیح اور درست ہے ۔

غلام جیلانی ۔ تو تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹ کی عبارت کی رو سے یہ شرک ہوا یا نہ ہوا ؟

عبدالوہاب ۔ بھائی جان التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ کے الفاظ محض بطورِ حکایت پڑھے جاتے ہیں اور اس واقعہ کو دہرایا جاتا ہے ۔ کہ شبِ معراج رب تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ کے الفاظ سے سلام کا تحفہ مرحمت فرمایا تھا ۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ حضور علیہ السلام ہمارا سلام سُن لیتے ہیں ۔

غلام جیلانی ۔ لیکن دُرمختار جلد اول صفحہ ۲۵۴ پر ہے ۔ کہ

Marfat.com

وَیَقْصِدُ بِاَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِیْھَا مُرَادَۃً لَّہٗ عَلٰی وَجْہِ الْاِنْشَاءِ کَاَنَّہٗ یُحَیِّی اللّٰہَ وَیُسَلِّمُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی نَفْسِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ لَا الْاِخْبَارَ عَنْ ذَالِکَ ۔ ترجمہ :۔ تشہد کے الفاظ سے اس کے معانی اپنی مراد ہونے کا ارادہ کرے انشاء کے طور پر گویا کہ نمازی اللہ کی تحیت کرتا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے اولیاء پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے ۔ محض اخبار کا ارادہ نہ کرے ۔

علاوہ ازیں ردّ المختار جلد اول صفحہ ۳۵۸ پر ہے لَا یَقْصِدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِکَایَۃَ عَمَّا وَقَعَ فِی الْمِعْرَاجِ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَّبِّہٖ سُبْحَانَہٗ وَمِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ یعنی التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ میں واقعہ معراج کی نقل وحکایت کا ارادہ نہ کرے ۔

اور حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۰۱ پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "پس آنحضرت در ذوات مصلّیاں موجود وحاضر است پس مصلّی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوارِ قرب و اسرارِ معرفت متنوّر و فائض گردد" ترجمہ :۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ہر حال وہمہ اوقات نصب العین مومناں و قرۃ العین عابداں ہیں ۔ بالخصوص حالت عبادت اور اس کے آخر میں یعنی اس کے اختتام کے وقت نورانیت و انکشاف کا ظہور نسبتہً بیشتر ہوتا ہے) پس ہر نمازی کو اس بات سے آگاہ ہونا چاہیے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں میں موجود ہوتے ہیں ۔ لہٰذا

Marfat.com

نمازی کو اس شہود سے غافل نہیں ہونا چاہیئے تاکہ وہ حضوری اور قرب کے انوار و تجلیات معرفت کے اسرار سے پُر نور اور فیضیاب ہو سکے۔ علاوہ ازیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ فتاوے عزیزی جلد دوم مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یو۔پی کے صفحہ ۶۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

" آوردہ است بخاری در تاریخ خود از عمار گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر آئینہ خدا تعالےٰ را فرشتہ ایست دادہ است او را حق تعالےٰ استماع از خلائق اسنادہ است بر قبر من نیست کسیکہ درود میفرستد مگر میرسانرمرا

ترجمہ :۔ تاریخ بخاری میں حضرت عمار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر آئینہ حق تعالےٰ کی طرف سے ایک فرشتہ ہے جسے حق تعالےٰ نے اپنی پوری مخلوقات کی آوازیں سن لینے کی قوت بخش رکھی ہے وہ فرشتہ میری قبر پر ہمہ وقت کھڑا رہتا ہے۔ جہاں کہیں کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ فی الفور مجھے پہنچا دیتا ہے۔

یہ روایت حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۴۰ پر نقل کی ہے پس اس حدیث کے مطابق یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی بھی ساری مخلوق کی آوازیں نہیں سن سکتا۔

عبدالوہاب ۔ لیکن بھائی جان اس حدیث سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ نفس نفیس درود وسلام سماعت فرمانا تو ثابت نہ ہوا۔ علاوہ ازیں مشکوٰۃ المصابیح میں بھی حدیث منقول ہے وھو ہٰذا

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ

Marfat.com

(رواہ النسائی والدارمی)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ کے بہت سے فرشتے زمین میں سیاحت کرنے والے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں پس اس حدیث سے بھی صاف ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا سلام خود سماعت نہیں فرماتے بلکہ ملائکہ حضور کی خدمت میں پہنچاتے ہیں۔

غلام جیلانی ۔ تعلیق السندی شرح نسائی میں اس حدیث کی شرح تحریر ہے کہ "فِیْہِ حَثٌّ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلَیْہِ وَتَعْظِیْمٌ لَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِجْلَالٌ لِمَنْزِلَتِہٖ حَیْثُ سُخِّرَ الْمَلٰٓئِکَۃُ الْکِرَامُ لِھٰذَا الشَّاْنِ الْفَخْمِ۔

اس حدیث میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کی رغبت دلائی گئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت اور آپ کی خدا کے نزدیک قدر ومنزلت کی بزرگی اور بلندی کا اظہار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس قدر بلند ہے کہ فرشتے آپ کے مسخر ہیں مطلب یہ کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خود سماعت فرمانے کی نفی نہیں۔

عبدالوہاب ۔ لیکن مشکوٰۃ المصابیح باب الصلوٰۃ علی النبیؐ وفضلہا فصل سوم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حدیث مروی ہے وَھُوَ ھٰذَا۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ (رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)

Marfat.com

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ دور سے درود بھیجنے والے کا درود ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں حضور خود سماعت نہیں فرماتے۔

غلام جیلانی ۔ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۴۸ پر شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ان محولہ بالا دونوں حدیثوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "نسائی باسناد صحیح از ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ آوردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ حق سبحانہٗ فرشتگاں را خلق فرمودہ کہ سیاحند در زمین کہ صلوٰۃ وسلام امت را بمن میرسانند وایں در حق غائباں است اما آنکہ حاضر است دراں دو حدیث آمدہ یکے دلالت دارد برآنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سماع سلام میکنند و بنفس نفیس متکفل رد سلام وے میگردد بلکہ پیشتر از سلام بندہ مبادرت میکند بسلام چنانکہ عادت شریف وے بود در حالت حیات و در حدیث دیگر آنکہ دال است برآنکہ دریں حالت نیز ملکے موکل است کہ ابلاغ سلام بحضرت وے میکند چنانکہ دربارگاہ ملوک وسلاطین معہود است۔

ترجمہ:۔ نسائی سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے باسناد صحیح روایت کی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ایسے فرشتے بھی پیدا کئے ہیں جو کہ امت کا درود سلام مجھ تک پہنچانے کے لئے زمین میں سیاحت کرتے ہیں۔ اور یہ حدیث غائب لوگوں کے حق میں ہے۔ لیکن جو شخص حاضر ہو یعنی حضور قلبی سے سلام اور درود پڑھ رہا ہو اس کے

Marfat.com

متعلق دو حدیثیں وارد ہیں۔ ایک تو اس امر پر دال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں۔ اور بنفسِ نفیس ردِ سلام پر متکفل ہیں۔ بلکہ بندے کے سلام سے پیشتر ہی سلام میں پہل فرماتے ہیں جیسا کہ حالتِ حیات میں عادت شریف تھی۔ اور دوسری حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس صورت میں بھی ایک فرشتہ موکل ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابلاغِ سلام کرتا ہے جیسا کہ ملوک و سلاطین کی بارگاہوں میں قاعدہ مقرر ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں مشکوٰۃ المصابیح کے اسی باب کی دوسری فصل میں حدیث وارد ہے وَهُوَ هٰذَا۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَيْثُ كُنْتُمْ (رَوَاهُ النَّسَائِیُّ) ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ "تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (شارحین نے اس ارشادِ نبوی کے دو معنی مراد لئے ہیں اولاً یہ کہ گھروں میں نماز پڑھنا گھروں کو قبرستان بنانا ہے لہٰذا اس حکم کے مطابق فرائض مساجد میں اور سنتیں اور نوافل گھر پڑھنے چاہئیں اور دوسرا حکم یہ ہے کہ مردوں کو گھروں میں ہی دفن نہیں کرنا چاہیئے)۔ اور میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا (شارحین نے اس حکم سے بھی دو معنی مراد لئے ہیں اولاً یہ کہ یہود اور نصاریٰ نے جس طرح قبورِ انبیاء پر لہو و لعب اور زینت و سرود وغیرہ کرتے ہیں۔ تم میری قبر پر کوئی ایسی بات نہ کرنا اور ثانیاً یہ کہ میری زیارت کو عید نہ بنا لینا کہ سال بھر میں صرف ایک یا دو دفعہ ہی حاضر آؤ۔

Marfat.com

بلکہ بار بار زیارت کرتے رہنا) اور مجھ پر درود بھیجتے رہو (بعد مسافت کی فکر نہ کرو) تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود وسلام مجھے پہنچ جاتا ہے۔ اشعۃ اللمعات میں حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ" دریں جا تسلیہ و تبشیر ست مر بعض مشتاقان راکہ اگر بسبب دوری ضروری از سعادت قرب صوری محروم باشند باید کہ از توجہ و حضور قلبی غافل نباشند و خود را از ساحت حضور دور خیال نکنند کہ بوسیلۂ صلوٰۃ وسلام و وصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک اند ؎

قرب جانی چوں بود بعد مکانی سہل است

ترجمہ:۔ اس حدیث میں بعض مشتاقانِ جلوۂ جمال کو تسلی دی گئی ہے اور خوشخبری سنائی گئی ہے کہ اگر ضروری اور مجبوری دوری کی وجہ سے وہ قربِ صوری کی سعادت سے محروم ہوں تو دلی توجہ اور حضورِ قلبی سے غافل نہ ہوں اور اپنے آپ کو حضوری کی بارگاہ سے دور خیال نہ کریں۔ کیونکہ ان کے درود وسلام بھیجنے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے اس ہدیہ کو وصول فرمانے کے وسیلہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب ہیں۔

روحانی قرب اگر نصیب ہو تو بعد مکانی کا درمیان آ جانا نہایت سہل ہے

دوست نزدیکتر از من بمن است ۔۔۔ ویں عجب ترکہ من از وے دورم

چکنم باکہ تواں گفت کہ دوست ۔۔۔ درکنارِ من و من از وے مہجورم

عبدالوہاب ۔ تو آپ کے ان محولہ بالا اقتباسات کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص دلی توجہ اور حضورِ قلب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود وسلام بھیج رہا ہو وہ حضور کے قریب ہوتا ہے خواہ ظاہراً کتنی ہی دوری پر کیوں نہ ہو اور جو شخص عدم توجہ سے بغیر حضورِ قلب درود وسلام پڑھ رہا ہو

Marfat.com

خواہ وہ قریب ہی کیوں نہ ہو حقیقتہً" وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہی ہوتا ہے۔ یعنی قرب و بعد مسافت مکانی پر منحصر نہیں دل کی حضوری یا غیر حضوری پر منحصر ہے۔ اور فرشتوں کا سلام پہنچانا محض حضور کی تعظیم و تکریم کے لئے ہے اس لئے نہیں کہ حضور سماعت فرمانے کی قوت سے محروم ہیں۔

غلام جیلانی - جی ہاں! روح کے لئے بُعد مکانی و زمانی کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ نیز متقی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتے ہیں۔ خواہ وہ کتنی ہی دوری پر کیوں نہ بیٹھے ہوں اس سلسلہ میں ایک حدیث سماعت فرمائیے۔

عبدالوہاب - ارشاد!

غلام جیلانی - مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرقاق فصل سوم میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وَهُوَ هٰذَا - عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْصِيْهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَّا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا اَوْ لَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا اَوْ قَبْرِيْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا (رواہ احمد)۔

ترجمہ:- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یعنی حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف

Marfat.com

(عہدہ قضا پر مامور فرما کر) بھیجا تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں نصیحتیں کرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ در آنحالیکہ معاذ اُونٹ پر سوار تھے اور حضور پیدل ان کی سواری کیساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مناسب پند و نصائح سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ شاید میری عمر کے اس سال بعد تو مجھے نہ پائے اور شاید تو میری مسجد اور میری قبر کے قریب سے گذرے۔ پس معاذ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے خیال سے زار زار رونے لگے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اور پلٹتے ہوئے فرمایا کہ متقی اور پرہیزگار لوگ مجھ سے قریب ہیں۔ خواہ وہ کوئی بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں۔

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق صاحب اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "گویا ایں وصیت وتسلیہ است مر معاذ را کہ باید تقوٰے ورزی و بر فراقِ ما غم نخوری۔ چوں از متقیاں باشی بصورت اگرچہ جدا باشی بمعنی با مائی"۔

ترجمہ:۔ متقی لوگ میرے قریب ہیں کے ارشادِ نبوی میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے وصیت اور تسلی ہے کہ تجھے تقوٰے اختیار کرنا چاہیئے اور ہمارے فراق میں غمگین نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر تو متقین کی جماعت میں سے ہوگا تو اگرچہ بظاہر ہم سے دور ہوگا لیکن باطنی طور پر ہمارے قریب ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پرہیزگاروں کے قریب ہیں۔ اور وہ پرہیزگار خواہ کسی زمانے کے ہوں اور خواہ کسی ملک کے ہوں اور بظاہر کتنی ہی دوری پر ہوں۔

عبدالوہاب۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا

Marfat.com

(یعنی بے شک متقی لوگ میرے قریب ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہوں یعنی وہ صحابی ہوں یا غیر صحابی ہوں اور کہیں بھی موجود ہوں) کے فرمان نبویؐ سے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ متقین کا درود وسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی سماعت فرماتے ہیں۔ اور فرشتے بھی شاہانہ آداب و تعظیمات بجالا کر ہدیۃً پیش کرتے ہیں۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں!

عبدالوہاب۔ تو اس حدیث میں اولیٰ کے معنی قریب کے ہوئے

غلام جیلانی۔ جی ہاں! یہ لفظ وَلِیَ یَلِیْ وَلْیًا کے باب سے افعل کے وزن پر اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور وَلْیًا کے معنی ہیں قریب ہونا۔ وَلِیَ فَلَانًا کے معنی دَنَا مِنْہُ وَقَرُبَ یعنی وہ اس کے قریب ہوا اَولَی النَّاس کے معنی لوگوں میں سے سب سے زیادہ قریب۔ چنانچہ قرآن کریم میں وارد ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (احزاب۔ ۱)

مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۸۱ پر حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ کریمہ کا ترجمہ لکھتے ہیں "پیغمبر نزدیک تر است بمومناں از ذاتہائے ایشاں یعنی امر او نافذ و ماضی است چنانکہ نافذ مے شود حکم خواجہ بر بندہ و بعضے گفتہ اند اتباع امر او اولیٰ است از اتباع رائے نفس وایں معنی درباب وجوب اتباع و محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبفصیل واضح گردد۔

ترجمہ: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مومنین سے خود ان کی ذات سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ان پر اس طرح نافذ ہے جس طرح آقا کا حکم اپنے غلاموں پر جاری ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ (اس آیہ کریمہ کے ترجمہ میں) کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا اتباع انکی اپنی

Marfat.com

رائے کے اتباع سے احق ہے اور یہ بات "وجوب اتباع ومحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" کے باب میں تفصیل کیساتھ واضح ہو جائے گی۔ اور یہ باب انہوں نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ جلد ثانی میں ترتیب دیا ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر دینی اور دنیوی امر میں اتباع کرنا ہے اور یہ تعلق دو قسم کا ہے ۱۔ صوری۔ ۲۔ معنوی۔ پھر صوری تعلق حاصل کرنے کے بھی دو طریقے ہیں اولاً یہ کہ قولاً فعلاً اور اعتقاداً کتاب وسنت کے احکام پر فرقہ ناجیہ اہلسنت والجماعت کے مطابق ہو اطمینت کیساتھ اتباع کرنے میں استقامت حاصل کرے اور طریق دوم یہ کہ شدتِ محبت کیساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرے اور نوعِ ثانی یعنی تعلق معنوی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ "نوعِ ثانی کہ تعلقِ معنوی است بجناب محمدی وآں نیز دو قسم است قسم اول دوام استحضارِ آں صورتِ بدیع المثال واگر ہستی تو کہ بہ تحقیق دیدہ و تینے از اوقات درخواب وتو مشرف شدہ بداں پس استحضار کن صورتے را کہ دیدہ درمنام واگر ندیدہ ہرگز و مشرف نشدہ باں واستطاعت نداری کہ استحضار کنی آں صورت۔ موصوفہ ایں صفات را پس بعینہا ذکر کن اورا و درود بفرصت بروئے صلی اللہ علیہ وسلم وباش درحال ذکر کو باحاضر است پیش درحالتِ حیات و مے بینی تو اورا متأدب باجلال وتعظیم وہیبت وحیا بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا ...... الخ۔

ترجمہ:۔ دوسری قسم جو کہ بارگاہِ محمدی کے ساتھ تعلق معنوی حاصل کرنا ہے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ قسم اول یہ کہ اُس صورت۔ بدیع المثال کی ہمہ وقت حضوری طلب کرنا او اے اس قسم کے تعلق کے طالب اگر تجھے یہ

Marfat.com

سعادت حاصل ہے۔ کہ کبھی عالم خواب میں تو زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو چکا ہے۔ تو جو صورت اقدس تجھے خواب میں نظر آئی تھی تو ہمہ وقت اس صورت منورہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے حاضر رکھنے کی کوشش کر اور اگر تجھے ابھی یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی یا خواب میں دیکھی ہوئی صورت پاک کو بعینہ اپنے سامنے حاضر رکھنے کی تجھے استطاعت نہیں تو پھر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت کیساتھ ذکر کیا کر اور درود شریف بھیجا کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے وقت یا درود سلام بھیجتے وقت اپنے دل میں یہ تصور کر لیا کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت حیات میں تیرے پاس موجود ہیں اور تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال تعظیم۔ ہیبت اور حیا کے ساتھ مودبانہ طریق پر دیکھ رہا ہے اور یہ سمجھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجھے دیکھ رہے ہیں اور تیری معروضات سماعت فرما رہے ہیں۔

عبدالوہاب ۔ لیکن بھائی جان! ہمارے علماء اسے شرک سمجھتے ہیں۔

غلام جیلانی ۔ برادر عزیز! بغیر کسی شرعی دلیل کے ایسے ہی کسی ملاّ کی بات پر یقین کر لینا اسے رب بنا کر اس کی پوجا کرنے کے مترادف ہے جب ہمیں تشہد میں بصیغہ حاضر سلام بھیجنے کی تعلیم دی گئی ہے تو یہ شرک کیسے ہوا؟

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۱۰۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "وَاحْضِرْ فِیْ قَلْبِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَہُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَلْیَصْدُقْ اَمَلُکَ فِیْ اَنَّہٗ یَبْلُغُہٗ وَیَرُدُّ عَلَیْکَ مَاھُوَ اَوْفٰی مِنْہُ۔"

Marfat.com

ترجمہ:۔ اے عزیز جب تو التحیات میں بیٹھے تو اپنے دل میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر اور حضور کا تصور دل میں جما کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ عرض کر اور یقین کر یہ سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے۔ اور آپ اپنی شان کریمی کے مطابق جواب عطا فرماتے ہیں۔

عبد الوہاب۔ خیر اس کے علاوہ سماع موتیٰ کا اور کوئی ثبوت بھی آپ کے پاس ہے تو بیان کیجئے۔

غلام جیلانی۔ بیسیوں ثبوت موجود ہیں۔

عبد الوہاب۔ مثلاً

غلام جیلانی۔ مثلاً مشکوٰۃ المصابیح۔ باب حُکْمُ الْاُسَرَاءِ میں متفق علیہ حدیث منقول ہے۔ وَھُوَ ھٰذَا:۔ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ ذَکَرَ لَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَمَرَ یَوْمَ بَدْرٍ بِاَرْبَعَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِیْدِ قُرَیْشٍ فَقُذِفُوْا فِیْ طُوِیٍّ مِنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِیْثٍ مُخْبِثٍ وَکَانَ اِذَا ظَھَرَ عَلٰی قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَۃِ ثَلٰثَ لَیَالٍ فَلَمَّا کَانَ بِبَدْرٍ اَلْیَوْمَ الثَّالِثَ اَمَرَ بِرَاحِلَتِہٖ فَشُدَّ عَلَیْھَا رَحْلُھَا ثُمَّ مَشٰی وَاتَّبَعَہٗ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی قَامَ عَلٰی شَفَۃِ الرَّکِیِّ فَجَعَلَ یُنَادِیْھِمْ بِاَسْمَائِھِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِھِمْ یَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَیَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَیَسُرُّکُمْ اَنَّکُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَھَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا تُکَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَّا اَرْوَاحَ لَھَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْھُمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھُمْ وَلٰکِنْ لَّا

Marfat.com

یُجِیْبُوْنَ وَزَادَ الْبُخَارِیُّ قَالَ قَتَادَۃُ اَحْیَاھُمُ اللّٰہُ حَتّٰی اَسْمَعَھُمْ قَوْلَہٗ تَوْبِیْخًا وَّتَصْغِیْرًا وَّنِقْمَۃً وَّحَسْرَۃً وَّنَدَمًا ؛

ترجمہ:۔ حضرت قتادہ تابعی انس بن مالک سے اور وہ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش کے چوبیس بڑے بڑے مقتول سرداروں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک ناپاک اور نجس کنوئیں میں پھینکنے کا حکم دیا۔ پس وہ ایک ناپاک اور نجس کنوئیں میں پھینک دیئے گئے۔

اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہ تھا کہ جب کسی قوم پر فتح حاصل ہوتی تو آپ میدانِ جنگ میں ہی تین دن تک قیام فرمایا کرتے تھے پس جب بدر میں قیام کا تیسرا دن ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کے اونٹ پر کجاوہ کسنے کا حکم دیا۔ پس کجاوہ یا پالان باندھ دیا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے آپ کی پیروی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی چل پڑے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور ان مردہ لاشوں کو (جو آپ کے حکم کے مطابق اس کنوئیں میں پھینک دی گئی تھیں) اُن کے اور ان کے باپ دادوں کے نام لیکر پکارنا شروع کر دیا۔ آپ فرما رہے تھے اے فلاں بن فلاں۔ اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یہ پسند آ رہا ہے کہ تم خدا اور اس کے رسول کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے؟ بالتحقیق ہم نے تو جو وعدہ ہمارے پروردگار نے کیا تھا حق پایا۔ پس عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ عرض پرداز ہوئے کہ یارسول اللہ آپ ایسے اجساد کیساتھ کیا تکلم فرما رہے ہیں جو بے جان ہیں یعنی یہ مُردے ہیں اور سن نہیں سکتے۔ ان کیساتھ باتیں کرنا چہ معنی دارد؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اس ذات پاک کی قسم کی جس کے دست قدرت میں ذات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بقا ہے ۔ میں ان (مُردوں) کو جو کچھ کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ یعنی یہ مردے تم سے زیادہ سنتے ہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں ۔ کہ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ مطلب یہی کہ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ جواب نہیں دیتے ۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے ۔ امام بخاریؒ نے اپنی روایت میں یہ عبارت زیادہ کی ہے کہ قتادہ نے منکرین سماع موتی کے جواب میں یہ کہا ہے کہ رب تعالٰی نے ان مردوں کو زندہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سننے کی انہیں طاقت بخشدی اور یہ انہیں زجر و توبیخ اور ذلیل و خوار کرنے ۔ عتاب کرنے اور انہیں حسرت اور ندامت دلانے کے لئے تھا ۔ اس حدیث کی شرح کے تحت شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں ایک طویل بحث تحریر فرمائی ہے ۔ اس بحث کے مطالعہ کے بعد انشاء اللہ العزیز اس مسئلہ کے متعلق کسی قسم کا کوئی شبہ باقی نہیں رہے گا ۔

بحث بر سماعِ موتی

عبدالوہاب ۔ وہ بحث ارشاد ہو ۔

غلام جیلانی ۔ بحث طویل ہے اس کا ترجمہ یہ ۔ کہ فرمایا شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اے عزیز تو اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ یہ حدیث (یعنی محولہ بالا حضرت قتادہ رضی سے مروی حدیث جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مردہ کفار قریش کو اے

Marfat.com

فلاں بن فلاں ۔ اے فلاں بن فلاں کہہ کر پکارنے کا ذکر ہے) سماعِ موتیٰ اور
ان کے علم و ادراک کے صریح ثبوت میں صحیح اور متفق علیہ حدیث ہے اور اسی
طرح صحیح مسلم کی ایک حدیث سے ثابت ہے کہ جب کسی میت کو دفن کرکے واپس
لوٹتے ہیں تو میت ان کے جوتوں کی آہٹ سنتی ہے اور اسی طرح وہ حدیث بھی
سماعِ موتیٰ کی دلیل ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ بقیع
کی زیارت کو تشریف لے گئے ان پر سلام بھیجا اور خطاب فرمایا اور فرمایا اے
اس گھر والے مسلمانو! تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا گیا تھا تمہیں وہ
مل گیا اور ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں ۔ یہ سب
حدیثیں سماعِ موتیٰ پر دال ہیں کیونکہ کسی ایسے شخص سے خطاب کرنا جو نہ سنتا ہو
اور نہ سمجھتا ہو دانائی نہیں ۔ بلکہ ایک فضول اور لایعنی امر محسوب ہوگا ۔ اور
ترمذی کی ایک حدیث میں وارد ہے ۔ کہ جب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کی قبر کی مکہ معظمہ میں زیارت کی تو انہیں مخاطب کرکے فرمایا کہ اگر میں تیری موت
کے وقت تیرے پاس موجود ہوتی تو میں جس مقام پر تیری وفات ہوئی تجھے
وہیں دفن کرتی یعنی تیرے جنازے کو "حبشی" کے مقام سے اٹھا کر مکہ معظمہ میں نہ
لاتی اور اگر میں تیری وفات کے وقت موجود ہوتی تو اس وقت زیارت کرلیتی
تو اب زیارت نہ کرتی ۔ جیسا کہ زیارت القبور کے باب میں عورتوں کے لئے
زیارتِ قبور کی ممانعت کا ذکر گذر چکا ہے اور شیخ ابن الہمام نے شرح ہدایہ
میں نقل کیا ہے کہ اکثر مشائخ حنفیہ قائل ہیں کہ مردہ نہیں سنتا اور کتاب الایمان
میں تصریح کی ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں شخص سے نہیں بولوں گا ۔ لیکن
اس کے مرنے کے بعد (اس کی قبر پر یا اس کی میت سے) کلام کی تو وہ حانث نہیں

Marfat.com

ہوگا یعنی خلاف قسم فعل کے ارتکاب کا گناہ اس کے ذمہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ قسم کسی ایسے شخص کے لئے منعقد ہوتی ہے جو فہم و ادراک کی حیثیت اور قابلیت رکھتا ہو۔ اور میت میں یہ قابلیت نہیں اور اس جماعت نے یعنی منکرین سماع موتی کی جماعت نے حدیث مسلم کا جواب یہ دیا ہے۔ کہ میت کا لوگوں کی قرع نعال سننا نکیرین کے سوالات کا مقدمہ ہے اور یہ میت کو قبر میں رکھنے کے وقت کیساتھ ہی مخصوص ہے لیکن منکرین سماع موتی کی ایجاد کردہ یہ تخصیص سراسر حدیث کے ظاہرہ مفہوم کے خلاف ہے اور ان کے پاس ان کے اس دعوے کی کوئی دلیل نہیں۔ ظاہر حدیث یہ ہے کہ میت کو یہ حالت قبر میں حاصل ہے۔ منکرین سماع موتی نے مذکورہ بالا بدر کے واقعہ کی حدیث کے اور دیگر احادیث جو کہ اس مسئلہ میں ان کے مذہب کے خلاف نص ہیں مختلف جواب دیئے ہیں کبھی وہ کہتے ہیں کہ بدر کے کنوئیں پر کفار کے مردہ اجساد کو خطاب کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی مخصوص تھا۔ اور یہ صرف ایک معجزہ تھا اور کفار کو حسرت دلانے کے لئے تھا۔ مخفی نہ رہے کہ منکرین سماع موتی کی یہ تاویل اور ان کا یہ احتمال قابل تسلیم نہیں ہو سکتا جب تک کہ سماع موتی کے محال اور ناممکن ہونے پر کوئی شرعی دلیل قائم نہ ہو جائے۔ اور پروردگار عزوجل موتی کو قوت سماعت بخشنے پر قادر ہے اور ادراک کے لئے حواس کا سبب ہونا محض عادی امر ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے ہے جیسا کہ دینی کتابوں سے ظاہر ہے اور کبھی وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سماع موتی محض ضرب المثل کے طور پر ہے حقیقی معنی مراد نہیں۔ لیکن ان کا یہ جواب ان کے پہلے جواب سے بھی حقیقتہ سے زیادہ بعید اور ضعیف تر ہے اور ایمان کی بنیاد عرف و عادت پر ہے نہ کہ کسی مخفی حقیقتہ پر۔ اور ان لوگوں کے نزدیک اس حدیث پاک کی قوی ترین تاویل یہ ہے کہ یہ

Marfat.com

روایت مردود ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کیونکہ جب انہو
نے عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت سنی تو فرمایا کہ ایسی بات یعنی مُردوں سے
خطاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیسے فرما سکتے ہیں جبکہ رب تعالے کا فرما
ہے یعنی سورۃ الروم کے پانچویں میں آیہ کریمہ وارد ہے کہ "فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْ
یعنی کہ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔ نیز سورہ فاطر کے تیسرے رکوع میں ہے
کہ "وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ" یعنی آپ قبروں میں پڑے ہو
لوگوں کو سنانے والے نہیں کَذٰا قَالَ الشَّیخ ابن الہمام اور مواہب لد
میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے اس حدیث پاک
تاویل یہ کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء مراد یہ ہے کہ وہ کفار
یہ کہیں کہ تم نے اب جانا کہ جو کچھ میں کہتا تھا حق ہے اور فرمایا کہ حضرت عم
کو وہم ہُوا اور انہوں نے علم کی بجائے سمع کہہ دیا۔ حاصل کلام یہ کہ عائ
رضی اللہ تعالے عنہا نے سماع موتیٰ کا انکار کیا۔ اور قرآن کریم کی محولہ بال
آیات کریمہ سے استدلال کیا۔ لیکن علماء نے عائشہؓ کے قول اور انکے قرآ
استدلال کا جواب دیا ہے اور عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے اس قول کو قبول
نہیں کیا۔ مواہب لدنیہ میں اسماعیل سے منقول ہے کہ باوجودیکہ ان کا حف
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے متعلق یہ قول ہے کہ فہم و ذکا اور کثرت
روایات اور اسرار علم وحکمت میں غور وفکر عائشہؓ سے زیادہ متصور نہیں
ہو سکتا۔ لیکن ثقہ راویوں کی روایت کو رد کرنے کیلئے نص کے بغیر چارہ نہ
اور وہ نص یا تو اس روایت کے مساوی درجہ کی ہو اور نسخ تخصیص یا استحا
پر دلالت کرتی ہو اور یہاں آیت قرآنی سے مراد یہ ہے۔ کہ آپ موتیٰ کو نہ
سنا سکتے اللہ تعالے سنا سکتا ہے۔ نیز ان آیات کریمہ میں موتیٰ اور من فی القبو

سے مراد کفار ہے اور سماع سے مراد عدمِ اجابتِ حق ہے بدلیل آنکہ یہ آیات دعوتِ کفار بایمان اور انکی طرف سے عدمِ اجابتِ حق کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ موتیٰ سے موتی القلوب مراد ہیں اور قبور سے مراد ان کے اجساد ہیں۔ کہ ان قبروں میں انکے مردہ قلوب دفن ہیں۔ مواہب لدنیہ میں تحقیقاً مذکور ہے کہ مغازی محمد بن اسحاق اور احمد بن حنبل میں بھی باسناد جید وحسن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہم معنی روایت موجود ہے۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے سماعِ موتیٰ کے انکار سے رجوع کر لیا کیونکہ کبار صحابہ کرام سے انہیں یہ روایت ثابت ہو گئی۔ اور خود وہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اس قضیہ میں یعنی غزوۂ بدر میں موجود نہ تھیں اور صحیح بخاری کی شرحوں میں بھی یہی مذکور ہے۔ اور وہ جماعت جو سماعِ موتیٰ کا اثبات کرتی ہے انکی دلیل حضرت قتادہ کا وہ قول ہے جو حدیث محولہ بالا کے آخر میں مذکور ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ موتیٰ کو قبور میں ایسی حالت اور اس قسم کی زندگی عطا ہو جاتی ہے کہ اس سے انہیں قوتِ سماع حاصل ہو جاتی ہے۔ اور حضرت قتادہ کے محولہ بالا قول میں نہ تو یہ تخصیص ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور مردہ کفار کو پکارنا صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی مخصوص تھا اور نہ صرف انہی اموات کی تخصیص ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ قادر ہے۔ کہ وہ تمام مردوں میں یہ حالت پیدا کر دے۔ وہ مردہ خواہ کوئی بھی ہو اور کسی بھی زمانے میں ہو فَتَدَبَّرُوْا وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق اور اس مقام پہ ایک بات اور بھی ہے کہ بالفرض اگر ثبوتِ سماع سے ہم دست بردار بھی ہو جائیں باین دلیل کہ سماع حسِ سامعہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے اور سامعہ بدن کی خرابی یعنی فناء ہو

Marfat.com

جانیکی وجہ سے فنا ہوگئی ۔ تو ہم کہتے ہیں کہ حسِ سامعہ کی نفی سے علم کی نفی لازم نہیں آتی ۔ کیونکہ علم کا تعلق روح سے ہے اور روح باقی ہے پس مبصرات اور مسموعات کا علم حاصل ہوتا ہے ۔ اگرچہ ابصار وسمع کے ذریعہ سے نہیں ہوتا جیساکہ بعض متکلمین سمع وبصر الہٰی تعالیٰ کی تاویل مسموعات اور مبصرات کے علم سے کرتے ہیں ۔ پس زائرین کے احوال کا موتیٰ کو علم ہونا اور انہیں پہچان لینا اخبار و آثار سے ثابت ہے حتیٰ کہ حکم وارد ہے کہ جمعہ کے دن زیارت قبور محبوب ترین عمل ہے کیونکہ موتیٰ کو اس دن اتم اور اکمل علم حاصل ہوتا ہے اور زائرین کے احوال ان پر اظہر اور اکشف ہوتے ہیں ۔ پس موتیٰ کو آخرت اور برزخ میں دین اسلام کی حقانیت کا علم حاصل ہونے میں کوئی شک نہیں ۔ اور جیساکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اور حدیث سے بالاتفاق یہی معنی مراد لئے جاتے ہیں ۔ الغرض اہل دنیا اور احوالِ دنیا کا علم موتیٰ کے لئے ممکن ہے اور روح کو بقا حاصل ہونے سے اس علم میں زوال ونسیان کی کوئی دلیل نہیں ۔ حدیث میں وارد ہے کہ کفار عود بدنیا کی تمنا کریں گے ۔ نیز یہ بھی ثابت ہے کہ جب میت نکیرین کا جواب خیر وخوبی کے ساتھ دے چکتی ہے ۔ اور راحت پاتی ہے تو وہ یہ خواہش کرتی ہے ۔ اور کہتی ہے کہ کاش کوئی ایسا شخص ہو جو میرے گھر والوں کو یہ بتا دے کہ میں یہاں راحت میں ہوں اور خوش وخرم ہوں ۔

حاصل کلام یہ کہ کتاب وسنت ایسے دلائل سے بھرپور ہے جن سے موتیٰ کا دنیا اور اہلِ دنیا کے حالات سے آگاہ ہونا ثابت ہے ۔ اس کا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو اخبار و آثار سے مطلقاً جاہل ہو اور دین کا منکر ہو ۔

Marfat.com

عبدالوہاب - بڑی طویل بحث کی ہے شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر ؟

غلام جیلانی - جی ہاں ! تو اب فرمایئے سماعِ موتی کے متعلق آپ کی تسلی ہوئی یا نہیں ؟

عبدالوہاب - خیر بھائی جان اس طویل بحث سے یہ بات تو بالکل واضح ہو گئی کہ موتی قریب کی آواز سن لیتے ہیں لیکن دور کی آواز سن لینا اس بحث سے ثابت نہیں ہوا۔

غلام جیلانی - برادرِ عزیز آپ خود ٹیلیفون - ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہزارہا کوس پر بولنے والے لوگوں کی آوازیں سن لیتے ہیں تو اس وقت تو کسی انسان کا ہزارہا کوس کے فاصلہ سے آواز سن لینا شرک نہیں بنتا لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے عظام خدا کی عطا کردہ روحانی قوت سے دور کی کوئی آواز سن لیتے ہیں تو جھٹ شرک کا فتوے لگ جاتا ہے۔ حالانکہ آپ خود پنجگانہ نمازمیں ندا کے ساتھ بصیغہ حاضر سلام بھی بھیجتے ہیں -

عبدالوہاب - دیکھئے بھائی جان! تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔ کہ اگلے بزرگوں کو یہ سمجھنا کہ وہ دور و نزدیک سے سن لیتے ہیں اس سے شرک ہو جاتا ہے۔ لیکن نزدیک سے ان کا سن لینا تو آپ نے محولہ بالا آثار و اخبار سے ثابت کر دیا۔ اب دور سے ان کا سن لینا یا تو ادلۂ شرعیہ سے ثابت کیجئے یا پھر نعرۂ رسالت۔ نعرۂ حیدری وغیرہ وغیرہ روز افزوں نعروں سے توبہ کر لیجئے۔

غلام جیلانی - برادرِ عزیز ! حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کا فیصلہ آپ مطالعہ فرما چکے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ "مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض تذکر۔ شوقِ وصال۔ حسرت اور فراق کے لئے ہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ ایسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے" تو یہ نعرے جنہیں آپ شرک قرار دے رہے ہیں سب شوق وصال۔ حسرت فراق اور تذکر کے لئے ہی ہوتے ہیں لہذا یہ شرک نہیں ہیں۔ نیز حاجت کیلئے ندا کرنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔

عبدالوہاب۔ مثلاً کس حدیث سے؟

دعائے حاجت خواستن

غلام جیلانی۔ کسی ضروری حاجت کے وقت دعا مانگنے کا جو طریقہ خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الدعوات باب جامع الدعاء میں منقول ہے۔ وَھُوَ ھٰذَا:۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَیْفٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا ضَرِیْرَ الْبَصَرِ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّعَافِیَنِیْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قَالَ فَادْعُہُ قَالَ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ فَیُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَیَدْعُوْ بِھٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ۔ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیَ لِیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ ؎

ترجمہ:۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا

Marfat.com

شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ مجھے (نابینائی) سے عافیت رحمت فرمائے۔ اور شفا بخشے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر لے پس صبر کرنا تیرے لئے بہتر ہے۔ اس نے عرض کی دعا فرمایئے۔ راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ وضو کرے اور اس کے شرائط و آداب اور اسباغ واکمال کو ملحوظ رکھتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے اور پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا کرے۔ "الٰہ العالمین! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تیرے نبی کے وسیلے سے جن کا نام پاک محمدؐ ہے اور وہ نبیّ الرَّحْمَۃ ہیں۔ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوں (اشعۃ اللمعات میں ہے کہ بعض روایات میں صریح طور پر یہ الفاظ موجود ہیں کہ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ) تاکہ وہ میری اس حاجت میں میرے لئے حکم کرے۔ یا اللہ میرے حق میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ کی شفاعت قبول فرما علاوہ ازیں یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ والی حدیث آپ پہلے سن چکے ہیں

عبد الوہاب ۔ جی ہاں! خیر اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنے کا واقعی ثبوت موجود ہے۔

غلام جیلانی ۔ اور "اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ" کے الفاظ میں ندائے غیب کی اجازت بھی؟

عبد الوہاب ۔ جی ہاں! ندائے غیب کی اجازت بھی موجود ہے۔

غلام جیلانی ۔ علاوہ ازیں ندائے غائب کے متعلق ایک اور حدیث

Marfat.com

بھی ملاحظہ ہو۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساریہ رضؓ کو دور سے پکارنا اور ان کا دور کی آواز سن لینا!

غلام جیلانی۔ مشکوٰۃ المصابیح باب الکرامات میں حدیث وارد ہے وھو هذا:۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَ اَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلاً يُدْعٰى سَارِيَة فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيْحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقِيْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ يَصِيْحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا اِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى (رواہ البیہقی فی دلائل النبوات)۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جیش (صوبہ آذربائیجان کے شہر نہاوند کی طرف کہ مدینہ منورہ سے ایک ماہ کی مسافت سے بھی زیادہ فاصلہ پر واقع تھا) بھیجا۔ اور اس لشکر کا امیر ایک شخص کو مقرر فرمایا جو ساریہ رضؓ کے نام سے موسوم تھا۔ پس درآنحالیکہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک آپ نے پکارنا شروع کیا کہ اے ساریہ پہاڑ کو پشت پناہ بنائے پس جب اس لشکر کا فرستادہ قاصد (مژدہ فتح لے کر) حاضر ہوا تو اس نے کہا کہ یا امیرالمؤمنین دشمنوں نے ہم سے ملاقات کی پس انہوں نے ہمیں شکست دی۔ پس اچانک کسی پکارنے والے نے پکارا کہ اے ساریہ پہاڑ کو پشت پناہ رکھ

Marfat.com

لہٰذا ہم نے پہاڑ کو پس پشت رکھتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کیا اور اللہ تعالےٰ نے انہیں شکست دی۔

عبدالوہاب - سبحان اللہ! بڑا عجیب واقعہ ہے۔

غلام جیلانی - جی ہاں! حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ منورہ میں منبر پر کھڑے ہوئے پکار رہے تھے اور ہزار ہا میل کے فاصلے پر نہاوند کے میدانِ جنگ میں دس ہزار مجاہدان کی آواز سن رہے تھے۔ اور اس کے مطابق عمل کر رہے تھے۔ اب بتلایئے ٹیلیفون۔ ریڈیو یا ٹیلی ویژن کے بغیر محض روحانی قوت سے ہزار ہا میل فاصلہ کے مقام تک آواز پہنچانا اور اس آواز کو دس ہزار مجاہدین کا سننا ثابت ہے یا نہیں؟

عبدالوہاب - لیکن قرآن مجید میں تو ایسا کوئی واقعہ موجود نہیں۔

غلام جیلانی - کیوں نہیں! قرآن کریم میں بھی ایسے واقعات موجود ہیں لیکن آپ نے غور نہیں کیا۔

عبدالوہاب - تو کوئی ایسا واقعہ بیان فرمایئے۔

قرآنی ثبوت

غلام جیلانی - ملاحظہ فرمایئے سورہ الحج کے چوتھے رکوع میں آیہ کریمہ وارد ہے وَھُوَ ھٰذَا ۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ o ترجمہ۔ اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دُبلی اونٹنی پر کہ ہر دُور کی راہ سے آتی ہے۔ تفسیر جلالین میں اس آیہ کریمہ کا شانِ نزول درج ہے۔ کہ فَنَادٰی عَلٰی جَبَلِ اَبِیْ قُبَیْسٍ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ بَنٰی بَیْتًا

Marfat.com

وَ اَوْجَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَاَجِيْبُوْا رَبَّكُمْ وَالْتَفَتَ بِوَجْهِهٖ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَّشَرْقًا وَّغَرْبًا فَاَجَابَهٗ كُلُّ مَنْ كُتِبَ لَهٗ اَنْ يَّحُجَّ مِنْ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَاَرْحَامِ الْاُمَّهَاتِ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ

ترجمہ۔ پس ابراہیم علیہ السلام نے کوہ ابوقبیس پر چڑھ کر پکارا کہ اے لو[گو] بیشک تمہارے پروردگار نے گھر بنایا اور تم پر اس کا حج فرض قرار دیا۔ پس تم اپنے رب کے (اس حکم کو) قبول کرو۔ اور آپ نے دائیں بائیں اور مش[رق] مغرب یعنی ہر طرف رخ پھیر کر یہ ندا کی اور ہر اس نفس نے جس کی قسمت میں حج ک[ا] لکھا تھا پشتِ پدر اور شکمِ مادر سے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہہ کر ان [کی] اس ندا کا جواب دیا۔

تفسیر حسینی میں ہے۔ کہ "حق سبحانہٗ آوازِ اُورا بذرّات و ذریات رسانید وہمہ را دعوتِ اُو شنوانید" مطلب یہ کہ آپ کی آواز دنیا بھر میں گونجی۔ حق تعالیٰ نے ان کی آواز ذرات و ذریات تک یعنی ہر شجر و حجر تک اور ہر اس شخص تک جس کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا خواہ وہ پشتِ پدر میں تھا یا شکمِ مادر میں تھا پہنچا دی۔

عبدالوہاب۔ واقعی اللہ تعالیٰ جس کو دور کی آواز سنانا چاہے خواہ فرشتوں کے ذریعہ سنائے یا کسی اور طرح سنا دے بہرحال میں علمائے اہلسنت وجماعت کے اس نظریہ کو صحیح تسلیم کرتا ہوں کہ بعطائے الٰہی قو[ت] قدسیہ والے دور و نزدیک کی آواز سن سکتے ہیں۔ اب چونکہ وقت کا[فی] ہو چکا ہے اجازت چاہتا ہوں۔ انشاء اللہ العزیز کل پھر حاضر ہوں گ[ا] اور ہم مسئلہ حاضر ناظر کی تیسری شق پر گفتگو کریں گے (کرسی سے اٹھ کر مصا[فحہ] کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے) اچھا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

Marfat.com

غلام جیلانی ۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔
مجلس برخاست ہوجاتی ہے

مجلس پنجم

کسی قوتِ قدسیہ والے کا صدہا کوس پر کسی حاجتمند کی حاجت روائی کرنا

چہ غم دیوارِ امت راکہ دارد چوں تو پشتی باں
چہ باک از موجِ بحر آنرا کہ باشد نوح کشتی باں

غلام جیلانی حسب معمول اپنے دارالمطالعہ میں مبحث امروزہ کے متعلق دلائل فراہم کرنے کے لئے مطالعۂ کتب میں مصروف ہے۔ اتنے میں اس کا بھائی عبدالوہاب آجاتا ہے۔ پُرتپاک علیک سلیک کے بعد دونوں بھائی اپنی دیروزہ نشستوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ عبدالوہاب گفتگو کا آغاز کرتا ہے

عبدالوہاب ۔ بھائی جان! آج ہمارا موضوع گفتگو ہے۔ "کسی قوتِ قدسیہ والے کا صدہا کوس پر کسی حاجتمند کی حاجت روائی کرنا"

غلام جیلانی ۔ جی ہاں! آج ہم انشاء اللہ العزیز اسی موضوع پر گفتگو کریں گے۔

عبدالوہاب ۔ تو فرمائیے کیا معلومات ہیں آپکی اس مسئلہ کے متعلق

غلام جیلانی ۔ میں اس مسئلہ کے متعلق پہلے بھی کافی کچھ عرض کرچکا ہوں

Marfat.com

مثلاً:۔ ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامِس ابوالہول اور اس کے ساتھیوں کی زنجیریں کھولنا۔

۲۔ غزوۂ قنسرین میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی امداد کے لئے حضرت ابوعبیدہؓ کو روانہ فرمانا۔

۳۔ یوقنا حاکم حلب کو آنِ واحد میں عربی زبان کا فصیح البیان ادیب بنا دینا

۴۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک یتیم لڑکے کی جان بچانا۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح انطاکیہ کی بشارت دینا۔

۶۔ روماس حاکم بصرہ کی بیوی کو قرآن کریم کی دو سورتیں پڑھا دینا۔

۷۔ سلطان شمس الدین التمش کو حوض بنانے کیلئے جگہ کا نشان بتانا۔

۸۔ حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دست بوسی کا شرف بخشنا

۹۔ سلطان نورالدین شہید کو دو نصرانیوں کی حرکت شنیعہ کی خبر دینا

۱۰۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقروض شخص کی امداد کرنا

۱۱۔ گذشتہ جنگِ سندھ و پاک میں سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ کرام و اولیائے عظام کا تشریف آور ہونا اور ہماری بہادر فوج کے مجاہدین کی امداد فرمانا وغیرہ وغیرہ تمام واقعات جو میں بیان کر چکا ہوں اسی قسم کے بیشمار مشاہدات جو آئے دن ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ابدالآباد تک ہوتے رہیں گے۔ یہ تمام واقعات وحقائق اس امر کی ناقابلِ تردید شہادتیں ہیں کہ قوتِ قدسیہ والے بزرگ بامر اللہ تعالیٰ اور بطفیل ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین کے حاجت مندوں کی حاجات پوری کرتے رہتے ہیں۔

حقیقی اور بالذات معطی محض اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی ہے۔ [illegible]

Marfat.com

علیہم السلام اور اولیائے عظام اس کی مشیت کے مطابق اس کے امر اور اس کے اذن سے اس کی مخلوق کے معاون اور مددگار ہیں۔

عبدالوہاب۔ اس کا ثبوت؟

غلام جیلانی۔ تاریخی ثبوت تو عرض کر چکا ہوں۔ اب بزرگانِ دین کے اقوال بھی ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الخیر الکثیر" کے خزانہ تاسعہ صفحہ ۳۸۱ پر عنوان قائم کیا ہے

مرنے کے بعد لوگوں کے مختلف طبقات

اس عنوان کے تحت وہ لکھتے ہیں کہ "مرنے کے بعد لوگوں کے طبقات مختلف ہو جاتے ہیں۔ بعض ان میں سے ملائکہ علویہ کلیہ کے زمرہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ کامل افراد ہوتے ہیں جن کی شان اور فیض کلی ہوتا ہے۔ بعض ملائکہ علویہ جزئیہ سے جا ملتے ہیں اور اکثر شہدائے سابقین جیسا کہ حضرت حمزہؓ وغیرہ اسی قسم سے ہیں۔ ان کی شان جزئی ہے کلی ہے۔ بعض کا لحوق ملائکہ سفلیہ کے ساتھ اپنے مراتب کے اعتبار سے ہوتا ہے اور یہ شہدا ابرار ہیں۔ اور جو فناء اول کے مقام میں باعتبار حال کے ان کے مشابہ ہیں۔ ان کی شان جزئی ہوتی ہے۔ مثلاً مظلوم کی مدد کرنا۔ ایسے امور جزئیہ کی تبلیغ کرنا کہ جن سے لوگوں کو نفع ہو۔ اور جزئی فتنوں کو رفع کرنا۔ اور فتح میں معاون ہونا۔ اور بعض وہ ہیں کہ جو کامل طور پر جنوں کیساتھ لاحق ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ارتکاب رذائل میں عمریں ختم کر دی ہیں کہ جن کے مجموعہ سے ایک ہیئت وحدانی حاصل ہوئی اور ان کا نفس اس میں فناہ ہو کر رہ گیا۔ بعض ان میں لوگوں کو تکلیف پہنچانے میں مشغول ہیں اور بعض دوسرے امور میں یا

لگے ہوئے ہیں۔"

عبدالوہاب - جبر اس عبارت کا مطلب جو میرے فہم ناقص میں آیا وہ یہ ہے کہ نیک روحیں لوگوں کو فیض پہنچانے میں اور بد روحیں لوگوں کو اذیت پہنچانے میں مصروف ہیں۔

غلام جیلانی - جی ہاں! علاوہ ازیں "فتاوے عزیزی" مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد دوم کے صفحہ ۱۰۰ پر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مفصل بحث فرمائی ہے۔

عبدالوہاب - ارشاد۔

استمداد از اہل قبور پر بصیرت افروز تبصرہ

غلام جیلانی - فتاوے عزیزی جلد دوم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ ۱۰۷ پر ہے کہ "وَ اَمَّا اِسْتِمْدَاد بِاَھْلِ قُبُوْر در غیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا غیر انبیاء علیہم السلام منکر شدہ اند آنرا بسیارے از فقہاء میگویند کہ نیست زیارت مگر برائے رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار و قائل گشتہ اند بر آں بعضے از ایشاں وظاہر است کہ از فقہاء آنانکہ قائل بسماع و ادراک میت اند قائل بجواز اند۔ و آنانکہ منکر اند آنرا نیز انکار کنند و آں امر لیست ثابت و مقرر نزد مشائخ صوفیہ اہل کشف و کمال تا آنکہ گویند اکثرے را فیوض و فتوح از ارواح رسیدہ۔

عبدالوہاب - برادرِ محترم! میرے خیال میں یہ تبصرہ طویل ہوگا مناسب ہے کہ آپ صرف ترجمہ ہی کرتے چلے جائیں۔

غلام جیلانی - بہت اچھا! لیجئے ترجمہ ہی سماعت فرمائیے۔

Marfat.com

"حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء علیہم السلام
کے سوا دیگر صلحاء اہل قبور سے استمداد کرنے کے بہت سے فقہاء منکر ہیں
یعنی انبیاء علیہم السلام کے مقابر منورہ سے استمداد کرنے میں سب متفق ہیں۔
لیکن غیر انبیاء صالحین کی قبور سے استمداد میں اختلاف ہے۔ منکرین استمداد
کہتے ہیں کہ زیارت قبور کی اجازت صرف اس مقصد کے لئے ہے کہ اموات کو
دعاء استغفار سے نفع پہنچایا جائے۔ کیونکہ ان میں سے یعنی
فقہاء میں سے جو ایصال ثواب کے قائل ہیں وہ جواز استمداد از قبور اولیاءُ
اللہ کے بھی قائل ہیں۔ اور وہ فقہاء جو کہ استمداد از قبور اولیاء اللہ کے منکر
ہیں وہ میت کے سمع و ادراک کے بھی منکر ہیں۔ لیکن میت کا سمع و ادراک
تو قطعی طور پر ثابت شدہ امر ہے اور اہل کشف و کمال مشائخ صوفیہ کے
نزدیک یقینی امر ہے یہاں تک کہ ان میں سے اکثر مشائخ کو ارواح سے
فیوض و فتوح حاصل ہوئے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا
مزار قبولیت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے۔ اور

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ بزرگ جس
سے اس کی دنیوی حیات میں مدد طلب کی جاتی ہو بعد از ممات بھی کی جا سکتی
ہے۔

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی زائر کسی بزرگ
کی قبر پر حاضر ہوتا ہے تو اس زائر کی روح کو صاحب قبر کی روح کیساتھ اور
صاحب قبر کی روح کو زائر کی روح کیساتھ ایک خاص تعلق ہو جاتا ہے۔ پھر

Marfat.com

ہر دو نفوس کے درمیان ایک معنوی مقابلہ اور مخصوص تعلق پیدا ہو جاتا ہے پس اگر صاحب قبر کی روح قدسی صفات میں زیادہ قوی ہوتی ہے تو زائر کی روح اس سے فیضیاب ہوتی ہے اور اگر بالعکس ہو تو معاملہ برعکس ہوتا ہے یعنی اس صورت میں صاحب قبر کی روح زائر کی روح سے فیضیاب ہوتی ہے اور شرح مقاصد میں مذکور ہے کہ زیارت قبور اولیاء اللہ کی ارواح سے استعانت کے ذریعہ نفع حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ روح انسانی کو مفارقت کے بعد اپنے متروکہ جسد اور اس تربت کیساتھ جس میں وہ جسد مدفون ہے ایک خاص تعلق حاصل ہوتا ہے۔ جب کوئی زندہ شخص اس تربت کی زیارت کرتا ہے اور صاحب قبر کی روح کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو ہر دو نفوس کو ملاقات اور اور فیوض حاصل ہوتے ہیں اور اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ زندہ بزرگ امداد کرنے میں قوی ہوتے ہیں یا مردہ بزرگ بعض محققین کے نزدیک مختار قول ثانی ہے یعنی بعد مفارقت بدن بزرگوں کی ارواح مدد کرنے میں قوی تر ہوتی ہیں۔ اس سلسلہ میں بعض کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں دنیوی امور کی سرانجام دہی میں کسی قسم کی پریشانی ہو تو اصحاب قبور کی امداد طلب کیا کرو۔ شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ شریف کی شرح (اشعۃ اللمعات) میں فرماتے ہیں کہ کتاب سنت اور سلف صالحین کے اقوال میں کہیں کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جو اس امر کے مخالف اور منافی ہو اور استمداد از اہل قبور کی تردید کرتی ہو۔ نیز جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ روح باقی ہے اور مفارقت بدن کے بعد اس کا تعلق بعض اجزائے بدن کیساتھ قائم رہتا ہے اور اس کی اس کیفیت میں بھی کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا جس سے کہ وہ زائرین اور انکے

Marfat.com

حالات کا علم و شعور رکھتی ہے اور کاملین کی ارواح جن ہے کہ انکی حیات کے وقت بارگاہِ رب العالمین میں ان کے قرب و منزلت کے سبب تصرفات و امداد کی کرامات کا ظہور ہوتا تھا بعد از ممات بھی انہیں چونکہ وہی قرب و منزلت حاصل ہوتی ہے لہٰذا انہیں تصرفات و امداد کی وہی کرامات بھی حاصل ہوتی ہیں جو کہ انہیں حالتِ حیات میں جسد کے ساتھ کلی تعلق رکھنے کے وقت حاصل تھیں بلکہ بعد از ممات ان کرامات میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اہلِ قبور سے انکارِ استمداد کی کوئی صحیح وجہ معلوم نہیں۔ اِلا کہ روح کا مفارقت بدن کے بعد تربت کے ساتھ تعلق ہونے کا ہی انکار کر دیا جائے اور یہ بات سراسر خلاف منصوص ہے۔ اور اس سے زیارتِ قبور کے لئے جانا محض ایک لغو اور بے معنی امر ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور یہ احادیث و آثار کے قطعاً خلاف ہے اور صورتِ استمداد صرف یہی ہے کہ حاجتمند اپنی حاجت حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے اس کے مقرب اور مکرم بندے کے روحانی توسل سے طلب کرے اور یہ کہے کہ خداوندا اپنے اس بندے کی برکت سے کہ جسے تو نے اپنی رحمت و اکرام سے نوازا ہے میری حاجت پوری کر۔ یا اس مقرب اور مکرم بندے کو پکار کر کہے کہ اے خدا کے ولی میری شفاعت کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے میری حاجت کے متعلق دعا کیجئے کہ وہ میری حاجت پوری کر دے۔ پس خدا کا وہ مقرب اور مکرم بندہ درمیان میں محض ایک وسیلہ ہوگا۔ اور قادر، معطی اور مسئول فقط اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی ہوگی اور اس میں ہرگز ہرگز شرک کا شائبہ تک بھی نہیں ہوگا۔ جیسا کہ منکرین کو وہم ہے۔ استمداد کی یہ صورت بالکل ایسی ہے جیسا کہ اولیاء اللہ اور صلحا کا توسل حاصل کیا جاتا ہے اور ان کی حالتِ حیات میں ان سے دعا طلب کی جاتی ہے اور جب یہ سب کچھ بالاتفاق

Marfat.com

جائز ہے۔ تو بعد از ممات ان کا توسل اور طلب دعا ناجائز کیسے ہوا اور ارواحِ کاملین کے لئے حیات و ممات یکساں ہے بلکہ بعد از ممات ان کے کمالات میں اور ترقی ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں اور حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صدور میں مفصل بحث کی ہے اور متعدد طرق سے احادیث و اقوال پیش کئے ہیں۔

عبدالوہاب۔ حاصل کلام یہ کہ اولیاء اللہ کو حیاتِ دنیوی میں کرامات و تصرّف کی جو قوت حاصل ہوتی ہے وہ ان کے روحانی عروج و ارتقاء کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔ بعد از ممات چونکہ ارواح زندہ اور باقی رہتی ہیں اور قربِ الٰہی کی وجہ سے جو عروج انہیں حاصل ہوتا ہے وہ علیٰ حالہ باقی رہتا ہے۔ تو خدا کے ان مقبول بندوں کی وساطت سے اگر کسی کی کوئی مراد حاصل ہو جائے تو یہ امر نہ بعید از عقل ہے اور نہ خلافِ شرع ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! اور ان کی حیات و ممات کی دونوں حالتوں میں فاعلِ حقیقی اور متصرف بالذّات سوائے ذاتِ رب العالمین کے اور کوئی نہیں اور وہ لوگ یعنی اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام درمیان میں فقط ایک وسیلہ ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۸۹ پر بھی اسی قسم کا استفتاء درج ہے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

غلام جیلانی۔ فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۸۹ پر استفتاء درج ہے کہ "کسے صاحبِ باطن یا صاحبِ کشف بر قبور ایشاں مراقب شدہ چیزے از باطن اخذ مے تواند کرد یا نہ؟ جواب مے تواند نمود۔

Marfat.com

ترجمہ :- کوئی صاحب باطن یا صاحب کشف کسی صاحب باطن یا صاحب کشف کی قبر کے پاس مراقبہ کرکے باطن سے کچھ حاصل کرسکتا ہے یا نہیں؟ **جواب** :- کرسکتا ہے۔

عبدالوہاب۔ خیر اس کا مطلب یہ کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قوتِ قدسیہ والے بزرگ حاجت مندوں کی حاجت روائی کرسکتے ہیں۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! تو ملاحظہ فرمایئے کہ یہ شان تو ہے رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صلحائے امت کی اور خود خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عظیم تو انسانی فہم وادراک سے وراء الورٰی ہے۔ چنانچہ مدارج النبوۃ جلد اول باب پنجم در ذکر فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۲۰ پر حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ "دادہ شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را مفاتیح خزائن وسپردہ شد بوے ظاہر آنست کہ خزائن ملوک فارس وروم ہمہ بدست صحابہ افتاد وباطنش آنکہ مراد خزائن اجناس عالم است کہ رزق ہمہ در کف اقتدار وے سپرد۔ وقوت تربیت ظاہر وباطن ہمہ بوے داد۔ چنانکہ مفاتیح غیب در دست علم الٰہی است نمے داند آنرا مگر وے۔ مفاتیح رزق وقسمت آں در دست ایں سید کریم نہادند قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَالْمُعْطِیْ ھُوَ اللّٰہُ...الخ

ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو حق تعالٰی نے خزائن ارض کی کنجیاں عطا فرمادی ہوئی ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے سپرد ہیں۔ گذشتہ اوراق میں حدیث ملاحظہ ہو جس میں ارشاد ہے کہ وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ یعنی زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں

Marfat.com

مجھے دیدی گئی ہیں)۔

ظاہراً اس کا مطلب یہ کہ مفاتیح خزائن الارض سے مراد روم اور ایران کے بادشاہوں کے خزانے ہیں جو تمام کے تمام صحابہ کرام کے ہاتھ آئے۔ اور باطن اس کا یہ کہ زمین کے خزانوں سے مراد زمین سے پیدا ہونیوالی تمام اجناس ہیں۔ مطلب یہ کہ رب تعالٰے نے اپنی تمام مخلوق کی روزی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کف اقتدار میں دیدی ہے۔ اور ظاہر و باطن کی پرورش کی غذا حضور کے سپرد کر رکھی ہے۔ جیسا کہ غیب کی کنجیاں دست علم الٰہی میں ہیں اور اس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا اسی طرح رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کی تقسیم اس سید کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ معطی اللہ ہے اور میں قاسم ہوں ؎

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

عبدالوہاب۔ برادرِ محترم! حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان کہ "رزق ہمہ در کف اقتدار وے سپرد" "تمام مخلوق کی روزی آپ کے کف اقتدار کے سپرد کر دی" میرے لئے بالکل نئی اور انوکھی بات ہے۔

غلام جیلانی۔ کیا آپ اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ جبرائیل میکائیل اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام چار فرشتے اللہ تعالٰے کے خاص مقرب فرشتے ہیں۔ اور مدبرات امر ہیں۔ جبرائیل امین ریاح و جنود کے اور میکائیل ارزاق و باراں و گیاہ کے موکل ہیں۔

عبدالوہاب۔ کیوں نہیں اس بات پر تو ہر مسلمان یقین رکھتا ہے۔

Marfat.com

غلام جیلانی۔ تو میرے بھائی اس بات پر بھی یقین کیجئے کہ یہ دونوں فرشتے یعنی حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانی وزیر ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ وعمرؓ میں حدیث وارد ہے۔ وَھُوَ ھٰذَا:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَامِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا وَلَہٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَائِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ:۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے دو آسمانی اور دو زمینی وزیر ہیں میرے آسمانی وزیر جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور زمینی وزیر ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما ہیں۔

تو میرے بھائی جس بادشاہ کے وزیر ریاح وجنود اور ارزاق وباراں گیاد کے موکل ہیں۔ اُس بادشاہ کے کف اقتدار میں مخلوق کی روزی ہونے پر آپ کو حیران نہیں ہونا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانی وزیروں کی شان تو خیر آپ کو معلوم ہی ہے۔ اس حدیث کے ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زمینی وزیروں کے متعلق ایک واقعہ بھی مطالعہ کرتے جایئے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمینی وزیروں کے ایک دشمن کا واقعہ

غلام جیلانی۔ اشعۃ اللمعات میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانی اور زمینی

Marfat.com

وزیروں کی شرح پر توضیحی نوٹ میں مولانا امیر علی صاحبؒ نے جو کچھ لکھا ہے اس کا اردو ترجمہ یہ ہے :- کہ جان اے عزیز کہ زمانہ قریب میں کہ تقریباً دس سال ہوئے ہوں گے۔ شہر عظیم آباد میں ایک رافضی اور ایک سنی کے درمیان دوستانہ مراسم قائم تھے۔ سنی نے حج کو جانے کا ارادہ کیا جب وہ اپنے رافضی دوست سے رخصت ہونے لگا تو اس نے کہا کہ میرے دل میں ایک آرزو ہے۔ لیکن بیان نہیں کر سکتا۔ سنی نے کہا کہ ضرور بیان کیجئے۔ رافضی نے کہا کہ اگر تو یہ وعدہ کرے کہ میرا پیغام جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دے گا تو میں بیان کروں۔ بالآخر اس نے یہ وعدہ لے کر کہا کہ "زیارت کے وقت میری طرف سے یہ کہنا کہ یا حضرت زیارت کا شوق تو رکھتا ہوں لیکن اس لئے حاضر نہیں ہو سکتا کہ میرے اور آپ کے دو دشمن یعنی حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما آپ کے پاس مدفون ہیں۔ سنی یہ بات سن کر بہت رنجیدہ اور غمگین ہوا۔ معذرت چاہی کہ میں ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ رافضی نے کہا کہ تم میرا پیغام پہنچانے والے ہوگے خود کہنے والے نہیں ہو گے۔ الغرض سنی جب زیارت سے فارغ ہوا تو اسے اپنے رافضی دوست کا پیغام یاد آیا۔ لیکن اسے موقع نہ ملا کہ یہ بات زبان پر لائے۔ آخر کار جب وہ وقت آیا کہ قافلے نے اگلے دن مدینہ منورہ سے کوچ کرنا تھا تو سنی نے جو وعدہ کیا ہوا تھا اسے پورا کرنے کے لئے کچھ رات گئے وہ روضہ شریف پر حاضر ہوا اور بعد سلام و درود چاہا کہ رافضی کا پیغام عرض کرے لیکن اس پر دہشت طاری ہو گئی۔ معذرت کا خواستگار ہو کر رونے لگا حتیٰ کہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اسی بے ہوشی کے عالم میں اس نے دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ پر قیام فرما ہیں۔ حضورؐ کے دائیں جانب فاروق اعظم رضی اللہ

Marfat.com

فنا لے اعنہ شمشیر حائل کئے ایستادہ ہیں۔ اس شخص نے اپنے آپ کو بھی وہاں موجود دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پیغام تجھے اس شخص نے دیا ہے سنی نے دیکھا کہ اسے پیغام دینے والا اس کا رافضی دوست بھی کچھ دور فاصلے پر وہاں بیٹھا ہوا ہے۔ سنی نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہؐ اس نے مجھ سے خدا کی قسم کے ساتھ عہد لیا تھا اور یہ پیغام دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ انہوں نے تلوار کھینچ کر اس رافضی کی گردن پر ماری اور اس کا سر لڑھکتا ہوا نجاست کی بدرو میں جا پڑا۔ سنی ہوش میں آکر وہاں سے اٹھا اور اپنی قیامگاہ میں آگیا جب وہ واپس اپنے شہر عظیم آباد میں پہنچا تو اس نے اپنا یہ خواب کا واقعہ مولوی خدابخش خاں صاحب مرحوم کے پاس بیان کیا۔ دو تین دن گذرنے کے بعد سفر کی منزل طے کر کے وہ اپنے رافضی دوست کے گھر گیا تو اس کے بیوی بچوں نے اسے رو رو کر بتایا کہ اسکا دوست فلاں رات قضائے حاجت کیلئے بیت الخلا میں گیا تھا۔ کہ کوئی دشمن خدا جانے شاید بدرو کے راستہ سے داخل ہوا اور اس کا سر تن سے جدا کر کے اس گندے حوض میں پھینک دیا اور دھڑ کو پاخانہ کی کھڈی میں چھوڑ گیا۔ جب صبح ہوئی تو ہمیں اس بات کا پتہ چلا۔ لیکن قاتل کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ یہ وہی رات تھی جس رات سنی حاجی نے وہ خواب دیکھا تھا وہ اپنے جوشِ گریہ کو ضبط نہ کرسکا۔ اہل خانہ سمجھتے تھے کہ وہ اس رافضی کی محبت میں رو رہا ہے وَ لِلّٰہِ الْعَظْمَۃُ اَلْکِبْرِیَاءُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

عبدالوہاب ۔ سبحان اللہ! بڑا عجیب واقعہ ہے۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں! اور ملاحظہ فرمایئے کہ یہ شرف و فضل تو سرکار

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیروں کو حاصل ہے اور خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کو جو فضائل حاصل ہیں وہ تو حصر و عد کی حد سے باہر ہیں۔ اولین اور آخرین کے جملہ علوم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور ان کی کنہ و حقیقت کو سوائے ذات رب العالمین کے کوئی نہیں جان سکتا۔

عبد الوہاب۔ خیر یہ سب کچھ بجا۔ لیکن ملاحظہ فرمایئے تقویۃ الایمان مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے "اول تو یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ حاجت بر لانے کی طاقت ہوئے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو دوسرے کہ ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا ہے تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اپنے تمام کاموں پر اُسی کو پکاریں۔ اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر

غلام جیلانی۔ تقویۃ الایمان کے مصنف نے چوہڑا چمار کس کو کہا

عبد الوہاب۔ اس نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ علاوہ ازیں اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر ہے۔ کہ "جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں۔ اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

غلام جیلانی۔ برادر عزیز! آپ خود ہی فیصلہ فرمایئے کہ کسی بھی سخت سے سخت دشمن اسلام کو آج تک اکرم الاولین والآخرین سید المرسلین خاتم النبیین۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی فحش گالیاں بکنے کی جرأت ہوئی؟

Marfat.com

خواجہ حافظ شیرازی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آنرا کہ دوستیٔ علیؑ نیست کافراست
گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش

عبدالوہاب۔ خیر خواجہ حافظ شیرازی شاعر ہیں مفتی نہیں ہیں کہ ان کا فتوے سند ہو سکے۔

غلام جیلانی۔ علمائے اہل سنت وجماعت بریلوی نے مصنف تقویۃ الایمان پر کفر کا فتوے نہیں لگایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرتے وقت مصنف موصوف نے اپنی اس تصنیف کے اس قسم کے کلمات کفریہ سے توبہ کرلی تھی۔

خیر آمدم برسر مطلب۔ ملاحظہ فرمایئے کہ مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علیؓ بن ابیطالب میں حدیث وارد ہے وَھُوَ ھٰذَا:۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ رواہ الترمذیؔ۔

ترجمہ۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالےٰ عنہ (جو قدماء اور فضلا صحابہ میں سے ہیں اور جن کے متعلق مشہور ہے۔ کہ ان کی زیارت کے لئے فرشتے آسمانوں سے نازل ہوا کرتے تھے اور ان کی خدمت میں سلام عرض کیا کرتے تھے) فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں یعنی کہ مجھے علیؓ کے ساتھ کمال اتحاد۔ اتصال۔ اخلاص اور یگانگی ہے اور علیؓ ہر مسلمان کا ولی ہے اور ولی کے معنی ہیں دوست۔ محب اور ناصر یعنی مددگار۔ مطلب یہ کہ بموجب فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے

Marfat.com

ساتھ محبت رکھے اور انہیں اپنا مددگار سمجھے۔ جب یہ شان تو ہے حضرت علیؓ کی اور حضور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی تو نسلاً بعد نسل اولاد کے بھی بے دین اور بے ایمان ہونے کی وعید احادیث میں وارد ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کتاب التوحید میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب یمن میں تھے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا جو ابھی صاف نہیں کیا گیا تھا یعنی کان سے نکالا ہی گیا تھا ارسال کیا۔ آپؐ نے وہ سونا چار شخصوں یعنی ۱۔ اقرع بن حابس حنظلی۔ ۲۔ عیینہ بن بدر فزاری۔ ۳۔ علقمہ بن علاثہ عامر کلابی۔ ۴۔ زید خیل طائی از بنی نبہان میں تقسیم فرما دیا۔ اس پر قریش و انصار معترض ہوئے کہ حضورؐ اہل نجد کے سرداروں کو تو عطا فرما رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کی تالیف قلوب کر رہا ہوں۔ اس اثنا میں ایک شخص آگے بڑھا (اس کا حلیہ یہ تھا کہ) اس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی پیشانی ابھری ہوئی۔ داڑھی گھنی۔ رخسار ابھرے ہوئے اور سر منڈا ہوا تھا۔ پس اس نے کہا اے محمدؐ اللہ سے ڈر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں۔ تو اس کی فرمانبرداری اور کون کرے گا۔ اس نے مجھے اہل زمین پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ تو قوم میں سے ایک شخص نے (جو راوی کے خیال کے مطابق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے) اس گستاخ کو قتل کر دینے کی اجازت طلب کی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع فرما دیا۔ پس جب وہ (گستاخ) واپس لوٹا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن کریم انکے حلق

Marfat.com

نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر شکار پر لگ کر پار ہو جاتا ہے (یعنی وہ اسلام کو مجروح کرنے کی کوشش میں رہیں گے اس سے افادہ نہیں کریں گے) وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح ہلاک کر دوں۔

عبدالوہاب۔ واقعی اس حدیث میں گستاخ رسول کے اور اسکی اولاد کے بے دین اور بے ایمان ہونے کی پیشین گوئی موجود ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! سہ

ہزار بار تواں کرد باخدا شوخی
ولیک دم نتواں زد بمصطفےٰ گستاخ

علاوہ ازیں ملاحظہ فرمایئے کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "فیأمنّی علیٰ اَهلِ الأرض" اللہ تعالٰے نے مجھے اہل زمین پر امین بنایا ہے۔ یہ فرمان اس حدیث کے عین مطابق ہے جس میں یہ ارشاد ہے کہ "وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ" یعنی زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں مجھے دیدی گئی ہیں اور شیخ محقق رحمت اللہ علیہ نے اس سے استنباط فرمایا کہ "رزق ہمہ در کف اقتدار وے سپرد و قوت زینت ظاہر و باطن ہمہ بوے داد" یعنی رب تعالٰے نے اپنی تمام مخلوق کی روزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کف اقتدار میں دیدی ہے اور ظاہر و باطن کی پرورش کی غذا حضور کے سپرد کر رکھی ہے۔ ان دونوں چیزوں کے یعنی روحانی اور جسمانی غذاؤں کے موکل فرشتے حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ ہیں۔ اور وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں۔

لہٰذا "العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" جلد اول کے صفحہ ۵۲۵

Marfat.com

پر اعلیحضرت مولنا احمد رضا خانصاحب قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ
"ہر چیز ہر نعمت ہر مراد ہر دولت دین میں' دنیا میں' آخرت میں روز اول سے
آج تک' آج سے ابدالآباد تک جسے ملی یا ملتی ہے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے دست اقدس سے ملی اور ملتی ہے کہ معطی حقیقی اللہ عزوجل ہے
اور اس کی تمام نعمتوں کو بانٹنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے
دوسرے سے کوئی نعمت کوئی مراد کسی کو کبھی ملی نہ ملے"۔ اور شاعر کہتا ہے کہ

اے احمد مصطفٰے شفیع دوجہاں   بسپرد بدست تو مراحنالق جہاں
الحال بدست تست کار و بارم   مختار توئی ہر چہ بخواہی کن آں

عبدالوہاب ۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحانی اور
جسمانی خوراک کے قاسم ہیں۔

غلام جیلانی ۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی کتاب الآداب میں حدیث ہے
وَهُوَ هٰذَا:۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِیْ فَاِنِّیْ اَنَا اَبُو الْقَاسِمِ اَقْسِمُ
بَيْنَكُمْ وَفِیْ رِوَايَةٍ وَلَا تَكْتَنُوْا۔

ترجمہ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے نام پر نام رکھ لیا کرو۔ لیکن
میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو کیونکہ میں ابوالقاسم اس لئے ہوں کہ تمہارے
درمیان (اللہ تعالٰے کی طرف سے جو کچھ وحی کی گئی ہے۔ اور جو کچھ علم و عمل
میں سے میری طرف بھیجا گیا ہے ۔ ہر شخص کو اس کی ازلی قسمت کے مطابق)
تقسیم کرتا ہوں۔ مشکوٰۃ المصابیح کے حاشیہ پر اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ کی شرح ویوں
ہے۔ کہ اِنِّیْ لَسْتُ اَبَا الْقَاسِمِ لِمُجَرَّدِ كَوْنِ وَلَدٍ بَلْ كَانَ مُسْتَبْنٍ

Marfat.com

قَاسِم بَلْ لُوحِظَ فِی مَعْنَی الْقَاسِمِیَّةِ بِاعْتِبَارِ الْقِسْمَةِ الْاَزَلِیَّةِ فِی الْاُمُوْرِ الدِّیْنِیَّةِ وَالدُّنْیَوِیَّةِ فَلَسْتُ کَاَحَدٍ کُمْ لَا فِی الذَّاتِ وَلَا فِی الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ فَمَعْنٰی اَبِی الْقَاسِمِ صَاحِبِ هٰذَا الْوَصْفِ کَمَا یُقَالُ اَبُو الْفَضْلِ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ لَهٗ وَلَدٌ مُسَمّٰی بِالْفَضْلِ ...... اِلٰی آخِرِہٖ۔

ترجمہ:۔ بالتحقیق میں ابو القاسم اس لئے نہیں ہوں کہ میرے بیٹے کا نام قاسم تھا بلکہ دینی اور دنیوی امور کی ازلی قسمت کے اعتبار سے مجھ میں قاسمیت کے معنی ملحوظ ہیں۔ لہٰذا میں ذات وصفات اور اسماء میں تم میں سے کسی کے بھی مشابہ نہیں ہوں پس قاسم کے معنی اس وصف والے کے ہیں (قاسم کا باپ کے نہیں) جیسے کسی کو ابو الفضل کہا جائے خواہ اس کا فضل نامی کوئی بیٹا نہ ہو

علاوہ ازیں مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم میں بھی حدیث وارد ہے وَھُوَ ھٰذَا۔ عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ ترجمہ:۔ حضرت معاویہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کا ارادہ کر لیتا ہے یعنی اس کی مشیت میں جس کی بھلائی منظور ہوتی ہے اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے یعنی اسے دین کا فہم زیرکی اور دانائی بخش دیتا ہے اور بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور معطی حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جسے چاہتا ہے۔ جتنا چاہتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ کی طرف سے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا ہونے کا ذکر صحیح بخاری کتاب المناقب میں اور

Marfat.com

صحیح مسلم شریف کتاب الفضائل میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مروی ہے۔ گذشتہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیے۔

عبدالوہاب۔ مطلب یہ کہ متصرف حقیقی معطی بالذات اور فاعل علی الاطلاق محض ذات رب العالمین ہی ہے اور اس کی نعمتوں کے قاسم باذنہ وبامرہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جبریل امین اور میکائیل علیہ السلام آپ کے آسمانی وزیر ہیں۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا جس وصف کمال کے ساتھ بھی کی جائے آپ کی شان عظیم اس سے ارفع و اعلیٰ ہی ہے

چہ نعت پسندیدہ گویم ترا
ازاں برتری آنچہ گویم ترا

عبدالوہاب۔ خیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت رکھنا تو ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ البتہ مسئلہ زیر بحث کا ثبوت اگر قرآن و حدیث سے آپ دے سکتے ہیں تو دیجیئے۔

غلام جیلانی۔ میں محض محبت اور عقیدت کی بنا پر ہی آپ سے باتیں نہیں کر رہا بلکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی صحیح احادیث پیش کر رہا ہوں۔ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں حق تعالٰے نے عطا کر رکھی ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاسم ہیں اور اللہ تعالیٰ معطی

رب ہے معطی قاسم یہ ہیں
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

عبدالوہاب۔ کیا صحابہ کرام کے زمانہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ عالیہ سے کبھی استمداد کی گئی؟

Marfat.com

غلام جیلانی ۔ جی ہاں! صحابہؓ کے زمانہ میں بھی اور تابعین کے زمانہ میں بھی۔ ملاحظہ فرمایئے ۔ کہ مشکوٰۃ المصابیح باب الکرامات میں حدیث وارد ہے وَھُوَ ھٰذَا :۔ عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَھْلُ الْمَدِیْنَةِ قَحْطًا شَدِیْدًا فَشَکَوْا اِلٰی عَائِشَةَ فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْہُ کُوًی اِلَی السَّمَاءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ

(رواہ الدارمی)

ترجمہ :۔ حضرت ابوجوزہ تابعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ ایک سخت قحط میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے اس امر کی شکایت کی (تاکہ وہ دعا فرمائیں یا کوئی اور تدبیر بتائیں) انہوں نے فرمایا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کی طرف رجوع کرو اور اس میں آسمان کی طرف روشندان بنا دو یہاں تک کہ آسمان اور قبر شریف کے درمیان کوئی چھت نہ رہے پس انہوں نے ایسا ہی کیا تو انہیں بارش عطا ہوئی ۔ یہاں تک گھاس وغیرہ اُگ آئی کہ اونٹ فربہ ہو گئے اور چربی سے پھٹے پڑتے تھے لہٰذا اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا ۔ فَتَقَ الشَّیْئَ کے معنی کسی چیز کو پھاڑنا ۔

اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کی شرح درج ہے کہ "پس شفاعت جستن عائشہ از قبر شریف وقبول افتادن وظہور اثر آں کرامت است مر عائشہ رضؓ را و درحقیقت معجزہ است مر آں حضرت را ۔ وخود کرامات اولیاء ہمہ معجزہ است مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کما قالوا۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا قبر سے شفاعت طلب کرانا اور اس کا قبول ہونا اور پھر اس کا اثر ظاہر ہونا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کرامت ہے اور درحقیقت یہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ اولیاء اللہ کی تمام کرامتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! بڑا عجیب واقعہ ہے۔

غلام جیلانی۔ علاوہ ازیں ایک اور حدیث سماعت فرمائیے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

ابدال لوگوں کے کام

غلام جیلانی۔ مشکوٰۃ المصابیح باب ذِکرِ الیمن وَالشَّام وَ ذِکرِ اُوَیسِ القَرَنی میں حدیث منقول ہے۔ وَھُوَ ھٰذا:۔

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ ذُکِرَ اَھْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَقِیْلَ اَلْعَنْہُمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ لَا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ حضرت شریح بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں اہل شام کا ذکر کیا گیا۔ اور التجا کی گئی کہ یا امیرالمومنین آپ ان پر لعنت کیجئے آپ نے فرمایا میں اہل شام پر لعنت نہیں کرونگا کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابدال

Marfat.com

شام میں ہوں گے اور وہ چالیس آدمی ہیں۔ جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی جگہ اور شخص کو لے آتا ہے ان کے وجود باجود کی برکت سے بارش برستی ہے اور دشمنان دین سے انتقام لیتے وقت انکی مدد شامل حال ہوتی ہے اور انہی کی برکت سے اہل شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔ اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کی شرح درج ہے کہ اہل شام کے ساتھ ابدال حضرات کی برکات اور نصرت کی خصوصیت ان کے قرب مقام اور میل ملاپ کے مواقع کی کثرت کی وجہ سے ہے ورنہ ان حضرات کی برکت اور نصرت تو جملہ جہان کے شامل حال ہے۔ بالخصوص اس شخص کے لئے جو ان حضرات سے استمداد و استعانت کرے۔ ابدال کے وجود کا ثبوت اس حدیث پاک سے نیز دیگر احادیث سے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے شیخ ابن حجر عسقلانیؒ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد ایک اور مرفوع حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے بھی بیان کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امت کے اعلیٰ اور افضل لوگ پانچ سو ہیں اور ابدال چالیس ہیں۔ پس نہ تو ان پانچ سو کی تعداد کبھی کم ہونے پاتی ہے اور نہ ان چالیس کی۔ اگر کوئی ابدال مرجاتا ہے تو حق تعالےٰ ان پانچسو میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ پر مقرر فرما دیتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایئے کہ وہ لوگ کیا عمل کرتے ہیں جس پر انہیں یہ بلند درجے حاصل ہو جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ہر اس شخص کو معاف کر دیتے ہیں جو ان پر ظلم کرے اور جو شخص ان سے برائی کرے وہ اس کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ اور جو کچھ خدا نے انکو دیا ہے وہ اس سے حاجتمندوں کی امداد اور غمخواری کرتے ہیں۔ اور اس کی تصدیق

Marfat.com

کتاب اللہ کی اس آیہ کریمہ میں موجود ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا وہ غصے کو پی جانے والے لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یعنی اپنے ولی بنا لیتا ہے۔

عبدالوہاب۔ ابدال کے لغوی معنی کیا ہیں؟

غلام جیلانی۔ غیاث اللغات میں اس کے معنی درج ہیں کہ ابدال بالکسر بدل کردن و بالفتح گروہے از اولیاء اللہ کہ حق تعالیٰ عالم را بوجود ایشاں قائم دارد و آں ہمہ در عالم ہفتاد شخص اند چہل در شام مے باشند و سی کس در جاہائے دیگر۔ اگر یکے از ایشاں بمیرد دیگر از مردم بجائے او مقرر شود ..... الی آخرہ۔

ابدال بالکسر کے معنی تبدیل کرنا۔ اور بالفتح یعنی ابدال کے معنی اولیاءُ اللہ کا ایک گروہ جن کے وجودِ باجود کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیا کو قائم رکھتا ہے۔ پوری دنیا میں ان کی تعداد ستر ہے۔ ان میں سے چالیس شام میں رہتے ہیں اور تیس دوسرے مقامات پر۔ جب ان میں سے کوئی ایک مر جاتا ہے تو کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ مقرر ہو جاتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب کے صفحہ ۱۸۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "مر اوتاد را باید کہ تا ہر شب بگرد ہمہ عالم بر آیند و اگر ہیچ جائے باشد کہ چشم ایشاں بر آں نیفتادہ باشد، دیگر روز خللے اندر آں محل پدیدار آید آنگاہ ایشاں بقطب آنہا توجہ کنند تا شے ہمت برگمارد و آں خلل از عالم خدائے تعالیٰ ببرکات وے زائل کند۔"

ترجمہ:۔ ان نفوس قدسیہ والے بزرگوں یعنی اخیار و ابدال میں سے جو اوتاد ہوتے ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر رات پوری دنیا کی سیر کریں۔ اگر

Marfat.com

کوئی مقام ایسا ہو کہ وہاں ان کی نظر نہ پڑی ہو تو اگلے دن اس مقام پر کسی نہ کسی قسم کا خلل رونما ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے قطب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ دعا کرتا ہے اور رب تعالیٰ اس کی برکت سے وہ خرابی دنیا سے زائل فرما دیتا ہے

عبدالوہاب ۔ اوتاد کا کیا مطلب ؟

غلام جیلانی ۔ اوتاد بالفتح میخہا وایں جمع وتد است و قسمے از اولیا اللہ کہ ہمہ عالم چہار تن مے باشند (غیاث اللغات) یعنی اوتاد جمع ہے وتد کی اس کے معنی میخیں ۔ اور اولیاء اللہ کی ایک قسم ہے کہ ساری دنیا میں چار شخص ہوتے ہیں ۔

عبدالوہاب ۔ اور قطب کسے کہتے ہیں ؟

غلام جیلانی ۔ اسلامی اصطلاح میں اس کے معنی غیاث اللغات میں درج ہیں کہ " لقب آں ولی کہ انتظام ملکے یا شہرے در عالم معنوی بحکم الٰہی در قبضۂ او باشد " یعنی قطب اس ولی کا لقب ہے کہ عالم معنوی میں بحکم الٰہی کسی ملک یا کسی شہر کا انتظام اس کے قبضہ میں ہو ۔ اب اسی سلسلہ میں ایک اور حدیث سماعت فرمایئے

عبدالوہاب ۔ ارشاد !

اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دعائیں اتنی جلدی سنتا اور قبول فرماتا ہے جتنی جلدی انکے دست و زبان و چشم و گوش ان کا حکم سنتے اور مانتے ہیں

غلام جیلانی صحیح بخاری جلد ثانی صفحہ ۹۶۳ کتاب الرقاق باب التواضع میں حدیث وارد ہے وَھُوَ ھٰذَا :۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ۔

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں یعنی اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہوں جیسا دشمن دشمن کیساتھ کرتا ہے اور میرا بندہ میری پسندیدہ اور اس پر فرض قرار دی ہوئی چیزوں سے ہی میرا قرب حاصل نہیں کرتا (بلکہ) میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ (یعنی فرائض کی تکمیل نوافل سے کرکے ان دونوں کی برکات سے) میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے کہ وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے کہ وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں دیتا ہوں۔ اگر پناہ مانگتا ہے تو پناہ دیتا ہوں۔ اور میں جس کام کو کرنے والا ہوتا ہوں یعنی کرنا چاہتا ہوں اس کے کرنے میں مجھے تردّد نہیں ہوتا۔ جس قدر تردّد کہ مجھے نفس مومن سے ہوتا ہے کہ وہ موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کے اس

Marfat.com

مکروہ سمجھنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! بڑا بلند مقام حاصل ہے اولیاء اللہ کو!

غلام جیلانی۔ جی ہاں! اسی سلسلہ میں ایک اور حدیث سماعت فرمائیے۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

کوئی ولی اللہ اگر کسی بات پر قسم کھالے تو اللہ تعالےٰ اسکی قسم کے مطابق اس کی بات پوری کر دیتا ہے

غلام جیلانی۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرقاق باب فضل الفقراء میں حدیث منقول ہے وَھُوَ ھٰذَا:۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض گرد آلودہ اور بکھرے ہوئے بالوں والے لوگ جو (غایت حقارت کی وجہ سے) دروازوں سے دھتکارے ہوئے ہوتے ہیں اگر وہ کسی بات پر خدا کے متعلق قسم کھالیں (کہ وہ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا۔ یا وہ فلاں چیز دیگا یا نہیں دیگا) تو اللہ تعالےٰ انہیں اس قسم میں سچا کر دیتا ہے یعنی جو کچھ انہوں نے کہا ہو کہ ایسا ہوگا۔ ویسا ہی ہو جاتا ہے۔

عبدالوہاب۔ سبحان اللہ! بڑی شان ہے اولیاء اللہ کی؟

غلام جیلانی۔ جی ہاں! مشکوٰۃ المصابیح کے اسی باب کی اس سے اگلی حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

عبدالوہاب ۔ ارشاد!

اولیاء اللہ کے طفیل جملہ جہان کو رزق مل رہا ہے

غلام جیلانی ۔ محولہ بالاحدیث سے اگلی حدیث یہ ہے۔
عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَى سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص تابعی جن کا شمار ثقہ راویوں میں ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خیال ہوا کہ انہیں (اپنے سے کم درجہ یعنی ضعفاء فقراء وغیرہ) دوسرے لوگوں پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمہیں اعدائے دین کے مقابلہ میں جو نصرت عطا ہوتی ہے اور جو رزق تمہیں دیا جاتا ہے وہ تمہارے فقراء و مساکین کی برکت کے سوا کسی اور وجہ سے دیا جاتا ہے؟ (روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے)
اور خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

حافظ ار آبحیات ابدی میطلبی
منبعش خاک در خلوت درویشان است

عبدالوہاب ۔ سبحان اللہ! اولیاء اللہ کی شان تو بہت ہی بلند ہے۔

غلام جیلانی ۔ علاوہ ازیں ایک اور حدیث سماعت فرمائیے۔
عبدالوہاب ۔ ارشاد۔

Marfat.com

سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کا رجال الغیب سے استمداد کرنے کا فرمان واجب الاذعان

غلام جیلانی حصن حصین معہ ترجمہ و شرح قول متین مطبوعہ" نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب - آرام باغ - کراچی" کے صفحہ ۲۸۳ پر بزار اور مصنف ابن شیبہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی حدیث منقول ہے وَھُوَ ھٰذَا :- " وَاِذَا نْفَلَتَتْ دَآبَّتُہٗ فَلْیُنَادِ اَعِیْنُوْا یَا عِبَادَ اللہِ " اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کے بعد رَحِمَکُمُ اللہُ کے الفاظ بھی ہیں - ازاں بعد طبرانی کے حوالہ سے حضرت زید بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی حدیث منقول ہے کہ " وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِیْ - یَا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِیْ -

ترجمہ :- اگر (جنگل میں) کسی (مسافر) کا جانور (بدک کر) بھاگ جائے تو وہ شخص یہ کہہ کر پکارے کہ اے اللہ کے بندو! (یعنی اے رجال الغیب " ابدال - ملائکہ یا مسلمان جنات") میری مدد کرو -

ترجمہ حدیث ۲: (جنگل میں کسی مسافر کو) مدد کی ضرورت ہو - تو وہ تین بار کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو - اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو -

حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں - رواہ الطبرانی - عَنْ زَیْدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عُتْبَۃَ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ

Marfat.com

نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا اَوْ اَرَادَ عَوْنًا وَھُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِھَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا لَا تَرَاھُمْ وَقَدْ جُرِّبَ ذَالِکَ اَیْ ذَالِکَ مُجَرَّبٌ مُحَقَّقٌ۔ ترجمہ:۔ روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے زید بن علیؓ سے انہوں نے عتبہ بن غزوان سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا وہ مدد کا طالب ہو اور وہ ایسی سرزمین میں ہو کہ وہاں کوئی اس کا ہمدرد نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ پکار کر کہے۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ بے شک اللہ کے ایسے بندے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے اور یہ عمل تجربہ شدہ اور تحقیق شدہ ہے۔

عبدالوہاب۔ خیر یہ حدیث تو آپ پہلے بھی بیان فرما چکے ہیں۔ آپ کے پیش کردہ ان حوالہ جات کے مطابق قوت قدسیہ والے بزرگوں کا حاجتمندوں کی حاجت روائی کرنا اور ان سے استمداد کیا جانا کسی حد تک جائز ثابت ہو رہا ہے لیکن قرآن کریم میں تو اس قسم کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔

غلام جیلانی۔ کیوں نہیں قرآن کریم سے ہی تو اس مسئلے کا استنباط

عبدالوہاب۔ مثلاً کس آیہ کریمہ سے؟

قرآنی ثبوت

غلام جیلانی۔ ملاحظہ فرمایئے سورہ النازعات میں رب تعالٰے کا فرمان والاشان وارد ہے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ ترجمہ:۔ (از اعلیحضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ) قسم ان کی

کہ سختی سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں۔ اور آسانی سے پیریں۔ پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں۔ پھر کام کی تدبیر کریں۔ بیضاوی شریف میں ان آیات کریمہ کی تفسیر درج ہے۔ أَوْصِفَاتُ النُّفُوْسِ الْفَاضِلَةِ حَالَ الْمُفَارِقَةِ فَاِنَّهَا تُنْزَعُ عَنِ الْاَبْدَانِ غَرْقًا اے نَزْعًا شَدِیْدًا مِنْ اِغْرَاقِ النَّازِعِ فِی الْقَوْسِ وَتَنْشَطُ اِلٰی عَالَمِ الْمَلَكُوْتِ وَتَسْبَحُ فِیْهَا فَتَسْبِقُ حَظَائِرَ الْقُدُسِ فَتَصِیْرُ لِشَرَفِهَا وَقُوَّتِهَا مِنَ الْمُدَبِّرَاتِ ..... اِلٰی آخِرِہٖ۔

ترجمہ:۔ ان آیات کریمہ میں جو قسمیں ہیں وہ یا تو ملائکۃ الموت کی صفات ہیں یا صفات النجوم ہیں) یا نفوس فاضلہ کی ان کے ابدان سے مفارقت کی کیفیت کی صفات ہیں کہ وہ زور سے کمان کھینچنے والے سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ ابدان سے کھینچ لی جاتی ہیں اور وہ متشاش لبشاش عالم ملکوت کیطرف روانہ ہوتی ہیں۔ اور اس میں سیاحت کرتی ہیں اور خطائر قدس میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہیں اور اپنے شرف اور اپنی قدسی قوت کے مطابق مدبرات امور میں سے ہو جاتی ہیں۔ تفسیر جلالین (مطبوعہ اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ فریر ...ڈ کراچی) میں آیہ کریمہ "فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا" کی تفسیر میں ... [illegible] ...یان کا اقتباس درج ہے۔ وَهُوَ هٰذَا:۔

"قَالَ فِی ... [illegible] ... النَّفْسُ الشَّرِیْفَةُ لَا یَبْعُدُ ... [illegible] ... یَظْهَرُ مِنْهَا ... [illegible] ... الْحَالَةِ ... [illegible] ... كَانَتْ مُفَارِقَةً عَنِ الْاَبْدَانِ ... [illegible] ... تَرٰی اَنَّ الْاِنْسَانَ قَدْ یَرٰی فِی الْمَنَامِ ... [illegible] ... الْمُوْرَاتِ بِرُشْدِہٖ اِلٰی مَطْلُوْبِهٖ وَیَرٰی اُسْتَاذَہٗ ... [illegible] ... مَسْئَلَةٍ فَیَحُلُّهَا لَهٗ وَلِنَظَائِرِہٖ

Marfat.com

كَثِيْرَةٌ لَا تُحْصٰى وَقَدْ يَدْخُلُ بَعْضُ الْاَحْيَاءِ مِنْ جِدَارٍ وَ نَحْوِهِ عَلٰى بَعْضٍ مِنْ لَهُ حَاجَةٌ فَيَقْضِيْهَا وَذَالِكَ عَلٰى خَرْقِ الْعَادَةِ فَاِذَا كَانَ التَّدْبِيْرُ بِيَدِ الرُّوْحِ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْمَوْطِنِ فَلَمَّا انْتَقَلَ اِلَى الْبَرْزَخِ بَلْ هُوَ بَعْدَ مُفَارَقَةِ الْبَدَنِ اَشَدُّ تَاثِيْرًا لِاَنَّ الْجَسَدَ حِجَابٌ فِي الْجُمْلَةِ اَلَا تَرٰى اَنَّ الشَّمْسَ اَشَدُّ اِشْرَاقًا اِذَا لَمْ يَحْجُبْهَا غَيَامٌ اَوْ نَحْوُهُ"

ترجمہ:۔ روح البیان میں ہے کہ "پھر نفوس شریفہ سے یہ امر بعید نہیں کہ ان سے اس دنیا میں بھی کچھ آثار (جو ان کے مدبرات امور ہونے پر دال ہوں) ظہور میں آئیں خواہ ابدان سے ان کی مفارقت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو بہر حال وہ مدبرات امور عالم ہوتے ہیں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ انسان عالم خواب میں بعض امور کا مشاہدہ کرتا ہے اور وہ اسکے مقصد مطلوب کی طرف اس کی رہنمائی کر دیتے ہیں وہ خواب میں اپنے استاد کو دیکھتا ہے۔ اس سے اپنے مشکل مسائل پوچھتا ہے اور وہ اسکی عقدہ کشائی کر دیتا ہے۔ اور ایسی مثالیں اتنی کثیر ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اور بعض زندہ لوگ (اولیاء اللہ) بعض حاجت مندوں کے سامنے دیوار میں سے ہی ظاہر ہو جاتے ہیں اور انکی حاجت پوری کر دیتے ہیں۔ اور یہ بطور خارق عادت ظہور میں آتا ہے۔ اور جب یہ سارا معاملہ روح پر ہی منحصر ہے تو روح کا اس عالم میں ہونا یا عالم برزخ میں منتقل ہو جانا یکساں ہے۔ بلکہ مفارقت بدن کے بعد اس کے عمل اور اس کی خاصیت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ جسد اس کے لئے بمنزلہ حجاب تھا۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ سورج پر بادلوں کا یا آندھی یا کہر وغیرہ کا حجاب نہ ہو تو اس کی درخشندگی اور

Marfat.com

تائید کی زیادہ ہوتی ہے۔

عبدالوہاب ۔ سبحان اللہ! تفسیر بیضاوی اور تفسیر روح البیان نے تو تمام عقدے حل کر دیئے۔ یقیناً نفوس فاضلہ اور ارواح شریفہ تدبیر نظام عالم میں ملائکہ کی رفیق کار ہیں۔ اور مفارقت بدن کے بعد ان کے اس شرف اور فضیلت میں پہلے کی نسبت اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

غلام جیلانی ۔ جی ہاں! اور تدبیر نظام عالم کی نسبت نفوس قدسیہ یعنی ملائکہ اور ارواح ابرار و اخیار کے ساتھ محض مجازی نسبت ہے۔ حقیقی نہیں۔ حقیقی مدبّر امور اور فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ فقط اللہ تعالٰے اسی کی واحد اور لاشریک ذات ہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام فقط اُس کی اس صفت کے مظہر ہی ہیں۔ علاوہ ازیں دوسرا قرآنی ثبوت بھی ملاحظہ فرمایئے۔

عبدالوہاب ۔ ارشاد!

غلام جیلانی ۔ سورہ مائدہ کے آٹھویں رکوع میں اللہ جلّ شانہٗ وعم نوالہٗ کا فرمان والا شان وارد ہے وَھُوَ ھٰذَا:۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ٥ (المائدہ ـــ ۸)۔

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں (ترجمہ از اعلیحضرت مولٰنا احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہٗ)

تفسیر مدارک میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر کے تحت درج ہے کہ "اِنَّمَا یُفِیْدُ اِخْتِصَاصَھُمْ بِالْمُوَالَاتِ وَلَمْ یَجْمَعِ الْوَلِیَّ وَاِنْ کَانَ الْمَذْکُوْرُ

Marfat.com

جَمَاعَۃً تَنْبِیْھًا عَلٰی اِنَّ الْوِلَایَۃَ لِلّٰہِ اَصْلٌ وَلِغَیْرِہٖ تَبَعًا وَلَوْقِیْلَ اِنَّمَا اَوْلِیَاءُکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَمْ یَکُنْ فِی الْکَلَامِ اَصْلٌ وَتَبَعٌ۔ ترجمہ:- اِنَّمَا یعنی "صرف" کا لفظ اس آیہ کریمہ میں (خدا۔ رسول اور مومنین کے ساتھ) سوالات کے اختصاص اور حد و حصر کا فائدہ دیتاہے (یعنی اِنَّمَا کا لفظ اِنَّ اور مَا سے مرکب ہے اور اس کا خاصہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ جملے کے شروع میں آتاہے اور لفظ یا جملہ مابعد کی ایک حد قائم کر دیتا ہے اس آیہ کریمہ میں حق سبحانہٗ تعالےٰ نے معاونین کی حد قائم کر دی کہ وہ صرف تین ہیں ۔ اللہ اس کا رسول اور مومنین) اور ولی یعنی یاری دہندہ کا لفظ بصیغہ جمع استعمال نہیں ہوا ۔حالانکہ جملہ میں ذکر جماعت کا کیاگیاہے اس میں اس بات کی تنبیہہ مقصود ہے ۔کہ بالاصل یعنی حقیقی مددگار تو صرف اللہ تعالےٰ کی ذات پاک ہی ہے اس کا رسول اور مومنین بالتبع مددگار ہیں اور اگر اس آیہ کریمہ میں" اِنَّمَا اَوْلِیَاءُکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا "ہوتا کلام میں اصل اور تبع کا امتیاز نہ رہتا ۔

عبدالوہاب ۔مطلب یہ کہ حقیقی طور پر صرف اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین اس کی تبعیت یعنی اسکی پیروی میں باثرہ و باذنہ مددگار ہیں۔

غلام جیلانی ۔جی ہاں ! بالکل صحیح مفہوم اخذ کیا آپ نے ۔

عبدالوہاب ۔لیکن بھائی جان ! ہمیں مدد مانگنے کی جو تعلیم دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنی نمازوں میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہا کریں یعنی صرف اللہ تعالےٰ ہی سے مدد مانگا کریں

غلام جیلانی ۔برادرِ عزیز! اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے

Marfat.com

الفاظ میں استمداد و استعانت اور ابرار و اخیار کی تعلیم بھی تو موجود ہے۔

عبدالوہاب۔ وہ کیسے؟

غلام جیلانی۔ برادرم ملاحظہ فرمایئے کہ "نَعْبُدُ" اور "نَسْتَعِيْنُ" دونوں متکلم مع الغیر کے صیغے ہیں۔ منفرد نمازی اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے اس کی وجہ تفسیر بیضاوی میں بیان کی گئی ہے۔ کہ "وَالضَّمِيْرُ الْمُسْتَكِنُّ فِي الْفِعْلَيْنِ لِلْقَارِيِّ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْحَفَظَةِ وَحَاضِرِيْ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ اَوْ لَهُ وَلِسَائِرِ الْمُوَحِّدِيْنَ اَدْرَجَ عِبَادَتَهُ فِيْ تَضَاعِيْفِ عِبَادَتِهِمْ وَخَلَطَ حَاجَتَهُ بِحَاجَتِهِمْ لَعَلَّهَا تُقْبَلُ بِبَرَكَتِهَا وَتُجَابُ اِلَيْهَا۔

ترجمہ:۔ (نَعْبُدُ اور نَسْتَعِيْنُ کے) دونوں فعلوں میں (نَحْنُ) ضمیر مستتر قاری اور اس کے محافظ فرشتوں اور نماز جماعت میں حاضر لوگوں کے لئے ہے۔ یا قاری اور (روئے زمین کے) تمام موحدین یعنی انبیاء علیہم السلام اصدقاء شہداء اور صلحاء یعنی اولیاء اللہ کے لئے ہے۔ اس نے یعنی قاری نے اپنی عبادت کو ان کی اَضْعَافٌ مُضَاعَفَةٌ عبادت میں ملا دیا۔ اور انکی حاجتوں میں اپنی حاجت کو مخلوط کر دیا۔ تاکہ شاید ان کی عبادت کی برکت سے اس کی عبادت بھی قبول ہو جائے اور ان کی حاجات کیساتھ اسکی حاجت بھی روا ہو جائے۔

عبدالوہاب۔ مطلب یہ کہ نمازی اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہنے میں انبیاء و اولیاء اور دیگر تمام اخیار و ابرار کو اپنا وسیلہ قرار دے لیتا ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! اور خود پنجگانہ نماز کی فرضیت میں بھی تو

Marfat.com

ایک نبی علیہ السلام کی امداد کام آئی تھی۔

عبدالوہاب ۔ وہ کیسے ؟

غلام جیلانی ۔ ہم پر دن رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں ؟

عبدالوہاب ۔ پانچ !

غلام جیلانی ۔ یہ پانچ نمازیں کب فرض ہوئیں ؟

عبدالوہاب ۔ معراج کی رات میں ۔

غلام جیلانی ۔ معراج کی رات یکدم پوری پانچ نمازیں فرض ہوئی تھیں یا کم و بیش ؟

عبدالوہاب ۔ معراج کی رات اللہ جلشانہٗ نے پچاس نمازیں فرض قرار دی تھیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے تو انہوں نے پوچھا۔ آپ کی امت پر کیا فرض ہوا ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ۔ پچاس نمازیں ۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ آپ اسمیں تخفیف کرائیں ۔ آپ کی امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکے گی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ بارگاہِ الہٰی میں حاضر ہوئے اور تخفیف کی التجا کی اللہ تعالےٰ نے (ایک روایت کے بموجب) پانچ نمازیں کم فرما دیں اب پینتالیس رہ گئیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرے انہوں نے پھر وہی سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں کم ہوجانے کا واقعہ بیان فرمایا ۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ پینتالیس نمازیں بھی بہت زیادہ ہیں اور تخفیف کروائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بارگاہِ الہٰی میں تخفیف کی التجا کی حق تعالےٰ نے پانچ نمازیں اور معاف فرما دیں ۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے رہے اور وہ بار بار تخفیف

Marfat.com

کا مشورہ دیتے رہے۔ حق تعالیٰ نے ہر دفعہ پانچ نمازیں معاف فرمائیں حتّٰی کہ یہ پانچ نمازیں رہ گئیں جو دن رات میں ہم ادا کرتے ہیں۔

غلام جیلانی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی طور پر معراج کے شرف سے سرفراز ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ تھے یا ان کا وصال ہو چکا تھا؟

عبدالوہاب۔ کئی صدیاں پہلے ان کا وصال ہو چکا تھا۔

غلام جیلانی۔ تو اس کا مطلب یہ کہ ایک متوفی نبی نے جو شب معراج سے سینکڑوں سال بیشتر سفر آخرت اختیار کر چکا تھا۔ اپنی ظاہرہ وفات کے سینکڑوں سال بعد امت محمدیہ کی امداد کی اور اپنے نیک مشورے سے ہمارا کام آسان کر دا دیا یعنی پچاس میں سے پینتالیس نمازیں معاف ہو گئیں۔ بس صاف ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام اپنی وفات کے بعد بھی زندہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک اور قرآنی ثبوت ملاحظہ ہو۔

عبدالوہاب۔ ارشاد!

غلام جیلانی۔ سورہ البقرہ کے گیارہویں میں آیہ کریمہ وارد ہے وھو ھذا:۔ " وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ لا وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ٥ (البقرہ - ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا۔ تو اس سے منکر ہو بیٹھے۔ تو اللہ کی لعنت منکروں پر (ترجمہ

Marfat.com

از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ)
یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کی تفسیر بیضاوی شریف میں ہے۔ کہ
ہے یَسْتَنْصِرُوْنَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا بِنَبِیِّ
آخِرِ الزَّمَانِ الْمَنْعُوْتِ فِی التَّوْرَاۃِ...... الی آخرہٖ۔
ترجمہ:۔ (یہود) مشرکین پر فتح و نصرت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ
سے) طلب کیا کرتے تھے کہ الہٰ العالمین نبیٔ آخر الزماں کے طفیل جس کی تعریف
تورات میں ہے ہمیں فتح و نصرت عطا فرما۔ تو اب ملاحظہ فرمائیے کہ سید کونین
صلی اللہ علیہ وسلم ابھی عالم ارواح میں ہی تھے کہ آپ کے وسیلہ سے فتح و نصرت
کی دعائیں کی جایا کرتی تھیں اور وہ قبول ہو جایا کرتی تھیں۔ تو جب یہودیوں
کو اپنی مشکلات میں ہمارے آقا و مولےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ ڈھونڈنا
جائز تھا تو ہم مسلمانوں کو کیوں جائز نہیں۔؟ برادر عزیز ہمارے آقا "رحمۃ
للعالمین" ہیں اور غریبوں کی مرادیں بر لانے والے ہیں۔ کیا آپ نے
شعر نہیں سنا؟

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

عبدالوہاب۔ بھائی جان! میں آپ کے ان حوالہ جات سے بیحد
متاثر ہوا ہوں اور بصدق دل تسلیم کرتا ہوں کہ علمائے اہل سنت و جماعت
یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ قوت قدسیہ والے بزرگ حاجت مندوں
کی حاجتیں پوری کر سکتے ہیں۔ چلئے اب اس سے اگلے مسئلہ کی وضاحت
کیجئے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ "قوت قدسیہ والا آنِ واحد میں تمام عالم کی
سیر کر سکتا ہے"

Marfat.com

مسئلہ حاضر ناظر کا جزو چہارم

"قوت قدسیہ والے بزرگ آن واحد میں تمام عالم کی سیر کر سکتے ہیں"

غلام جیلانی۔ اس موضوع پر بحث کی کیا ضرورت۔ یہ تو بالکل ایک بدیہی امر ہے۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ خواب میں انسانی روح ہزاروں میلوں کی مسافت آن واحد میں طے کر لیتی ہے اور جب انسان بیدار ہوتا ہے تو وہ جوں کی توں جسم میں موجود ہوتی ہے۔

عبدالوہاب۔ لیکن یہ اضغاث احلام تو محض خیالات فاسدہ اور اوہام باطلہ کی تخلیق ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ خیال کہ خواب میں انسانی روح سیر کے لئے نکلتی ہے سراسر غلط ہے۔

غلام جیلانی۔ ہر خواب اضغاث احلام میں سے ہی تو نہیں ہوتا۔ کہ اس کی تعبیر نہ ہو۔ رؤیائے صادقہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتے ہیں۔ اور یہ امر حدیث سے ثابت ہے۔

عبدالوہاب۔ خواب کی حقیقت تو یہی ہے نا کہ انسان بیداری کی حالت میں جس قسم کے خیالات اور افکار میں مبتلا رہتا ہے قوت متخیلہ انہیں خیالات و افکار کی مثالی صورتیں انسان کے سامنے پیش کر دیتی ہے

غلام جیلانی۔ ہر خواب کی یہ حقیقت نہیں جو آپ بیان فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے قرآن کریم میں وارد ہے کہ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم

Marfat.com

بِاللَّیْلِ (انعام - ۷) مفسرین نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر بیان کی کہ یَقْبِضُ اَرْوَاحَکُمْ عِنْدَ النَّوْمِ یعنی وہ ذات جو نیند کے وقت تمہاری روحیں قبض کر لیتی ہے
معالم التنزیل میں ہے کہ "اِنَّ فِی الْجَسَدِ رُوْحَیْنِ رُوْحُ الْحَیَاۃِ وَھِیَ لَا تَخْرُجُ اِلَّا بِالْمَوْتِ وَرُوْحُ التَّمْیِیْزِ وَھِیَ تَخْرُجُ بِالنَّوْمِ فَتُفَارِقُ الْجَسَدَ فَتَطُوْفُ بِالْعَالَمِ وَتَرَی الْمَنَامَاتِ ثُمَّ تَرْجِعُ اِلَی الْجَسَدِ عِنْدَ تَیَقُّظِہٖ..... الخ۔

ترجمہ:- بیشک انسانی جسم میں دو روحیں ہیں ۱ روح حیات اور یہ موت کے سوا جسم سے نہیں نکلتی اور ۲ روح تمیز اور یہ روح نیند کی حالت میں نکل جاتی ہے اور بالکل جدا ہو جاتی ہے پس یہ کائنات کا طواف کرتی ہے۔ خواب دیکھتی ہے اور بیداری کے وقت پھر جسم میں لوٹ آتی ہے (پس عالم خواب میں روح کے طوافِ کائنات کا انکار سراسر ایک بدیہی امر کا انکار ہے۔

عبدالوہاب ۔ خیر میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔
غلام جیلانی ۔ اگر آپ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس طرح روح عالم خواب میں طواف کائنات محض آن واحد میں کر سکتی ہے اسی طرح مکمل خواب یعنی موت کے بعد بھی کر سکتی ہے۔
عبدالوہاب ۔ لیکن مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز میں یہ حدیث بھی تو موجود ہے کہ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ کَعْبٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا نَسَمَۃُ الْمُؤْمِنِ طَیْرٌ تَعْلَقُ شَجَرَ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَہُ اللّٰہُ فِیْ جَسَدِہٖ یَوْمَ یَبْعَثُہٗ ۔ رواہ مالک والنسائی والبیہقی فی

كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ -

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے نہیں کہ مومن کی روح پرندہ ہے جو بہشت کے درختوں سے کھاتا پیتا ہے روایت کیا اس حدیث کو مالک - نسائی اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں بس اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ مومن کی روح جنت میں ہوتی ہے اور وہاں کے پھل میوے کھاتی ہے۔ اور دنیا سے اسے سروکار رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے ہزاروں میلوں کا سفر آنِ واحد میں کرنے کی کوئی ضرورت پیش آتی ہے۔

غلام جیلانی - برادرِ عزیز! روح کا تعلق اپنی قبر کے ساتھ بہرحال قائم رہتا ہے خواہ وہ کسی بھی مقام پر ہو - ورنہ تو قبرستان میں جا کر اہلِ قبور کو مخاطب کر کے یہ کہنا بالکل بے معنی ہو کر رہ جائے گا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ اور اہلِ قبور سے یہ خطاب، اور یہ سلام و دعا سنت ہے اور یہ حدیث جس کا آپ حوالہ دے رہے ہیں - حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نسائی شریف کی شرح زہر الربیٰ میں اس حدیث کی کمال شرح و بسط کے ساتھ اور نہایت ہی پُر از معلومات تشریح و توضیح کی ہے۔ میرے خیال میں اس کا مطالعہ کر لینے کے بعد زیرِ بحث مسئلہ کے متعلق کسی قسم کا کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہے گا۔

عبدالوہاب - ارشاد!

Marfat.com

غلام جیلانی - طویل عربی عبارت کا ترجمہ یہ کہ :-
حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عزّ الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس حدیث شریف میں نَسَمَۃُ المؤمن کے لفظ میں جو عموم ہے اس سے مراد مجاہدین ہیں اور کہا قرطبی نے کہ یہ حدیث نیز انہیں معنوں کی دیگر احادیث بھی شہدا پر محمول ہیں - شہدا کے سوا دیگر مومنین کی روحیں گاہے آسمان پر ہوتی ہیں لیکن جنت میں نہیں اور گاہے ان کی روحیں اپنی قبور کے گرد و نواح کے میدانوں میں ہوتی ہیں اور جنت کے میوے اور دیگر بہشتی نعمتیں سوائے شہید فی سبیل اللہ کے بالتعجیل (یعنی قبل از بعث ونشور) کسی کو نہیں دی جاتیں اور اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے اور نقل کیا اس کو قاضی ابوبکر بن عربی نے شرح ترمذی میں اور غیر شہید کا معاملہ ایسا نہیں ۔اس کی قبر تنگ کی جاتی ہے - پھر کشادہ کر دی جاتی ہے

عبد الوہاب - یہاں تک کا آپ نے جو ترجمہ کیا ہے اس کا ملخص یہ ہوا کہ

۱- اِنَّمَا نَسَمَۃُ المؤمنِ طَیۡرٌ والی حدیث میں مومن کے عام لفظ سے مراد شہید ہے -

۲- شہید کی روح بالتعجیل جنت کے پھل میوے جہاں سے چاہتی ہے کھاتی ہے -

۳- غیر شہید مومنین کی روحیں بعث ونشور کے بعد جنت میں داخل ہونگی اور اس وقت انہیں جنت کی نعمتیں مہیا ہوں گی -

۴- غیر شہید مومنین کی روحیں کبھی آسمان پر تو ہوتی ہیں مگر جنت میں نہیں ہوتیں اور کبھی اپنی قبروں کے اردگرد کے میدانوں میں ہوتی ہیں -

Marfat.com

۵۔ اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! بالکل ٹھیک اختصار کیا آپ نے ازاں بعد علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ" میں کہتا ہوں کہ طبرانی کے نزدیک اس حدیث کے بعض راویوں سے اس کی تصریح وارد ہے کہ حدیث شہداء کے حق میں ہے۔ چنانچہ طبرانیؒ نے سفیان بن عیینہ۔ عمرو بن دینار۔ ابن شہاب۔ ابن کعب بن مالک۔ مالک کے سلسلہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی صورت میں ہیں۔ جہاں سے چاہتی ہیں کھاتی پیتی ہیں۔ اور کہا امام شمس الدین بن قیمؒ نے کہ (روحوں کو صبح وشام ان کا) ٹھکانا پیش کیا جانا اس بات کی دلیل نہیں کہ روحیں قبروں میں یا قبروں کے صحن یعنی ان کے اردگرد کے میدانوں میں ہی رہتی ہیں۔ بلکہ روح کو قبر سے اتصال ہوتا ہے اور یہ صحیح ہے کہ ہر روح کو (صبح وشام جنت میں یا دوزخ میں اس کا اصلی) ٹھکانا دکھایا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ روح کو ایک ایسی شان حاصل ہوتی ہے کہ وہ (بیک وقت) اعلیٰ علیین میں بھی موجود ہوتی ہے اور (قبر میں مدفون اپنے) بدن سے بھی متصل ہوتی ہے۔ (اور اس قدر متصل) کہ جب کوئی مسلمان اپنے اس صاحب قبر) دوست یا عزیز کو (اس کی قبر پر آکر) السلام علیکم کہتا ہے تو اس کی روح سلام کا جواب دیتی ہے اور وہیں اپنے مکان۔ (اعلیٰ علیین) میں ہوتی ہے۔

عبد الوہاب۔ مطلب یہ کہ روح بیک وقت مختلف مقامات پر موجود ہو سکتی ہے۔

غلام جیلانی۔ جی ہاں! علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس پر دلائل

Marfat.com

دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جبرئیل علیہ السلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ نے دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو ہیں۔ اور ان میں سے صرف دو بازوؤں نے افق عالم کو ڈھانپ دیا ہوا تھا۔ اور وہی جبرئیل علیہ السلام ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں (بحالت التحیات بصورت متعلّم) گھٹنے ملائے اور ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے بیٹھے ہیں۔ مخلص لوگوں کے قلوب میں اس بات پر ایمان لانیکی وسعت موجود ہے۔ کہ یہ امر بالکل ممکن ہے۔ کہ جبرئیل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر قریب بھی تھے اور آسمانوں میں اپنے مستقر پر بھی موجود تھے۔ اور رویت جبریلؑ والی حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو جبریل امین تھے جو زمین و آسمان کے درمیان پاؤں پھیلائے ہوئے تھے۔ اور وہ کہہ رہے تھے کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔ پس نہیں نظر پھیرتا تھا میں کسی طرف مگر کہ جبریل امین کو ہر طرف اسی حالت میں دیکھتا تھا (یعنی ہر طرف جبریل امین اسی صورت میں کھڑے نظر آتے تھے۔) اور یہی محمول ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول فرمانے کا اور عرفہ کی شام اور اسی قسم کی مبارک ساعات میں اس کے قریب ہونے کا۔ حالانکہ اس کی ذات پاک حرکت و انتقال سے منزّہ ہے۔

اور اس مقام پر غائب کو شاہد پر قیاس کرنے میں غلطی واقع ہوتی ہے۔ اور یہ اعتقاد کر لیا جاتا ہے۔ کہ روح ایسی جنس ہے جیسی اجسام کے اوصاف ہیں۔ کہ اگر وہ ایک جگہ پر مشغول ہو تو دوسری جگہ پر نہیں ہو سکتی اور یہ مفروضہ قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور جو انہیں السلام علیکم کہتا ہے۔ اس کو جواب دے رہے ہیں اور وہ اعلیٰ علیین میں بھی موجود ہیں۔ اور ان دونوں باتوں میں ہرگز کوئی تضاد نہیں کیونکہ روح کے خواص اور اوصاف بدن یعنی مادہ کے خواص و اوصاف سے جداگانہ ہیں۔ بعض اہلِ علم لوگ روح کی (بیک وقت مختلف مقامات پر موجودگی کی) مثال سورج سے دیتے ہیں۔ کہ وہ آسمان پر ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں زمین پر ہوتی ہیں۔ اگرچہ اس مثال میں مطابقت تامہ نہیں۔ کیونکہ شعاع سورج کا عرض ہے یعنی شعاع بالذات قائم نہیں بلکہ اس کا انحصار سورج پہ ہے لیکن روح بعینہٖ و بذاتہٖ اترتی ہے اور آسمان پر بھی موجود رہتی ہے۔ اسی طرح حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا شبِ معراج آسمانوں پر انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا درحقیقت ارواح کو ان کے مثالی اجسام میں دیکھنا ہے۔ کیونکہ کلامِ وحی ترجمان میں وارد ہے کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ علاوہ ازیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص میری قبر کے نزدیک درود شریف پڑھتا ہے میں سن لیتا ہوں اور جو دور ہونیکی حالت میں پڑھتا ہے (یعنی حضورِ قلب کے بغیر غفلت کی حالت میں پڑھتا ہے) اس کا درود مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ نیز فرمایا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے میری قبر پہ ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سن لینے کی قوت بخشی گئی ہے۔ قیامت تک جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا وہ فرشتہ اس شخص کے نام اور اس شخص کے باپ کے نام کیساتھ اس کا درود شریف مجھے پہنچائے گا۔ نیز بایں ہمہ یہ امر بھی یقینی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مقدسہ ارواحِ انبیاء علیہم السلام کیساتھ اعلیٰ علیین میں ہے اور وہی

Marfat.com

رفیق الاعلیٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اس امر میں کسی قسم کا کوئی تناقض و تباین نہیں کہ روح علیین میں ہو یا جنت میں ہو یا آسمان پر ہو لیکن بہمہ حال اس کا بدن کے ساتھ اتصال قائم رہتا ہے۔ بایں صورت کہ وہ ادراک کر سکتی ہے۔ سن سکتی ہے۔ نماز پڑھتی اور تلاوت کرتی ہے۔

عبدالوہاب۔ لیکن بھائی جان بظاہر یہ بات بڑی عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے کہ روح علیین میں بھی ہو۔ آسمان پر بھی ہو اور قبر کے ساتھ بھی اس کا تعلق جوں کا توں قائم ہو۔

غلام جیلانی۔ علامہ سیوطی رحمت اللہ علیہ بعض لوگوں کے اس قسم کے شبہات اور حیرانگی کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں (یعنی اس سے آگے عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ)

"یہ بات عجیب و غریب اس لئے معلوم ہوتی ہے کہ مادی دنیا پر نظر رکھنے والا شخص دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے کہ وہ اس امر واقعی کا مشاہدہ کر سکے۔ اور عالم برزخ و آخرت کے امور اس دنیا کے دستور و آئین سے بالکل متغائر و متبائن ہیں۔ حتیٰ کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ روح کو سرعت حرکت و انتقال کی ایسی قوت حاصل ہے کہ وہ آن واحد میں جہاں چاہے پہنچ جاتی ہے اور لمحہ بھر میں اپنی قبر سے آسمان پر پہنچ جاتی ہے اور سونے والے آدمی کی روح اس بات کی صداقت پر شاہد عادل ہے۔ اور اس حقیقت میں کسی قسم کے شک و شبہ کا کوئی امکان نہیں کہ سونے والے آدمی کی روح آسمان کی طرف

Marfat.com

پرواز کرتی ہے اور اس کے ساتوں طبق چیرتی ہوئی عرش الٰہی کے سامنے جا پہنچتی ہے اور ذاتِ رب العالمین کو سجدہ کر کے لمحہ بھر میں اپنے جسم کی طرف لوٹ آتی ہے (عربی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا)۔

عبدالوہاب ۔ سبحان اللہ! حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ کے اس مدلّل بیان کے مطالعہ کے بعد واقعی اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا ۔ کہ روح بیک وقت متعدد مقامات پر حاضر ہو سکتی ہے ۔ اور اسے سرعتِ حرکت و انتقال کی ایسی عجیب و غریب قوت حاصل ہے کہ وہ آنِ واحد میں کرۂ ارضی تو کیا ہفت افلاک کو عبور کر کے عرشِ رب العالمین تک پہنچ سکتی ہے ۔ اور اپنے پروردگار کو سجدہ کر کے لمحہ بھر میں اپنے جسد میں واپس لوٹ آتی ہے ۔

غلام جیلانی ۔ اور ہمارا آج کا موضوعِ گفتگو بھی یہی تھا ۔ کہ " قوتِ قدسیہ والے بزرگ آنِ واحد میں تمام عالم کی سیر کر سکتے ہیں" ۔ اب اگر آپ دلائل مذکورہ بالا سے مطمئن ہو چکے ہیں تو فبہا یا اگر کوئی شک و شبہ باقی ہے تو بیان فرمائیں ۔

عبدالوہاب ۔ بھائی جان ! میں آپ کا بے حد شکر گذار ہوں کہ آپ نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اور برادرانہ شفقت کے ساتھ اس مسئلہ کے متعلق میرے اعتراضات سُنے اور میرے تمام شکوک و شبہات کا عالمانہ جواب دیا ۔ اب اس مسئلہ کو صحیح تسلیم کرنے میں مجھے کسی قسم کی کوئی ہچکچاہٹ نہیں ۔ میں

Marfat.com

علمائے اہل سنت وجماعت کو حق بجانب سمجھتا ہوں۔ اور خدا اور اس کے رسول کو حاضر ناظر سمجھ کر فرقہ وہابیہ کے عقائد سے توبہ کرتا ہوں۔

غلام جیلانی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ۔ برادرِ عزیز! میں اپنے لئے اور آپ کے لئے اور جمیع اہل سنت والجماعت بھائیوں کیلئے استقامت کی دعا کرتا ہوں۔

اب اذان ہو چکی ہے۔ آیئے اہل السنت والجماعت کی مسجد میں نماز پڑھیں۔ نماز کے بعد مجلس میلاد بھی منعقد ہو گی، ذکرِ رسول سنیں گے۔ ایمان تازہ ہو گا۔

عبدالوہاب۔ چلئے ضرور چلئے۔ میں اب ہمیشہ اسی مسجد میں نماز پڑھا کروں گا۔

(دونوں بھائی مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز کے بعد مجلس میلاد منعقد ہو جاتی ہے اور اس میں یہ نعت اور درود پڑھا جا رہا ہے)

★

Marfat.com

نعت و درود بر خواجۂ عالم
صلّی اللہ علیہ وسلم

صلِّ علیٰ نبیّنا	صلِّ علیٰ محمدٍ
محفلِ ذکرِ مصطفیٰ	سنّتِ ذاتِ کبریا
پڑھتا ہے جبکہ خود خدا	صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا	صلِّ علیٰ محمدٍ
سیّدِ دوجہاں نبیؐ	مقصدِ کُن فکاں نبیؐ
اوّلِ خلقِ دوسرا	صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا	صلِّ علیٰ محمدٍ
رحمتِ ربِّ ذوالمنن	قاسمِ روزیٔ زمن
نورِ منیرِ کبریا	صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا	صلِّ علیٰ محمدٍ
معطی ہے ربِّ ذوالکرم	اور یہ قاسمِ نعم
مالک ہے خیرِ کثیر کا	صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا	صلِّ علیٰ محمدٍ
جنگِ گذشتہ میں ہوا	معجزہ جو نیا بنا

Marfat.com

سب نے ہے دیکھا اور سنا — صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدٍ

دشمنِ سِفلہ و زبوں — ہندوئے تیرہ اندروں
ناگاہ حملہ وَر ہُوا — صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدٍ

ہم کو ہوئی جبھی خبر — جبکہ عدوئے بدگہر
سر پہ ہمارے آچڑھا — صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدٍ

طیّارہ ہائے بم فگن — برق فشاں و شعلہ زن
چھائے تھے بن کے اِک بلا — صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدٍ

توپوں کی دَن دناہٹیں — ٹینکوں کی گڑگڑاہٹیں
حشر کا شور تھا بپا — صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدٍ

تیرہ و تار تھا جہاں — چھایا تھا ہر طرف دھواں
رَن آپڑا گھمسان کا — صلِّ علیٰ محمدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدٍ

Marfat.com

ہر سمت مار و مار تھی — گولوں بموں کی بوچھار تھی
حملے ہوائی تھے بے پناہ — صلِّ علیٰ محمدؐ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدؐ

ہے پُر الم یہ داستاں — ندیاں خوں کی تھیں رواں
لاشوں کے ڈھیر جا بجا — صلِّ علیٰ محمدؐ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدؐ

عالمِ حزن و یاس تھا — ہر سمت خوف و ہراس تھا
اور مسجدوں میں تھی دعا — صلِّ علیٰ محمدؐ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدؐ

اے تیری ذات ہے صمد — الغیاث و المدد
تیرے نبی کا واسطہ — صلِّ علیٰ محمدؐ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدؐ

اللہ نے سنی دعا — معجزہ رونما ہوا
ہر شخص کی زباں پہ تھا — صلِّ علیٰ محمدؐ
صلِّ علیٰ نبیّنا — صلِّ علیٰ محمدؐ

پہنچے تھے احمدِ مجتبیٰ — ساتھ صحابہؓ و اولیاءؒ
امت کو دی آ کر پناہ — صلِّ علیٰ محمدؐ

Marfat.com

صلِّ علیٰ نبیّنا   صلِّ علیٰ محمّدٍ
آقا نے کی جو اک نظر   ہو گئے دور سب خطر
جنگ کا ڈھنگ بدل گیا   صلِّ علیٰ محمّدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا   صلِّ علیٰ محمّدٍ
نورِ خدا تھا جلوہ گر   ظلمتیں ہو گئیں مفر
آیا اک انقلاب تھا   صلِّ علیٰ محمّدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا   صلِّ علیٰ محمّدٍ
ہمتیں ہو گئیں جواں   عزم باوجِ آسماں
فیض شہودِ حضور کا   صلِّ علیٰ محمّدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا   صلِّ علیٰ محمّدٍ
پڑھتیں صفیں نماز کی   برکت شہِ جاں نواز کی
حاصل قلوب کو ضیاء   صلِّ علیٰ محمّدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا   صلِّ علیٰ محمّدٍ
باہمی اتحاد تھا   جذبۂ جہاد تھا
فتح کا اعتماد تھا   صلِّ علیٰ محمّدٍ
صلِّ علیٰ نبیّنا   صلِّ علیٰ محمّدٍ
گونجا جو نعرۂ حیدری   پھیلی شیاطین میں ابتری

Marfat.com

لرزہ عدو پہ چھا گیا — صلّ علیٰ محمدٍ
صلّ علیٰ نبیّنا — صلّ علیٰ محمدٍ

دنیا میں فوج پاک کی — ضرب المثل بہادری
فیض رسول پاک کا — صلّ علیٰ محمدٍ
صلّ علیٰ نبیّنا — صلّ علیٰ محمدٍ

قوت خالد و علی — گویا تھی فوج کو ملی
حیدری رنگ دکھا دیا — صلّ علیٰ محمدٍ
صلّ علیٰ نبیّنا — صلّ علیٰ محمدٍ

دشمن بدسگال کے — چھکّے چھڑا دیئے گئے
میداں سے وہ فرار تھا — صلّ علیٰ محمدٍ
صلّ علیٰ نبیّنا — صلّ علیٰ محمدٍ

ہم کو طفیل مصطفیٰ — فتح خدا نے کی عطا
شکر خدائے پاک کا — صلّ علیٰ محمدٍ
صلّ علیٰ نبیّنا — صلّ علیٰ محمدٍ

دور نہ جان حضور کو — نور سے دیکھ نور کو
تا ہو حصول مدّعا — صلّ علیٰ محمدٍ
صلّ علیٰ نبیّنا — صلّ علیٰ محمدٍ

Marfat.com

شاہد بزم ہے نبی — حاضر رزم ہے نبی
قاسم رحمت کبریا — صلّ علیٰ محمدٍ
صلّ علیٰ نبیّنا — صلّ علیٰ محمدٍ

اے شہ حمیدہ انس و جاں — تو ہے شفیع عاصیاں
رحمت حق لقب ترا — صلّ علیٰ محمدٍ
صلّ علیٰ نبیّنا — صلّ علیٰ محمدٍ

حامیٔ بے کساں ہے تو — ناصر ناتواں ہے تو
ملجائے وماوائے ضعیف کا — صلّ علیٰ محمدٍ
صلّ علیٰ نبیّنا — صلّ علیٰ محمدٍ

تیر [illegible] — ہے یہ عتیق کی دعا
شا [illegible] — صلّ علیٰ محمدٍ
[illegible] — صلّ علیٰ محمدٍ

بدخواہ پائمال ہوں — اور خیر خواہ نہال ہوں
حاصل عروج و ارتقا — صلّ علیٰ محمدٍ
صلّ علیٰ نبیّنا — صلّ علیٰ محمدٍ

★

تمت بالخیر

Marfat.com

Marfat.com

Printed at the
Nau-Bahar Electric Press,
Multan.

Marfat.com

Marfat.com

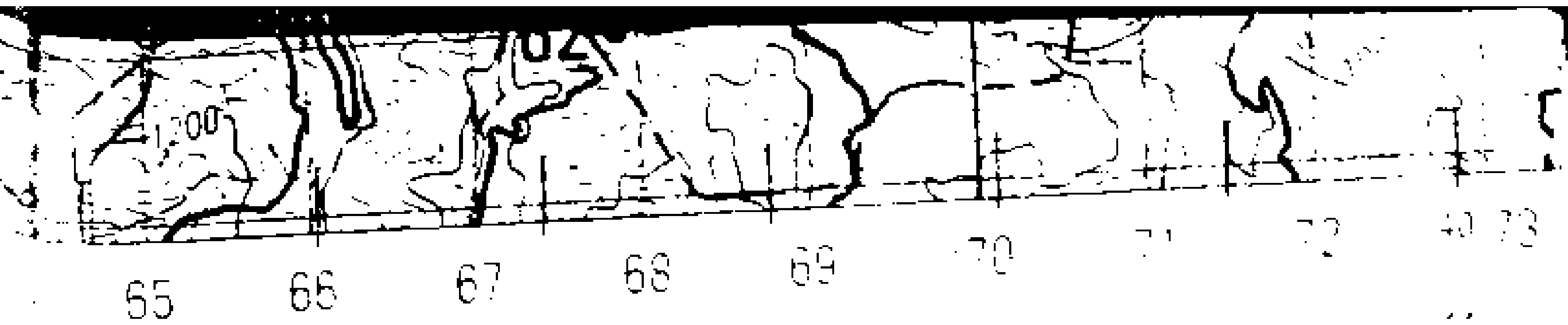

GLOSSARY

USERS SHOULD REFER CORRECTIONS
COMMERCIAL 314 260-5032
ATTN COC MA

Marfat.com

Marfat.com